کانچ کی گڑیا

تحریر : یمن ایوا

یزدانی ولا کسی دلہن کی طرح سجایا ہوا تھا۔ چہل پہل، رونق میلا اور زرق برق لباس میں کھلکھلاتے لوگ۔۔رات کے اندھیرے میں بھی یہاں دن تھا جیسے۔۔روشنیوں کا ایک جہان یہاں آباد تھا۔۔
بڑے سے ہال میں رنگ و بو کا سیلاب بہہ رہا تھا، ہال کے ایک طرف بڑے تاج والے صوفہ پر کیرولین پرپل کلر کے بھاری کامدار لہنگے میں ملبوس، ستارہ آنکھوں والی کومل سی گڑیا بیٹھی تھی۔۔
وہ مایا عظیم تھی۔۔کانچ کی گڑیا جیسی لڑکی۔۔۔
اس کے گرد لوگوں نے گھیرا سا ڈالا ہوا تھا، وہ مسکرا رہی تھی، سرگوشیوں میں باتیں کر رہی تھی، مسکرانے میں شرم سے زیادہ خوشی کی جھلک شامل تھی۔۔

وہ کم عمر تھی، نادان تھی۔۔اور کچھ دماغی طور پر بچگانہ تھی۔۔اسے شادی بیاہ جیسی باتوں کی سمجھ زرا کم ہی آتی تھی۔۔

اس کے سامنے وہیل چیئر پر بیٹھی ایک فالج زدہ بوڑھی عورت یک ٹک اسے دیکھ رہی تھیں۔۔۔
کبھی خوش ہو جاتیں کبھی آنکھیں بھیگ جاتیں۔۔

”آپ روئیں مت اماں بی۔۔اچھا نصیب ہو گا آپ کی گڑیا کا۔۔“فخر بیگم اٹھ کر ان کے پاس جا بیٹھیں۔

اماں بی کہنا چاہتی تھیں انہیں خوف ستا رہا ہے۔۔ یہ سب رنگین میلہ ان کی گڑیا پر گرنے والے ایک عذاب کا پیش خیمہ لگ رہا ہے مگر۔۔وہ بولنے کی سکت نہیں رکھتی تھیں، چپ رہیں۔۔

”حالانکہ۔۔ جو اس کے ساتھ ہو چکا۔۔ مطلب اتنی کم عمری میں اور اس کی تو ساری زندگی برباد ہو جاتی۔۔اسے کون اپناتا بس یہ آپ کی دعا تھی جو آپ نے ہر سانس کے ساتھ کی۔۔اس کا نتیجہ ہے۔۔“
فخر بیگم جانے خوش تھیں یا ناراض اماں بی سمجھ نہیں پائیں۔۔

”سچ کہوں تو میں نے بہت سمجھایا داویال کو۔۔شاید جذبات میں آکر فیصلہ کیا ہے اس نے۔۔“

ان کی بات پر اماں بی کا دل کانپا۔۔اگر حرکت کر سکتیں تو بیٹی کا تھپڑوں سے منہ لال کر دیتیں۔۔

”میں نے ہمیشہ اپنی شیریں کا سوچا تھا، ان دونوں کی دوستی بھی ہے، جانے کیا خناس سما گیا ہے کچھ سن سمجھ نہیں رہا۔۔ابھی کمسنی کے حسن سے بیوقوف بن رہا ہے بس۔۔“

وہ ایسے موقع پر بھی اپنے دل کی بھڑاس نکال رہی تھیں۔۔ اماں بی کی بے بس نظریں بھیگ گ ئی یں۔۔

"توقیر کہہ رہے تھے اچھا صلہ دیا تمہارے بھتیجے نے ہماری محبت کا۔۔انہیں بہت پسند تھا دو یال۔۔"

ایسے موقع پر ایسی جلن۔۔انہیں اپنے لائق فائق، وجیہہ پرکشش بھتیجے کے ہاتھ سے نکل جانے کا قلق ستا رہا تھا۔۔

"خیر۔۔ہم بچوں کی خوشی میں راضی مگر۔۔دیکھ لینا آپ۔۔بہت جلدی پچھتائے گا۔۔لڑکی کا سیاہ ماضی کون بھلا سکتا ہے۔۔"فخر بیگم کی دل چیرتی باتوں پر اماں بی کی آنکھوں سے بے آواز آنسو نکلے تھے۔۔

"یا اللہ میری گڑیا کو خوش رکھنا۔۔یا اللہ اب اور نہیں۔۔"ان کا درد زدہ دل دعاؤں سے بھر گیا۔۔۔

....○○○○○○.....

وہ اپنے کمرے میں کھڑا سامنے چاند کو تک رہا تھا، آدھا چاند اپنی پوری کوشش کیے روشنی دے رہا تھا، سردیوں کی آمد تھی ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا اس کے وجود کو راحت بخش رہی تھی۔۔۔

آنکھیں بند کیے اس سکون کو محسوس کرنے لگا۔۔

آنکھوں کے بند ہوتے ہی چھم سے کوئی عکس سامنے آن رکا تھا۔۔

نازک سی لڑکی۔۔گلاب چہرہ اور شفاف رنگت۔۔

ہر بار اس چہرے کو دیکھ کر ہی اس میں بے تابی سی بھر جاتی تھی، محبت شدت سے حملہ آور ہوتی تھی۔۔۔

اس نے فوراً آنکھیں کھول دیں۔۔ آنکھوں میں بے بسی اور سرخی تھی۔۔ ایک نظر۔۔ ایک پہلی نظر میں ایسی شدید قسم کی اپنائیت اور محبت۔۔ پھنس ہی گیا تھا وہ۔۔ اسے خود پر ترس آ رہا تھا۔۔

وہ نوابزادہ تہام تھا۔۔ نواب گھرانے کا سب سے چھوٹا بیٹا۔۔ لاڈلا تھا۔۔ جو چاہتا تھا پالیتا تھا۔۔

اس بار اسے ایک جیتا جاگتا انسان اچھا لگا تھا اور بہت بری طرح پسند آیا تھا۔۔ مگر اس بار وہ اسے حاصل نہیں کر سکتا تھا۔۔

اس کے موبائل پر کال آ رہی تھی، وہ خالی خالی نظروں سے نمبر دیکھ رہا تھا پھر گہرا سانس بھرا۔۔

"ہیلو۔۔؟ جی ہاں آ رہا ہوں۔۔" بھاری آواز میں سنجیدگی سے جواب دے کر کال کاٹ دی۔۔

●●●●○○○○○○●●●●●

داویال کے ساتھ گیسٹ روم میں اس وقت سب دوست ہنسی مذاق کر رہے تھے۔۔

شادی سے ایک روز پہلے کی رات تھی جوان دوستوں نے ساتھ گزارنے کا پروگرام بنایا۔۔

اہنی تعلیم مکمل کرتے ہی وہ لوگ بزنس میں مصروف ہو چکے تھے اور اب ایک سال بعد یوں پہلے کی طرح مل بیٹھنے اور ہلا گلا کرنے کا موقع ملا تھا جس کا خوب فائدہ اٹھا رہے تھے۔۔

”میری شادی کا ابھی چانس نہیں۔۔داویال کو ہی جلدی تھی۔۔“ شہرام قہقہہ لگا کر بولا تھا اور انجانے میں بالکل ٹھیک کہہ گیا۔۔داویال چونکا ہاں اسے جلدی ہی تو تھی۔۔

”یہ جلدی ہے کم آن شہری۔۔بوڑھے ہو کر شادی کرو گے کیا۔۔“ شاہ میر نے اس کا مذاق اڑایا۔۔

ان سب دوستوں کے درمیان راجاؤں جیسی آن بان رکھنے والا داویال اعظم اپنے خوبصورت چہرے پر دلکش مسکراہٹ سجائے بیٹھا تھا۔اسکی آنکھوں میں چمک سی تھی کچھ فتح کرنے, کچھ پا لینے کی یا کامیاب ہو جانے کی اور وہ کامیاب ہی تو ہوا تھا_ وہ سب کہاں جانتے تھے اس دن کا اسے کتنی بے صبری سے انتظار تھا۔۔

”تیمی تو جلدی شادی کرے گا ناں! اسکی تو اماں نے ڈھونڈ بھی رکھی ہو گی اسی جیسی پینڈو اور سڑی ہوئی کالی لڑکی،،“

عبیر نے تیمور کا مذاق اڑایا تو وہ کھسیا کر ہنسنے لگا۔اس وقت یہاں سب بگڑے ہوئے امیر لڑکے تھے سوائے تیمور کے۔۔ایک دیہاتی، سادہ اور غریب سا لڑکا۔۔شہرام ایک بزنس ٹائیکون کا اکلوتا بیٹا تھا۔۔خوبصورت اور ہمیشہ مہنگے نئے لباس پہننے والا۔۔اسے لڑکیوں کو کھینچنے والا مقناطیس کہتے تھے۔۔اس کے گرد حسین لڑکیوں کا ڈھیر لگا رہتا تھا جن کے ساتھ وہ خوب انجوائے کرتا تھا۔۔

شاہ میر بھی پڑھے لکھے امیر گھرانے کا چشم وچراغ تھا۔۔خوش شکل تھا مگر لڑکیوں سے زرا دور رہتا تھا، اسے نئی سے نئی ماڈل کی گاڑی کا شوق تھا۔ عبیر سیاستدان گھرانے سے تعلق رکھتا تھا۔۔خوبرو تھا، عیاش تھا اور پیسہ اڑانے والا۔۔

ایک وہ تھا تیمور۔۔گاؤں کے ایک عام گھرانے کا لڑکا۔۔انہیں یونیورسٹی میں ملا تھا۔۔دبو اور کچھ سنجیدہ سا۔۔اسے گھر والے یہاں شہر بھیجنے کو تیار نا تھے وہ اپنے گاؤں کے سردار صاحب کی سفارش پر پڑھ رہا تھا۔۔اس کا نا کوئی شوق تھا نا اتنا پیسہ کہ مستی میں اڑاتا یا مہنگے شوق رکھتا۔۔

اس کے پاس پڑھائی کا جنون تھا۔۔زہانت تھی۔۔

وہ داویال کا بہترین دوست تھا اور کیوں تھا یہ آج تک باقی سب نہیں سمجھ پائے تھے۔۔

وہ غریب تھا اور ان کے برابر کا بالکل نا تھا۔۔اس کا حلیہ عام اور بد حال سا ہوتا تھا۔۔ مگر داویال اسے ساتھ رکھتا تھا۔۔وہ سادہ مزاج تھا اور خاموش طبع۔۔داویال کو اس کی یہی بات پسند تھی۔۔

”داویال میں تم جیسا بننا چاہتا ہوں۔۔ غریبوں سے پیار کرنے والا۔۔انسان دوست۔۔“ وہ داویال کا فین تھا۔۔اکثر رشک سے کہتا تھا اور داویال ہنس کر نفی میں سر ہلاتا تھا۔اب بھی دوستوں کی چھیڑ چھاڑ پر وہ تیمور کو مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔

”اماں نے نہیں ڈھونڈی کوئی۔۔“ وہ خفگی سے بولا۔

وہ اب تیمور کی فیملی کو ڈسکس کرتے ہنس رہے تھے۔۔جو ایک عام دیہاتی گھرانہ تھا۔۔

وہ سب ایک دوسرے کے گھر جاتے تھے۔۔ایک روز سب کو تیمور کا گاؤں دیکھنے کا شوق ہوا۔۔

وہ تیمور کے سر پر سوار ہو گئے جو ہمیشہ اپنے گھر کی بات پر ہی بات بدل جاتا تھا۔۔

""تم شرماتے ہو۔۔؟ ہمیں اپنے گھر والوں سے ملوا کر تمہیں کمتر محسوس ہو گا اس لیے ناں۔۔؟""

شہرام کی ایک روز کہی جانے والی بات پر وہ سنجیدہ ہوا تھا، وہ شرماتا نہیں تھا۔۔نا احساس کمتری میں مبتلا تھا مگر وہ نہیں چاہتا تھا یہ سب امیر زادے اس کے گھر والوں کا مذاق اڑائیں۔۔

""یہ غلط ہے تیمی۔۔ ہم سب دوست ہیں سب برابر ہیں پھر یہ فرق کیوں۔۔"" داویال کے نرم دوستانہ لہجے پر وہ ہلکا پھلکا ہو گیا۔۔ وہ مان گیا انہیں اپنے گاؤں لے جانے کے لیے۔۔ سب سے ملوانے کے لیے۔۔

وہ لوگ وہاں پہنچے تو حیران رہ گ ئی ے۔۔

ان کی سوچ سے کہیں عجیب گھرانہ تھا۔۔۔

سوکھی چمڑی، سانولی اور لمبی قد کی عورت اس کی ماں تھی، بدرنگ کرتا دھوتی میں ملبوس بوڑھا کھانستا ہوا اس کا باپ اور کچھ ایسے ہی حلیہ والا بڑا بھائی جو کھیتوں میں کام کر رہا تھا۔

شہرام اور شاہ میر جی بھر کر بیزار ہو گ ئی ے تھے، ایسے ماحول اور ایسے گھر کا انہوں نے تصور بھی نہیں کیا تھا۔۔ تیمور تو ان سے بہت الگ لگتا تھا۔۔

ان کے لیے وہاں رکنا محال ہو گیا، داویال کی وجہ سے انہیں چپ رہنا پڑا تھا۔۔

ان کے گاؤں کے نواب کا بیٹا نوابزادہ طیفور جو تیمور کا دوست تھا۔۔اس کا سنتے ہی ملنے چلا آیا۔۔ایک اور حیرت کا جھٹکا۔۔ کہاں نواب سکندر کا بیٹا اور کہاں تیمور۔۔

دوست بھی ایسا کہ اس کی آمد کا سنتے ہی بھاگا چلا آیا اور ملتے ہی زبردستی اپنے ساتھ لے گیا۔۔

نوابوں کی حویلی دیکھ کر ان کی آنکھیں پھیل گئی تھیں۔۔ کیا عالیشان محل نما حویلی تھی۔

جہاں ان کی رہائش اور کھانے پینے کا اعلا انتظام کروایا گیا تھا اور یہ سب تیمور کی وجہ سے ہوا۔۔

انہیں ماننا پڑا تیمور ویسے تو بہت غریب تھا مگر دوستی کے معاملہ میں بہت امیر تھا۔۔

تین راتیں گاؤں میں رکے اور دوبارہ تیمور کے گھر جانے کی ہمت کسی میں نا ہوئی۔۔ نوابوں کی شاہانہ مہمان نوازی کا خوب فائدہ اٹھایا گیا۔۔

تیمور کافی ناراض ہوا تھا اس بات پر مگر انہیں پرواہ نہیں تھی اور واپس آکر آج تک وہ تیمور کے گھرانے کا مذاق ہی اڑاتے تھے۔۔

”کیا نام تھا اس کی اماں کا؟ ہاں اماں بخت۔۔“

”بابا دینو۔۔ بھاداڈو۔۔یار شکر کرو تمہارا نام تیمور رکھ دیا ورنہ تم بھی کرمو کہلاتے۔۔“

وہ ہنس رہے تھے، حلیہ پر۔۔ نام پر۔۔ غربت پر۔۔

تیمور سنجیدہ سا بیٹھا انہیں دیکھتا رہا۔۔

''سٹاپ اٹ گائز۔۔'' داویال نے سب کو مزید بولنے سے منع کر دیا۔۔ تیمور اب بھی خاموشی سے بیٹھا رہا۔۔ داویال کے معذرت کرنے پر مسکرا کر سر ہلایا۔۔

داویال کو اس کی یہی بات پسند تھی۔۔ وہ نفیس مزاج کا تھا۔۔ دھیما بولتا تھا۔۔ اور بے حد سادہ تھا۔۔

اور داویال اس کے لیے سب سے لڑ پڑتا تھا۔۔ وہ امیر زادہ تھا مگر مغرور نہیں تھا اور یہ خاصیت تیمور کو اس کے قریب رکھتی تھی۔

وہ اتنا ہمدرد مزاج تھا۔۔ اتنا خیال رکھتا تھا۔۔ اور اتنا رحم دل تھا۔۔ تیمور حیران ہو جاتا تھا۔۔

کال آنے پر وہ اٹھ کر باہر نکلا، داویال نے سب کو ناراضگی سے مزید ایسی باتیں نا کرنے کا کہا تھا۔۔

تیمور کال کے بعد آیا تو چپ چپ سا تھا، داویال کے لاکھ پوچھنے پر بھی خاموش رہا اور پھر چلا گیا۔۔ نا پھر وہ شادی کے دن آیا نا اس کے بعد کبھی۔۔۔

سب کو شرمندگی ہوئی شاید اس بار وہ باتیں دل پر لے گیا تھا۔۔ اس بار شاید اس کا دل دکھا تھا۔۔

●●●●○○○○○○●●●●●

رخصتی کے بعد داویال سب دوستوں کی چھیڑ چھاڑ سے جان چھڑوا کر گھر آیا اور سیدھا جا کر اپنے روم میں داخل ہوا۔۔

"ہیلو سویٹی۔۔" سامنے ہی بیڈ پر ارمانوں سے تیار کی گ ئی ی گلابوں کی سیج کے درمیان وہ کانچ کی لڑکی بیٹھی تھی۔۔ سر اٹھائے پر سکون سی۔۔

"یہ دیکھیں۔۔ میرے ہاتھوں پر مہندی۔۔ یہ اچھی ہے ناں۔۔؟" وہ داویال کو دیکھتے ہی اپنی مہندی دکھانے لگی، گلابی سفید ملائم ہاتھوں پر لہو رنگ مہندی بے حد دلکش لگ رہی تھی۔۔

"ہاں اچھی لگ رہی ہے بالکل تمہاری طرح۔۔" وہ اس کے سامنے بیٹھ گیا۔۔ بغور اسے دیکھنے لگا۔۔

شہزادیوں جیسا بے داغ حسن تھا اس کا۔۔ اب سج دھج میں اور بھی حسین لگ رہی تھی، سنہری آنکھیں میک اپ کے بوجھ سے گلابی ہو رہی تھیں۔۔

اس کی آنکھوں میں جلتے دیئے ایک عرصہ کے بعد روشن ہوئے تھے اور جانے کب تک روشن رہتے۔۔

"سنو۔۔ بہت خوش ہو آج۔۔۔؟" داویال کا لہجہ سوالیہ تھا۔۔ اور عجیب سا۔۔ سوال بھی عجیب تھا۔۔

"جی بہت زیادہ۔۔ تاجاں اماں نے کہا تھا میں خوش رہوں گی تو گرینی ماما بھی خوش رہیں گی اور میں گرینی ماما کو خوش دیکھنا چاہتی ہوں۔۔"

وہ معصوم مسکراہٹ لیے بتا رہی تھی، ایسا بولتے ہوئے اس لمحہ۔۔ وہ ایسی حسین لگی کہ کوئی بھی دل نکال کر قدموں میں ڈھیر کر دے۔۔ حواس کھو دے۔۔ دنیا سے بیگانہ ہو جائے۔۔ مگر وہ داویال تھا۔۔

نا حواس کھوئے نا بیگانہ ہوا۔۔ اسے دیکھتا رہا۔۔

"اچھی بات ہے۔۔" وہ سر ہلا گیا۔۔

"میں بھی چاہتا ہوں تم اپنا وہ بھیانک ماضی بھلا کر خوش رہو۔۔" وہ بھولنے کا کہتے ہوئے یاد دلا رہا تھا، اس کے جملے پر مایا کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔۔

"وہ بھیانک ماضی۔۔ وہ دردناک شام اپنی زندگی سے نکال دو۔۔ اپنی سوچوں سے بھی۔۔"

داویال بول رہا تھا، مایا کی خوشی غارت ہو گئی۔۔ سہم کر اسے دیکھنے لگی، وہ سب جو سوچوں سے نکل ہی چکا تھا۔۔ ترتیب سے یاد آنے لگا۔

"لوگ جو بھی سمجھیں مگر۔۔ مجھے تم پر ٹرسٹ ہے، وہ سب جو بھی ہوا ظفر کمینے کی وجہ سے۔۔"

وہ بولتا بولتا چپ ہو گیا اور وہ خوف سے پتھر ہو گ ئی ی۔۔ دل کی دھڑکن بھی تکلیف دے رہی تھی۔۔ پورا وجود زلزلوں کی زد میں تھا جیسے۔۔

اتنا عرصہ اس انسان نے محنت کی تھی اسے خوش رکھنے کی۔۔ سب بھلانے کی۔۔ اور وہ کامیاب ہوا تھا اپنی کوشش میں۔۔ وہ نارمل ہو گ ئی ی تھی تو پھر اب وہ یہ سب کیوں دوہرا رہا تھا۔۔ وہ سمجھ نہیں پائی۔۔

"تمہارے ساتھ جو ہوا اس کا بدلہ لوں گا۔۔" وہ سخت لہجے میں بول رہا تھا، مایا کا وجود سرد پڑنے لگا جیسے جان نکل رہی ہو۔۔

"ابھی تو تم اٹھارہ سال کی ہوئی ہو اور اتنا کچھ سہہ لیا۔۔ ابھی تو بہت کچھ ہے سہنے کو۔۔"

داویال کی مسکراہٹ عجیب تر ہوتی جا رہی تھی۔

"گرینی ماما۔۔" وہ رونے لگی۔

"وہ اس لائق کہاں ہیں کہ تمہارے پاس آسکیں۔۔"

وہ تمسخر سے بولا۔

"گرینی....ماما" وہ سسک کر پکار رہی تھی۔

"روؤاور روؤ۔۔وہ تڑپیں گی اور مجھے سکون ملے گا". وہ مسکرایا۔اس پل اگر اسے آئیڈیلائز کرنے والے دوست !اسکا خواب بننے والی لڑکیاں اور اس پر رشک کرنے والا تیمی اسے دیکھ لیتے تو حیرت سے ایک بار کو ضرور حواس کھو بیٹھتے۔"م......مجھے چھوڑ دو، نہیں مجھے مت مارو۔۔"ایک عرصے بعد پھر اس پر دورہ لگا تھا اور داویال محظوظ ہو رہا تھا۔وہ تڑپ کر رو رہی تھی اور چیخیں مار رہی تھی۔اماں تاجاں دروازہ پیٹنے لگی۔داویال نے اسے بازو سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے بیڈ سے نیچے اتارا۔

"ڈونٹ وری تم میرے لیے اتنی اہم نہیں کہ میں تمہیں کچھ کہوں !" وہ درشتی سے بولا۔

"میں نے اس روز کا بہت انتظار کیا ہے۔۔اپنے لینز اتارو۔۔" اسے اچانک خیال آیا۔کچھ پل کے بعد سکون ہونے پر اماں تاجاں بھی شاید چلی گئی تھی۔کانپتے وجود کے ساتھ وہ سہمی ہوئی دیوار کے ساتھ لگی بیٹھی تھی۔اس کے حکم پر کپکپاتے ہوئے اپنے لینز اتارنے لگی۔لینز اتارتے ہی اسکی دنیا دھندلی تاریکی میں بدل گئی۔داویال نے لینز دراز میں پھینکے۔

"تمہاری ایک نشانی تو میرے پاس رہے۔۔" وہ مسکرایا اور پھر سنجیدہ ہو گیا۔وہ شدت سے رو رہی تھی۔

"کل وہی سب لوگ جمع ہونگے تمہارے ولیمے پر۔۔۔آج جو تمہاری قسمت پر رشک کر رہے تھے۔۔ کل وہ تم پر ترس کھائیں گے، کیونکہ میں۔۔"اس نے قریب جا کر اس کے بازو کو سختی سے پکڑا، وہ درد سے بلبلا اٹھی تھی۔۔

"میں تمہیں پورے ہوش حواس سے طلاق دیتا ہوں۔۔ طلاق دیتا ہوں۔۔ طلاق دیتا ہوں۔۔" وہ بولتے ہوئے دل سے۔۔ کھل کر مسکرایا تھا۔۔اسے اسی پل کا انتظار تھا۔۔یہی لمحہ جانے کتنی بار وہ سوچ چکا تھا اور سوچ سوچ کر خوش ہوا تھا۔۔

اس کانچ کی گڑیا کے خواب جو ابھی نوزائیدہ تھے، جیسے ملبے تلے دب کر رہ گئے تھے۔وہ دھندلی آنکھوں سے ٹامک ٹوئیاں مار رہی تھی۔۔ داویال نے اسے گھسیٹ کر دروازے سے باہر کیا اور دروازہ بند کر دیا۔۔آج وہ سکون سے سونے والا تھا۔۔

وہ کانچ کی گڑیا سہارے کے لے ہاتھ مارتی سیڑھیوں سے سے گری اور ہال اس کی چیخوں سے گونج اٹھا۔۔تو یہ تھا اسکی خوشی کا آخر۔۔

••••○○○○○○•••••

اس نے صحیح کہا تھا، ولیمے کیلیے اکٹھے ہوئے لوگ اجڑی بکھری دلہن کے گرد کھڑے اپنی اپنی رائے دے رہے تھے، کوئی ہمدردی جتا رہا تھا تو کوئی ترحم بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔ کچھ نے تو اتنا بھی کہہ دیا کہ یہ سب ہونا طے تھا۔۔ وہ پاکیزہ یا باعزت لڑکی نہیں تھی کہ اسے چاہ و حفاظت سے رکھا جاتا۔۔

ہونا تو تھا ہی بس زرا جلدی ہو گیا۔۔ لوگوں کے حساب کردہ وقت سے کچھ پہلے ہی ہو گیا۔۔ معاملہ سمجھ لیا، سب بر حق قرار دیا۔۔ ہاتھ جھاڑ لیے۔۔

اماں بی تڑپ کر ویل چیئر سے نیچے گریں۔۔ سامنے ہی ویران حالت میں وہ بیٹھی تھی۔۔

"میں کہتی تھی یہ سب میری گڑیا کے لیے عذاب کی آمد ہے۔۔۔ میں کہتی تھی ناں اس کی مسکراہٹ بہت کم عمر لگ رہی ہے۔۔ مجھے ڈر تھا یہ داویال کا انتقام نا ہو۔۔ میری گڑیا توڑ دی ظالم نے۔۔"

اماں بی کا دل بے آواز چیخ رہا تھا، یہ آواز کسی تک نہیں پہنچی مگر وہ سن چکی تھی۔۔ سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ بکھری حالت اور خوفزدہ بھیگی سرخ آنکھیں لیے۔۔ سہمی ہوئی سی دیکھ رہی تھی۔۔

"گرینی ماما یہ سب کیا ہوا میرے ساتھ۔۔ کیا اسے شادی کہتے ہیں؟ کیا آپ جانتی تھیں ایسا ہو گا۔۔ یہ سب کیوں ہوا۔ مجھے بچایا کیوں نہیں گرینی ماما"

وہ دھندلی بینائی سے ان کی طرف ہاتھ مار کر انہیں تلاش کرتی پوچھ رہی تھی، سہمی ہوئی، کانپتی ہوئی آواز میں بولی تھی۔ اماں تاجاں اسے سینے سے لگا کر تڑپ تڑپ کر رو دیں۔۔ اماں بی کو سنبھال کر ویل چیئر پر بٹھایا گیا۔۔ وہ تڑپ رہی تھیں اسے سینے سے لگانے کے لیے۔۔ وہ چاہتی تھیں اپنی گڑیا کو اپنی پناہوں

میں سمیٹ لیں۔۔اک بار پھر سے۔۔۔یہ دنیا تو بہت ظالم ہے، یہ نہیں جانتی درد کسے کہتے ہیں۔۔وہ جانتی تھیں۔۔۔انہوں نے جھیلا تھا، انہوں نے جھیلتے دیکھا تھا۔۔ہر بار جب یہ کانچ کی گڑیا ٹوٹی اور انہوں نے کانچ کے ٹکڑوں کو اپنی محبت کی گوند سے دوبارہ جوڑ کر اسے تیار کیا۔۔تب وہ جھیلتی تھیں درد۔۔وہ جانتی تھیں درد کیا ہوتا ہے۔۔

فخر بیگم شاکڈ کھڑی تھیں، لوگوں کی نظروں سے گھبرا کر اس پر جھکیں۔۔

"ہائے میری پھول سی بھتیجی۔۔۔" اسے لپک کر خود سے لگایا، آنکھیں جھپک جھپک تھک گئیں آنسو نا آئے۔۔آنسو تو تب آتے جب درد محسوس ہوتا۔۔جب دل لہو ٹپکاتا۔۔آنسو بے اختیار ہوتے ہیں۔۔ایسے کیسے آجاتے۔۔ان آنکھوں میں کیسے آجاتے جن میں ناترس تھا نا ہمدردی۔۔

ہجوم چھٹا تو فخر بیگم داویال کے سر پر پہنچیں۔۔

"یہ کیا کر دیا تم نے داویال۔۔کیوں کیا۔۔؟" لہجے میں حیرت تھی، سوال تھا مگر غصہ نہیں تھا۔۔۔کہیں درد کا شائبہ نا تھا۔۔کوئی دکھ یا کوئی ازیت نہیں تھی اس معصوم کے اجڑ جانے کی۔۔

"میں نے تو دل سے اپنایا تھا مگر وہ اس سب کے لائق نہیں ابھی۔۔بار بار ماضی کو کرید رہی تھی میرے ٹوکنے پر چیخنے لگی، مجھ سے لڑنے لگی۔۔اتنا شور مچا دیا، اماں تا جاں گواہ ہیں۔۔"

اس نے لاپروائی سے بتاتے ہوئے پتھر ہوئی اماں تاجاں کی جانب اشارہ کیا۔۔ وہ اسی کو دیکھ رہی تھیں۔۔ تجربہ کار نظر تھی۔۔ پہچان لیا وہ اس بات پر شرمندہ نہیں نا ہی افسردہ ہے۔۔ یہ اس نے خود کیا ہے اور اس کو وہ انجوائے کر رہا ہے۔۔

''وہ بچپن سے سائیکو تھی۔۔ رہی سہی کسر اس حادثہ نے پوری کر دی۔۔ دس سال کی عمر کم تو نہیں ہوتی کہ سب بھول جائے۔۔ پھر بارہ سال کی تھی جب دوبارہ سے۔۔۔'' اس نے بات ادھوری چھوڑی۔۔ لب بھینچ لیے گویا ضبط کر رہا ہو۔۔ اور ضبط ہی تو کر رہا تھا۔۔ ورنہ قہقہہ لگانا چاہ رہا تھا۔۔ اس کے اجڑنے پر۔۔ بکھرنے پر۔ اس کے ٹوٹ جانے پر۔۔

''وہ کمینہ لڑکا یہیں ہمارے گھر میں۔۔ یہیں ہال میں۔۔'' اماں تاجاں کی ساکت نظر اس پر جم گ ئی ی، وہ یہ بات کرتے ہوئے کانپا تک نہیں۔۔؟ اس کا دل نہیں لرزا۔۔؟ ضمیر نہیں جاگا۔۔؟

اماں تاجاں ضبط کھو کر چیخ اٹھیں۔۔

''وہ باعزت رہی۔۔ میں گواہ ہوں وہ تب باعزت رہی۔۔ وہ لڑکا کسی کے بلاوے پر آیا تھا، ہماری گڑیا بہت معصوم ہے۔۔ وہ پاکیزہ ہے آج تک۔۔''

فخر بیگم نے ناگواری سے روتی ہوئی اماں تاجاں کو دیکھا۔۔

''لڑکی دو بار کم سنی میں عزت گنوا چکی اور ان کو ابھی پاکیزہ لگتی ہے۔۔'' نخوت سے سر جھٹکا۔

''کیا کر سکتا تھا پھپھو۔۔ اب کیا کر سکتا ہوں۔۔؟''

وہ بے بسی ظاہر کرنے لگا۔ حد تھی انتقام کی۔۔ ظلم کی۔۔ سزا کی۔۔ حد کر دی تھی اور بے بس بن گیا۔۔

پھپھو نے بھتیجے پر محبتوں کے در وا کر دیئے۔۔

اور داویال اعظم پورے کروفر سے اس اپنائیت کی دہلیز پار کر گیا۔۔ حسین مرمریں پیکر شیریں دل وجان سے اس کے آگے حاضر تھی۔۔

اور اس گڑیا کی خاموشی کا دور شروع ہو چکا تھا۔ جی چاہتا تو بستر پر پڑی بے بس اپنی گرینی ماما کے سینے پر سر رکھ کر روتی، بڑبڑاتی، کبھی سسکتی اور کبھی بلکل خاموش دھندلی دنیا دیکھتی رہتی چھ ماہ کا عرصہ گزر گیا، اماں تاجاں داویال کے آگے پیچھے گھومتی اور اس کی منت سماجت کرتی۔۔

"اس کے لینز کھو گئے بیٹا، اس کے لینز بنوا لے، وہ قرآن بھی نہیں پڑھ سکتی، تڑپتی ہے، اس کی دنیا دھندلا گئی ہے، ترس کھا لے" وہ رو ہی دیتیں۔

"بنوا رہا ہوں! ڈاکٹر بزی تھا! اس سے نمبر لینا تھا لینز کا، میں بھول گیا... بن رہے ہیں.... آج کل مصروف ہوں ذرا جلد لے آؤں گا" چھ ماہ ہو چکے تھے اسے بہانے بناتے، نہ وہ تھک رہا تھا، نہ اماں تاجاں اسکی منت کرتے تھک رہی تھی اور وہ اپنے ویران دل کے ساتھ تڑپتی ہوئی مچھلی کی طرح وقت گزار رہی تھی۔۔

گزر رہا تھا وقت۔۔۔ وقت تو گزر ہی جاتا ہے۔۔۔ بس اپنے کچھ گہرے نشان چھوڑ جاتا ہے جو زندگی کا ایسا داغ بنتے ہیں کہ عمر کی ساری پونجی لگا کر خریدے گئے کئی اچھے لمحوں کا سرف بھی دھونے میں ناکام رہتا ہے۔۔

وہ خوش تھا اور وہ کم عمری میں بنا کسی قصور کے سزا جھیل رہی تھی۔۔ کسی کے انتقام کا نشانہ بنی ہوئی تھی۔۔

اماں بی کا دل دعاؤں اور درد سے بھر گیا تھا...

****

تہام دھول اڑاتی گاڑی میں اپنے گاؤں کی حدود میں داخل ہوا تھا۔۔ حویلی کا گیٹ وا ہوا، سامنے بڑا لمبا ڈرائیو وے تھا جس کے دونوں اطراف میں سرسبز گھاس کا نہایت وسیع لان تھا۔

"سلام سائیں۔۔۔" اس کے گاڑی سے اتر کر اندر جانے تک ہر ملازمہ اور ملازم نے جھک کر سلام کیا تھا، وہ مسکرا کر سب کو جواب دیتا آگے بڑھتا گیا۔۔

آنکھوں میں تھکن اور نیند کی کمی کے باعث گلابی ڈورے تھے، نواب بیگم ہمیشہ کی طرح بانہیں پھیلائے اس کے استقبال کے لیے موجود تھیں۔۔ وہ مسکراتا ہوا ان کے سینے سے جا لگا۔۔

"شادی کرلیں چھوٹے نواب۔۔ کوئی روٹین سیٹ ہو آپ کی۔۔ نا آنے کی خبر ہوتی ہے نا جانے کی۔۔"

نواب سکندر نے اس کی چوڑی پشت تھپتھپا کر کہا۔ شادی کے نام پر اس کی آنکھوں میں ایک عکس سا لہرایا تھا، وہ بے بسی سے لب بھینچ گیا۔۔

"آزاد جینے دیں بابا صاحب۔۔ شادی پھر کبھی۔۔" وہ

ضبط کر کے مسکرایا اور سر جھٹک گیا۔۔

نواب بیگم اور نواب سکندر نے اس کا اداس چہرہ دیکھ کر پریشانی سے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔۔

محبت زدہ لگ رہا تھا مگر چہرے پر ایسی بے بسی جیسے خالی ہاتھ کوئی غریب بازار میں ٹھہرا ہو۔۔ وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا، آج دل پھر اداس ہو چلا تھا۔۔

●●●●●●○○○○○○○●●●●●●

قرآن سے اور اللہ سے اس کا ناطہ نہیں ٹوٹا تھا، لینز کھو گئے تھے تو کیا۔۔ بینائی دھندلا رہی تھی۔۔ کوئی پرواہ نہیں کی۔۔ اس کے ذہن کی کتاب میں محفوظ روشن قرآن کی چند سورتیں دل کی شفاف بینائی سے پڑھ لیتی تھی۔۔

وضو اماں تاجاں کروادیتی تھیں اور وہ نماز بھی پڑھ لیتی۔۔ جن لوگوں کا رب سے واسطہ ہو وہ سنبھل ہی جایا کرتے ہیں۔۔۔

دنیا جتنا بکھیر لے رب اپنی رحمت کے سائے میں پر سکون کر ہی دیتا ہے۔۔ وہ سورتیں پڑھ پڑھ کر اپنی گرینی ماما پر پھونکتی رہتی تھی۔۔۔

اسے خوف تھا وہ مر نا جائیں۔۔۔اس کا یقین تھا جب تک وہ قرآن پڑھ کر پھونکتی رہے گی وہ نہیں مر سکتیں۔۔۔

داویال نے دیکھا وہ دادی اور پوتی رونا چھوڑ چکی ہیں۔۔چپ رہنے لگی ہیں۔۔گلہ نہیں کرتیں۔۔یعنی سنبھل گئی ہیں۔۔یعنی زخم مندمل ہو گ ئی ے ہیں۔۔

وہ انتظار کرتا تھا ایک بار جڑ جانے کا۔۔۔

اس کے وار سے بکھرے وجود جب سسک سسک کر سنبھل جاتے تب وہ اگلا وار کرتا تھا۔۔

وہ ضدی تھا اور ضدی لوگ بہت خطرناک ہوتے ہیں۔۔

اس کا انتظار ختم ہوا تھا، وہ اگلے وار کے لیے تیار ہو گیا۔۔

اپنے آفس میں تیمور کو بلایا، وہ گاؤں سے بھاگا بھاگا اس کے پاس پہنچا۔۔

"کیسے ہو تیمور۔۔کہاں ہوتے ہو آج کل یار۔۔تم میری مہندی پر ایسے غائب ہوئے کہ پھر اتنا ماہ گزر گئے، ملنے بھی نہیں آئے۔۔سب ٹھیک تو تھا ناں۔۔؟" داویال نے اس کا حال احوال لیتے ہوئے سوال کیا۔۔

"طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس لیے گاؤں چلا گیا تھا۔۔بس وہیں زمینوں پر۔۔ابا کے ساتھ ہوتا ہوں۔۔۔" وہ مسکرا کر بتا رہا تھا۔داویال نے تاسف سے نفی میں سر ہلایا۔

"اتنی سٹڈیز کر کے، بزنس پڑھ کے زمینوں پر۔۔ یار کہا بھی تھا میرے پاس جاب کرو۔۔ کیوں خود کو یوں ضائع کر رہے ہو۔۔"

وہ اندر سے بے حس ظالم داویال لوگوں کے لیے ایسا ہی پرواہ والا اور ہمدرد تھا۔۔

"اٹس اوکے۔۔ میں خوش ہوں۔۔ کچھ عرصہ تک پھر جاب وغیرہ کر لوں گا۔۔" وہ سر جھٹک کر بولا۔۔

داویال نے بغور اسے دیکھا، وہ پہلے کی نسبت کافی سنجیدہ سا لگ رہا تھا، چپ چپ سا۔۔ جیسے دنیا سے بے زار ہو۔۔ مسکراہٹ بھی ایسی تھی جیسے کوئی غم میں خود پر جبر کر کے ہنسے۔۔

داویال نے سر جھٹکا۔۔اسے تیمور کی ضرورت تھی، پھر چاہے وہ جس حال میں ہو اس کی بلا سے۔۔

"مجھے تم سے ایک کام ہے تیمور۔۔ میں بہت زیادہ ہوپ فُل ہوں کہ تم کرو گے میری ہیلپ۔۔ پلیز۔۔"

داویال کی غیر معمولی سنجیدگی پر وہ ٹھٹکا۔۔

"بولو۔۔ کیا کام ہے۔۔ ضرور کروں گا۔۔" وہ نرمی سے بولا۔۔ وہ ایسا ہی تھا ہر پل مدد کے لیے تیار اور داویال کو تو وہ کبھی انکار نہیں کرتا تھا۔۔

"میری کزن ہے، تھوڑی ابنارمل ہے اور نظر بے حد کمزور ہے انفیکٹ تم کہہ سکتے ہو کہ بلائنڈ ہے۔۔ تم اس سے شادی کر لو۔۔ پلیز انکار مت کرنا تیمی۔۔"

داویال کی بات پر اسے جھٹکا لگا، حیرت سے کتنی دیر داویال کو منتیں کرتا دیکھنے لگا۔۔

ایک مکمل انسان تھا وہ۔۔ کیسے کسی اندھی اور پاگل لڑکی سے شادی کر لے۔۔ ماننا آسان نہیں تھا۔۔

"مگر میرے ابا۔۔" تیمور ہچکچا رہا تھا۔۔ یقیناً وہ یہ سب ماننے کو تیار نہیں ہو رہا تھا۔۔ یعنی وہ بہانہ بنا رہا تھا۔۔ داویال تفکر میں مبتلا ہوا۔

"ابے یار۔۔ شہر کی لڑکی ہے اور میرے ساتھ پراپرٹی میں برابر شئیرز ہیں اس کے۔۔ اتنی حسین ہے کہ دیکھتے رہ جاؤ گے۔۔ ایسی کم عمر حسین اور امیر لڑکی تم نے اور تمہارے ابا نے ساری زندگی نہیں دیکھی ہو گی۔۔" داویال کی ہنس کر کہی جانے والی بات پر اس نے ناگواری سے داویال کو دیکھا اور سنجیدہ بیٹھا رہا۔۔ اسے لگا داویال اس کی تضحیک کر رہا ہے۔۔ اس نے تیمور کو ایسا ہلکے کردار کا سمجھا تھا شاید مگر تیمور کو حسن یا دولت سے کوئی دلچسپی نا تھی۔۔

"تو یوں اچانک کیوں شادی کرنی ہے۔۔؟ جیسا کہ بتا رہے ہو کم عمر ہے تو کیوں؟ سب خیر تو ہے؟"

تیمور نے کچھ توقف کے بعد کھوجتی نظر سے داویال کو دیکھا۔۔ وہ انکار کرنا چاہ رہا تھا داویال سمجھ گیا۔۔ پریشانی سے پہلو بدلا۔۔

"وہ بہت پیاری ہے۔۔ کم عمر ہے۔۔ معصوم سی۔۔ تو دو بار تو اس کی عزت پر بھی حملہ ہو چکا۔۔ میری گرینی ماما تو فالج کی پیشنٹ ہیں۔۔ میں بزنس سنبھالتا ہوں ملازماؤں کے سہارے اسے نہیں چھوڑ سکتا تو

یہی بہتر حل ہے۔۔اس کی شادی کر دی جائے۔۔دیکھو ابنارمل سے میرا مطلب یہ ہر گز نہیں تھا کہ وہ پاگل ہے۔۔ہاں ذہنی طور پر ابھی بچی ہے۔۔

اسے کوئی نہیں اپنائے گا اگر کسی نے دولت کی لالچ میں شادی کر بھی لی تو جانے کیسے لوگ ہوں۔۔

دیکھو تم میرے دوست ہو۔۔تمہاری فیملی بھی اچھی ہے میں تم پر یقین کر سکتا ہوں۔۔میرا ساتھ دو یہ بھی نیکی ہے تیمور۔۔۔''

داویال نے لہجے میں جتنا ہو سکا پریشانی گھول لی، الفاظ کو پُراثر کیا۔۔وہ یہ موقع جانے نہیں دے سکتا تھا۔۔وہ تیمور کو جانے نہیں دے سکتا تھا۔۔کسی حال میں نہیں۔۔

''تو تم کیوں نہیں کر لیتے یہ نیکی کا کام۔۔؟''

تیمور کے جملے پر داویال نے اسے دیکھا، وہ اتنا بھی سیدھا یا پینڈو نہیں تھا۔۔اس کی آنکھیں کچھ عجیب سی لگی تھیں۔۔تمسخر بھری۔۔ناراض سی۔۔

''میں نے ہی کی تھی۔۔یہ وہی کزن ہے جس سے میری شادی ہوئی تھی۔۔'' داویال کے جملے پر کب سے لاپرواہ اور بے زار بیٹھا تیمور جھٹکے سے سیدھا ہوا۔۔بے یقینی سے داویال کو دیکھنے لگا۔۔

''میرا بہت تماشہ بنایا اس نے۔۔ابنارمل ہے، چیخنے لگی کہ مجھے ہاتھ مت لگاؤ۔۔بھائی ہو۔۔بھائی ہی سمجھ رہی تھی بس۔۔پہلی ہی رات بہت مجبور ہو کر مجھے طلاق دینا پڑی تھی۔۔تم تو چلے گئے تھے یہاں ہوتے تو پتا ہوتا، میرا ریسیپشن بھی نہیں ہوا تھا اسی لیے۔۔وہ شادی پوری ہی نہیں ہوئی۔۔''

وہ سب کہانی تیار کیے بیٹھا تھا۔۔اداسی سے بولا۔۔

"میں تیار ہوں۔۔کب کرنا ہے نکاح۔۔"

تیمور یکدم بدل چکا تھا، اچانک ہی مان گیا۔۔یوں جیسے ازل سے تیار تھا۔۔ویسا ہی لگ رہا تھا جیسا وہ ہمیشہ تھا، داویال کی بات پہلی فرصت میں مان جانے والا۔۔داویال پر سکون ہوا۔

"ابھی چلو۔۔۔نیکی میں دیر کیسی۔۔اب اس کی شادی بس سادگی سے ہی کرنا چاہتا ہوں۔۔

گرینی ماما اس کی وجہ سے بیمار ہیں ان کا علاج فارن سے کروانا ہے۔۔یہ زمہ داری ہٹے تو۔۔"

داویال بول رہا تھا۔۔تیمور بس سر ہلاتا رہا۔۔اسے اب کسی بات سے کوئی لینا دینا نہیں تھا۔۔

داویال مسکرا رہا تھا، تیمور مان چکا تھا اور مایا کو منانا مشکل نہیں تھا، اسے وہ ماضی کے حوالوں دے کر ہی ایسا سہادیتا تھا کہ جو کہتا وہ مان جاتی۔۔

••••••○○○○○○○••••••

داویال کی مہندی کے روز تیمور کو گھر سے کال آئی تھی، وہ کال اٹینڈ کرتا گیسٹ روم کے بیک ڈور سے گھر کی پچھلی جانب لان میں نکلا بات کر رہا تھا۔۔

لڑکیوں کے کھلکھلانے کی آوازوں پر وہ پلٹ کر اندر جانے لگا جب نظر ایک جگہ اٹھی اور ٹھہر گ ئی ی۔۔

لڑکیوں میں گھری وہ کانچ کی گڑیا اس کے قدم روک گ ئ ی تھی۔ بے بی پنک اور لیمن غرارہ پہنے وہ نازک سی لڑکی سب لڑکیوں کے درمیان خوشی سے بھرپور مسکراہٹ لبوں پر سجائے کھڑی تھی۔۔

وہ یک ٹک دیکھتا جا رہا تھا، وہ اسے جیسے اپنی جانب کھینچ رہی تھی، ملائم شفاف جلد والی نازک سی لڑکی۔۔

اس کا دل شدت سے دھڑکنے لگا۔۔

دل مچل رہا تھا، اس کے پاس جا کر اسے دیکھنے کے لیے۔۔ اسے چھونے کے لیے۔۔ وہ عجیب پاگل سا ہونے لگا۔۔

جانے اس کا نرم لمس کیسا ہو گا۔۔ اس کی کیفیت اسکی سمجھ سے باہر ہو رہی تھی۔۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ پہلی لڑکی ہے جو وہ دیکھ رہا ہے۔۔

"چلو بھئی گڑیا رانی۔۔ دلہن کو رات کے اس پہر باہر نہیں رکنا چاہئیے۔۔ غلط ہوتا ہے۔۔"

ایک قدرے بڑی عمر کی عورت ان کی طرف آتی اس لڑکی سے بولی اور اسے ساتھ لے جانے لگی۔۔

وہ یکدم ہوش میں آیا۔۔ دلہن۔۔؟ وہ دلہن تھی۔۔؟ وہ ساکت سا ہو گیا تھا۔

کیسا بے شرم تھا وہ اپنے ہی دوست کی ہونے والی بیوی کو ایسی بے باک نظر سے دیکھتا رہا تھا۔۔

وہ خود کو لعن طعن کرتا اندر بڑھا، مگر دل کہیں اندر سے جیسے گم صم ہو گیا تھا۔۔

اس نے کوشش کی وہ پہلے والی حالت میں آجائے مگر اس کے اندر کی دنیا جیسے آج۔۔ اسی پل۔۔ اچانک ہی ویران ہو گئی تھی۔۔

وہ عجیب سی حالت میں گھرا بیٹھا رہا، وہاں سے نکلا تو گاؤں چلا گیا۔۔ داویال کی کالز باقی دوستوں کے معذرت بھرے میسجز۔۔ سب کچھ اگنور کرتا رہا۔۔

اس نے خود کو جی بھر کر مصروف کیا، خوش رکھنے کی کوشش کی مگر اس کا دل جیسے دنیا سے اٹھ گیا تھا۔۔ وہ لاکھ کوشش کے بعد بھی پہلے جیسا نہیں ہو پایا تھا۔۔

داویال کی شادی ہو گئی اور وہ اپنے اندر مچی قیامت کے حصار میں قید ہو گیا تھا۔۔

جانے کیا ہوا تھا۔۔ کیوں ہوا تھا۔۔ اسی کے ساتھ ہی کیوں۔۔ کاش وہ اپنی نظر کو سنبھال رکھتا۔۔ کاش وہ اس کانچ کی لڑکی کو کبھی نا دیکھتا۔۔

داویال سے ملنا تک چھوڑ دیا، وہ جو بہترین دوست تھا اچانک ہی رقیب لگنے لگا۔۔ اسے سوچنے پر ہی وحشت طاری ہونے لگتی تھی۔۔

وہ کوئی ساحرہ تھی، جادوگرنی یا کوئی بھوت پریت۔۔ کیسا اثر ڈال گئی تھی۔۔ جکڑ لیا تھا اپنے سحر میں۔۔ وہ بے بس ہو گیا تھا۔۔

داویال کی سات ماہ بعد اچانک آنے والی کال پر وہ سب بھلائے خود کو لعن طعن کرتا ملنے چلا گیا۔۔

اس کی عجیب بات پر وہ بے زار ہوا، مزید بولتا تو لڑ بھی پڑتا مگر اس انکشاف نے اسے ساکن کر دیا۔۔

کیا اس کی طلب، اس کی محبت اتنی طاقت ور تھی کہ وہ شادی کے روز ہی اس رشتہ سے آزاد ہو گئی۔۔؟

وہ الجھ گیا داویال نے اسے ابنارمل کیسے کہہ دیا۔۔ اسے تو نارمل لگی تھی، ہنستی مسکراتی۔۔

دادو بیمار ہیں۔۔وہ رشتہ نہیں سمجھ پائی۔۔میں مجبور تھا۔۔وہ ابنارمل ہے۔۔داویال سو دلائل دے رہا تھا اور تیمور چپ چاپ سنتا گیا۔۔

نبھانے والا ہوتا تو کچھ وقت دے دیتا۔۔اگر وہ ابنارمل تھی تو اسے یہ نیا رشتہ سمجھنے میں وقت تو لگنا ہی تھا، داویال اپنی محبت سے اسے سب سکھا دیتا۔۔اگر وہ چاہتا تو۔۔تیمور یہ سب نہیں کہہ پایا۔۔کہہ دیتا تو خود کو معاف نا کرتا کبھی۔۔

وہ اس کی بات کے بعد۔۔سانس لینے سے بھی پہلے "ہاں" بول گیا۔۔اگر رک جاتا تو شاید نقصان اٹھاتا۔۔

اسے فرق نہیں پڑا طلاق کی وجہ کیا تھی، داویال کی غلطی تھی یا اس کی۔۔بس اسے موقع ملا تھا جو اس بار وہ نہیں گنوانا چاہتا تھا۔۔

وہ کہتا تھا محبت کروں گا تو ہر خامی، برائی اور عیب کو نظر انداز کروں گا۔۔بس میری محبت ہو گی اور میں۔۔سب کو لگتا تھا وہ غلط کہتا ہے۔۔

ایسی محبت بہت بڑا ظرف مانگتی ہے اور ظرف کا دائرہ تو وقت آنے پر کھلتا ہے کہ کتنا وسیع ہے۔۔

آج وقت نے اس کے الفاظ کو سچ ثابت کر دیا تھا۔۔اس کی محبت کسی شک و شبہ، کسی سوال و جواب، سوچ و خیال سے بہت پرے تھی۔۔

بس وہ محبت ہی تھی۔۔تین لفظوں میں قید۔۔اس کی عمر بھر کی حساسیت، توجہ، خوشی اور جذبات۔۔

اس نے اپنے گھر کال کر کے سب بتا دیا، گھر والے حواس باختہ ہو گئے۔ بیٹھے بٹھائے شادی۔۔ جانے کس سے۔۔ کون تھی وہ۔۔ نکاح کون کروا رہا ہے۔۔

"اچانک کیوں۔۔ کون ہے وہ لڑکی۔۔ کیوں کر رہی ہے نکاح۔۔ کیوں۔۔ کیسے۔۔" اس کی ماں کے ہاتھ پیر پھُول گئے۔۔ زندگی بھر کی بات تھی جانے کس قسم کی لڑکی تھی جسے اپنا رہا تھا۔

"وہ لڑکی میری محبت ہے۔۔ میرا سکون ہے۔۔

اچانک ہی ہو گا نکاح۔۔ آج ہی ہو گا۔۔ ورنہ پھر سے کھو دینے کا خوف ایک ہی رات میں سانس بند کر دے گا میرا۔۔" ایسی دیوانگی اور ایسی شدت تھی لہجے میں کہ ان کے کلیجے پر ہاتھ پڑا تھا۔۔

اجازت دے دی، دینا ہی پڑی تھی۔۔ دعا بھی دے دی۔۔ آ بھی جاتے مگر وہ روک گیا۔۔ وہ ان کے لیے پانچ منٹ بھی انتظار کرنے کو تیار نہیں تھا۔۔

ایسا اتاؤلا ہو رہا تھا۔۔ ایسا ہی بے صبر تھا وہ۔۔

داویال سمجھ رہا تھا وہ گنوار لڑکا اس کی خاطر اتنا بڑا قدم اٹھا رہا ہے۔ وہ غلط تھا۔۔

اس گنوار کے گھر والے جانتے تھے تیمور "کسی" کی خاطر کچھ نہیں کرتا۔ وہ جو بھی کرتا ہے، اپنے لیے کرتا ہے، اپنی خوشی کے لیے کرتا ہے یا پھر تجربہ کے لیے کرتا ہے۔۔ اور اس بار۔۔۔ وہ لڑکی۔۔۔ تجربہ ہرگز نہیں لگ رہی تھی۔۔ وہ محبت تھی۔۔ محبت بھی عشق جیسی۔۔۔ بے صبری اور بے حد۔۔۔

•••○•○•○•••

داویال نے ہمیشہ والا ہتھیار آزماتے ہوئے اپنی گرینی ماما اور اماں تاجاں کے علم میں لائے بنا مایا کو دھمکا کر۔۔ڈرا کر۔۔نکاح کے لیے راضی کر لیا تھا۔۔

اماں بی اس بات کو سن کر بے بسی سے تڑپنے لگیں۔۔اماں تاجاں نے مایا کو سمجھا سمجھا کر ہار مان لی۔۔وہ سہمی ہوئی سی بس داویال کو دیکھ رہی تھی۔۔

اگر وہ کہہ رہا ہے نکاح کرنا ہے تو اسے کرنا ہی تھا۔۔نا وہ لڑکا اماں بی نے دیکھا اور نا ہی اماں تاجاں نے۔۔اور دیکھا تو مایا نے بھی نہیں تھا۔۔وہ کون تھا۔۔کیسا تھا۔۔داویال نے یہ بتانے یاد کھانے کی ضرورت محسوس ہی نہیں کی۔۔مایا کو سادہ سفید سوٹ پر سرخ آنچل اوڑھاتی اماں تاجاں کا دل خوف سے دھڑک رہا تھا۔۔

اور پھر داویال نے جیسے چاہا ویسے ہی نکاح ہو گیا۔۔وہ سب کرتی گئی جو کہا گیا۔۔نکاح کے بعد وہ اس لڑکے کو ملوانے لایا تھا جس کے ساتھ مایا کا نصیب جوڑا جا چکا تھا۔۔ایک دیہاتی، غریب، عام سا لڑکا۔۔

”گرینی ماما یہ میرا فرینڈ ہے تیمور دین۔۔گاؤں میں رہتا ہے، اس کے ساتھ نکاح ہوا ہے آپ کی گڑیا کا۔۔“

یہ بتاتے ہوئے داویال کے لہجے میں، انداز میں بے حد سکون بھرا تھا۔ اس کی آنکھوں میں جتاتا ہوا سا احساس تھا۔۔ گرینی ماما کی بھیگی آنکھوں اور بے بسی کو دیکھ کر اس کے لبوں پر تمسخر بھری مسکان ابھری تھی۔۔

''بہت اچھے لوگ ہیں، خیال رکھیں گے آپ کی گڑیا کا۔۔ آپ کی طرح ہی محبت دیں گے۔۔'' وہ ایک ایک لفظ جتا رہا تھا۔۔ اس کی باتوں کا پس منظر کیا تھا وہ شاید تیمور کبھی نا جان سکتا مگر اماں بی خوب جان رہی تھیں۔۔ سمجھ رہی تھیں۔۔

)نہیں میری گڑیا مٹی کو ہاتھ مت لگاؤ۔۔ ملائی جیسی تو ہو میری جان۔۔ میلی ہو جاؤ گی۔۔(

انہیں اپنی ہی کہی ہوئی بات یاد آئی تو شدت غم سے آنکھیں میچیں۔۔ تیمور خاموش بیٹھا تھا۔

''اس کا گھرانہ نوابوں کے ہاں کام کرتا ہے اور نواب حویلی میں بہت عزت دی جاتی ہے انہیں۔۔ باعزت لوگ ہیں، حلال کماتے ہیں، خوش رہتے ہیں ہماری مایا بھی خوش رہے گی۔۔''

وہ بہت اچھے الفاظ میں اپنی گرینی ماما کو مایا کی بن جانے والی فیملی کی اوقات بتا رہا تھا۔۔

اماں بی کا دل رکنے لگا۔۔ تو اب ان کی گڑیا گاؤں میں رہے گی؟ بس یہی کسر رہ گئی تھی۔۔

"تم کہاں ہو تا جاں۔۔ تم نے بھی نہیں روکا داویال کو۔۔ اب میری کانچ کی گڑیا مٹی میں کام کرے گی؟"

وہ بے آواز تڑپ رہی تھیں۔۔

تیمور ترحم بھری نظروں سے اس لاغر وجود کو دیکھ رہا تھا جو بے بس پڑا تھا، جن کی آنکھوں میں نمی تھی۔۔ چہرے پر تکلیف کے آثار۔۔ اسے دل سے ہمدردی ہو رہی تھی۔۔ متاسف سا دیکھتا جا رہا تھا۔۔

"میں جانتا ہوں گرینی ماما آپ اس جلد بازی میں کی جانے والی شادی پر پریشان ہیں۔۔ مایا ابھی اٹھارہ کی ہوئی ہے اور۔۔ اماں تاجاں سے بھی ناراض ہوں گی آپ۔۔ مگر کیا کریں آپ ٹھیک ہوتیں تو سنبھال بھی لیتیں۔۔ یہ سب کرنا پڑا آپ تو سچائی سے واقف ہیں ناں گرینی ماما پھر۔۔" وہ بولتا بولتا تاسف زدہ سا چپ ہوا۔۔ اس کا لہجہ افسوس کھاتا ہوا تھا۔۔ اماں بی کا جی چاہا اس بے بسی سے اچھا ہے وہ مر جائیں۔۔ داویاں کے ظلم کی حد دیکھ رہی تھیں وہ۔۔

"تم بیٹھو تیمی میں ابھی آتا ہوں۔۔" وہ اپنے دوست کو بٹھا کر وہاں سے باہر نکل گیا۔

اماں بی نے غور سے اس دیہاتی لڑکے کو دیکھا۔۔

وہ دراز قد تھا، کریم رنگ میں قدرے پرانا سا کرتا شلوار پہن رکھی تھی۔ بال ہئیر آئل سے بھر کر سر پر جمائے ہوئے تھے۔۔ اگر غور کیا جائے تو وہ اچھی شخصیت کا حامل تھا۔۔ سانولا تھا مگر پرکشش۔۔

اس کی آنکھوں میں نرم تاثر تھا، چہرے پر بھی نرمی تھی وہ سادہ مگر سلجھا ہوا انسان لگ رہا تھا۔ اگر اس کا حلیہ بدل دیا جائے۔۔ اگر اسے اچھے مقام پر لایا جائے۔۔ وہ اسے بے بسی سے دیکھتی سوچ رہی تھیں۔

نکاح ہو چکا تھا اور دوسری بار وہ مایا پر طلاق کا دھبہ لگوانے کا سوچنے کی بجائے کوئی اور راستہ ڈھونڈنا چاہتی تھیں۔۔

اسی پل اماں تاجاں، اس کا ہاتھ تھام کر اندر لے آئیں۔۔ سادہ سے ٹراؤزر کرتا میں وہ نازک سی چھوٹی سی لڑکی، سرخ آنچل اوڑھے اتنی حسین لگ رہی تھی کہ نظر بھر کر دیکھنے سے دل ڈر جائے کہ کہیں میلی نا ہو جائے وہ۔۔ شفاف چہرے پر اس وقت خوف اور پریشانی کے تاثرات تھے۔۔

اسے اماں بی کے پاس بٹھا کر اماں تاجاں تیمور کی جانب متوجہ ہوئیں۔ جب داویال کمرے میں داخل ہوا تو روتی ہوئی اماں تاجاں تیمور سے کچھ کہہ رہی تھی۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا۔

"اماں تاجاں آپ مایا کا ضروری سامان اور ڈریسز کا بیگ تیار کر دیں۔۔ انہیں اب نکلنا ہو گا۔۔"

اس نے اماں تاجاں کو باہر بھیجا اور تیمور کے ساتھ خود بھی باہر نکل گیا۔۔

وہ بیڈ پر نیم دراز گرینی ماما کے سینے سے لگی آنسو بہا رہی تھی، وہ ڈری ہوئی تھی۔۔ اماں بی محسوس کر سکتی تھیں مگر بے بس تھیں۔۔

وہ چاہتی تھیں وہ کچھ بولے۔۔ بے چینی سے حرکت کرنے لگیں۔۔ اسے بولنے پر اکسانا چاہتی تھیں۔۔

وہ کیا محسوس کر رہی ہے، وہ کیوں نکاح کے لیے راضی ہوئی ہے، کیا وہ لڑکے کو جانتی تھی۔۔

وہ یہ سب پوچھنا چاہتی تھیں مگر ہر بار ان کی بات سمجھ جانے والی مایا خاموشی سے روتی رہی۔۔ وہ اذیت میں تھی۔۔ وہ جان چکی تھی درد کسے کہتے ہیں۔۔ بے بسی کیا ہوتی ہے۔۔

اماں تاجاں اس کا بیگ بھر لائیں، مسلسل روتی پھر رہی تھیں۔۔ یوں جیسے کوئی مر جانے والے کو دفنانے کی تیاری میں لگا ہو۔۔

"کچھ بول دے گڑیا رانی۔۔ تیری گرینی ماما تجھے سننا چاہتی ہیں۔۔ تیرا دل پھٹ نا جائے تکلیف سے۔۔ کچھ تو بول دے میری جان۔۔چپ کیوں ہے۔۔"

اماں تاجاں اس کے پاس بیٹھتی پھپک کر رو دیں۔۔

وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی، آنکھوں کو رگڑا۔۔

"گرینی ماما کو وہ پوئم سناؤں جو آپ کو پسند ہے۔۔" وہ بھیگی آواز میں بولی۔۔ گلابی ہوتی آنکھیں بری طرح بھیگ رہی تھیں۔ چہرہ بھی سرخی اور نمی میں ڈوبا ہوا تھا۔۔ سلکی بال الجھے بکھرے ہوئے پشت پر پھیلے ہوئے تھے۔۔

"دل سے دور دراز۔۔

دل سے دور دراز بسے ہے۔۔

دنیا دور دراز۔۔

اشک لہو میں گھل مل جائیں۔۔

سہک سہک سینہ سہلائیں۔۔

آنسو بے آواز۔۔

دور دور تک گونجیں خاموشی کے ساز۔۔

ناجانے کس نقطے پر جا کر کھلیں غموں کے راز۔۔

ابھی تو ہے آغاز نی امڑی۔۔

ابھی تو ہے آغاز۔۔

دنیا درد نا جانے امڑی۔۔

دل سے دور دراز۔۔۔"

اماں بی اور اماں تاجاں کی آنکھوں میں آنسو کرچیوں کی صورت چبھنے لگے۔اس نے یہ نظم کب یاد کر لی۔۔؟شاید حالات نے اسے یہ سب یاد کروادیا تھا۔۔

اس کی بھیگی آواز میں کہی نظم دل چیرنے لگی۔۔اس کے الفاظ تھے یا پگھلا ہوا سیسہ۔۔

تیمور کے ساتھ اندر آتے داویال کے قدم ساکت ہو گئے۔۔اس کے چہرے پر زلزلے جیسے تاثرات چھا گئے۔۔دل جو اتنے مظالم پر کبھی نہیں کانپا تھا اب شدت سے لرزنے لگا۔۔ کبھی کبھی ظلم کرنے والا تب تک درد نہیں سمجھتا جب تک ظلم سہنے والا احساس نا دلادے۔۔اس کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔۔

مایا کے الفاظ اس کے دل میں کھب گئے تھے۔۔

وہ خاموش ہو چکی تھی،اماں تاجاں اور گرینی ماما سے مل کر تیمور کے ساتھ وہ روانہ ہو گئی۔۔

داویال اپنی جگہ ساکن سا ہو چکا تھا۔۔دل یکدم خالی کیسے ہوتا ہے اسے آج پتا چلا تھا۔۔

•••••○○○○○○•••••

سارے راستے، گاؤں جانے تک، وہ کچھ دیکھ تو سکتی نہ تھی بس سر جھکائے آنسو بہاتی رہی۔۔

تیمی خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا، وہ یہ نہیں جانتا تھا وہ کیوں اتنا رو رہی ہے۔۔ شاید وہ اس اچانک شادی سے خوفزدہ ہے یا پھر اکیلی کہیں دور جانے سے گھبرا رہی ہے۔۔ رخصتی پر لڑکیاں روتی ہی ہیں یہ تو وہ بھی جانتا تھا۔۔

وہ گاؤں پہنچے، ٹیکسی سے اتر کر اس نے ٹیکسی روانہ کی اور کال ملائی۔۔ ایک ہاتھ سے گھبرا کر دھندلی آنکھوں سے یہاں وہاں دیکھتی مایا کا ہاتھ نرمی سے تھام لیا۔۔ وہ گرم ہو رہی تھی تیمی نے اسے دیکھا اور ہاتھ بڑھا کر اس کا گال چھوا۔ وہ سہم کر پیچھے ہو گئی۔۔ وہ اٹینڈ ہو چکی کال کی طرف متوجہ ہوتا اس کی حرکت نوٹ نہیں کر پایا۔۔

"جی سائیں! میں گاؤں آیا ہوں، اگر مہربانی کر کے گاڑی بھیج دو۔۔" وہ مایا کو تکتا مسکراتے لہجے میں بول رہا تھا، جانے آگے سے کیا کہا گیا وہ ہولے سے ہنس پڑا تھا۔۔

سادہ سا قدرے دیہی اجڈ سا لب و لہجہ اور بھاری آواز تھی۔۔ جانے وہ دیکھنے میں کیسا ہو گا۔۔

مایا سر ڈالے سوچوں میں گم کھڑی تھی۔۔

ناجانے اب اسے کہاں کیسے رہنا ہو گا۔۔ جانے یہ ساتھ کھڑا انسان کیسا ہو گا۔۔ داویال جیسا۔۔ ظالم، سخت اور ڈرانے والا۔۔ ایسا ہی ہو گا۔۔

اسے اچھے مردوں کا تو پتا ہی نہیں تھا۔۔ اچھے مرد تو شاید ہوتے ہی نہیں دنیا میں۔۔۔

ان سوچوں سے ہی اس کا دل کانپنے لگا تھا، چہرے پر پسینے کی نمی اور زردی چھانے لگی۔۔

ایک تیز لینڈ کروزر کچے راستے پر دھول اڑاتی ان تک پہنچی اور جھٹکے سے رک گئی۔۔

اسے فرصت سے تکتا تیمور چونک کر گاڑی کو دیکھنے لگا، تیز ہوا سے اڑتی دھول پر وہ بری طرح کھانستی نڈھال ہو گئی۔۔ تیمور نے آگے بڑھ کر اس کے گرد بازو پھیلاتے اسے خود میں سمیٹ کر سہارا دیا۔

گاڑی سے نکلتے نوابزادہ طیفور نے بغور تیمور کے حصار میں کھڑی اس لڑکی کو دیکھا تھا۔۔

”گاڑی میں بٹھائیں ان کو۔۔ شاید ڈسٹ الرجی ہے۔۔“

طیفور نے گاڑی کا ڈور کھول کر اسے اشارہ کیا۔ تیمور نے سر ہلا کر مایا کو اسی طرح تھام کر گاڑی میں بٹھایا، اس کے سر سے ڈھلکتے آنچل کو سہی سے سر پر ٹکایا۔ بیگ گاڑی میں رکھا اور خود فرنٹ سیٹ پر نوابزادہ طیفور کے برابر بیٹھ گیا۔۔

”ہم حویلی جا رہے ہیں کیا۔۔“ اس نے سوال کیا۔

مایا سیٹ سے ٹیک لگائے آنکھیں موند گئی۔

”کہیں تو آسمان پر چلے چلتے ہیں۔۔ آپ ہنی مون منا لیں گے اور میں کسی ایک طرف بیٹھ کر زمین کے نظارے کر لوں گا۔۔ فرصت ہی فرصت ہے آج کل۔۔“

طیفور نے نرم شائستہ لہجے میں مذاقاً کہا اور دونوں قہقہہ لگا کر ہنسنے لگے۔۔

"اب بس کر جائیں تیمی۔۔ بہت ہو گئی ایکٹنگ۔۔ آپ کا یہ حلیہ دیکھ کر دل چاہ رہا ہے گاڑی سے کود جاؤں۔۔ بہت ایڈونچرز کر لیے اور اس بار تو حد ہو گی ایڈونچر کی۔۔" طیفور نے اس کی کلاس لی۔۔

آخری جملہ پر مایا کی طرف اشارہ دیا تھا۔۔

وہ خاموشی سے سب سن رہی تھی۔ کوئی بات پلے نا پڑی۔۔ شاید وہ کچھ زیادہ کند ذہن ہو چکی تھی۔۔

"اچھا لگتا ہے ایسا کر کے۔۔ کبھی کر کے دیکھیے گا۔۔ زندگی کا دوسرا رخ پتا چلے گا۔۔ لوگوں کے رویئے اور حقیقتیں کھلتی ہیں۔۔" وہ اچانک ہی بدلے ہوئے لہجے میں سنجیدگی سے بولا تھا کہ مایا بھی پہلی بار حیران ہوئی تھی۔۔ ایسا مہذب بھاری لہجہ اور دلکش آواز۔۔ جیسے کوئی چوتھا فرد ان کے درمیان آ گیا ہو۔۔ ایسا تبدیل لہجہ۔۔ اتنی اچانک۔۔

گاڑی کشادہ محل نما حویلی کے قریب پہنچ چکی تھی، طیفور نے اس کی بات پر سر ہلا دیا۔۔

گیٹ وا ہوا اور گاڑی پھاٹک کراس کرتی ڈرائیو وے پر تیزی سے آگے بڑھی اور حویلی کے اندرونی پورشن کے قریب جا کر سامنے رک گئی۔۔

وہ دونوں گاڑی سے اترے۔۔ سامنے ہی حویلی کے سب لوگ پھول لیے موجود تھے۔۔

وہ اس حویلی کا سب سے اہم اور لاڈلا ترین بیٹا تھا اور اتنی ہی اہمیت رکھتا تھا حویلی میں کہ اس کے لیے نواب سکندر اور بیگم نواب بھی وہیں موجود تھے۔۔

"تیمی آ گئے۔۔ ہمارے چھوٹے نواب آ گئے۔۔"

مختلف پرجوش آوازوں نے ان کا استقبال کیا تھا۔

''حلیہ دیکھیں اپنا۔۔ تھکتے نہیں ہیں ان ڈراموں سے آپ۔۔''نواب سکندر نے آگے بڑھ کر اس کی پیٹھ تھپکتے گھور کر کہا تو وہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔۔ایک عرصہ بعد۔۔وہ ایسے کھل کر۔۔دل سے ہنسا تھا۔۔

''کہاں ہیں وہ۔۔ دلہن کہاں ہیں آپ کی۔۔ ہماری چھوٹی بہو کہاں ہیں۔۔'' سوالیہ نظروں اور جملوں نے گاڑی کا تعاقب کیا تھا۔۔ وہ سر پر ہاتھ مارتا پلٹا۔۔گاڑی میں کب سے خاموش بیٹھی مایا اپنی چادر میں سمٹتی جا رہی تھی، گھبراہٹ سے پورا وجود لرز رہا تھا،اسے لانے والے جانے کہاں چلے گئے تھے۔۔

انگلیاں مروڑتی وہ تیزی سے بھیگتی آنکھوں کو رگڑ کر بس رونے ہی والی تھی جب اس کی طرف کا ڈور کھولا گیا۔۔وہ سہم کر آنکھیں میچ گئی۔۔کاش وہ بینائی سے محروم نا ہوتی۔۔

تیمی نے نرمی سے اس کے کپکپاتے ہاتھ کو تھاما۔۔

''آجاؤ گھر آگیا ہے۔۔ گھبراؤ مت۔۔ میں ہوں ناں۔۔''

اسے پکڑ کر باہر نکالتے ہوئے نرم مہربان لہجے میں کہا،اس کے لہجے پر اس کے اندر سے کافی حد تک خوف زائل ہو گیا تھا۔۔

''ماشاءاللہ۔۔ یہ تو کانچ کی گڑیا لگتی ہیں۔۔ چاند کا ٹکڑا ہیں یہ تو۔۔'' تیمی کی بہنیں بھابھیاں اسے دیکھ کر بے ساختہ بولی تھیں۔۔

پوری حویلی کی ملازماؤں نے رشک سے اپنے چھوٹے نواب کی بیوی کو دیکھا تھا۔۔ وہ پیاری تھی۔۔ اور بہت زیادہ پیاری تھی۔۔ بالکل نوابزادہ تہام کے جوڑ کی تھی۔۔ اسے اندر لے جایا گیا۔۔

"یہ تو بہت کم عمر لگتی ہیں تیمی۔۔" اندر تخت نما صوفہ پر اسے بٹھاتے ہوئے نواب بیگم نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے آہستگی سے کہا۔

"کوئی بات نہیں، بڑی ہو جائے گی بی جان۔۔"

وہ شرارت سے بولتا مایا کو دیکھنے لگا۔۔

حویلی کی سب عورتیں اس کا تعارف جاننے کی کوشش میں تھیں اور وہ سب کے سوالوں سے گھبرا رہی تھی۔۔ اسے اندازہ نہیں تھا اسے اپنا تعارف دینا پڑے گا۔۔ وہ اپنے ہی بارے میں زیادہ جانتی نہیں تھی۔۔ تہام اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔۔

وہ جانتا تھا اس کے پاس لینز نہیں ہیں۔۔ وہ سہی سے دیکھ نہیں پا رہی۔۔ اس کی پریشانی وہ جانتا تھا مگر باقی سب اس بات سے انجان تھے۔۔

وہ چاہتا تو بتا سکتا تھا مگر ابھی اسے مایا کی یہ کمزوری بتانا اچھا نہیں لگا۔۔

"میں سب گھر والوں کا انٹرو دیتا ہوں تا کہ تم سب کو جان لو۔۔" تیمی نے اس کا ہاتھ تھام کر کہا۔

نواب سکندر اور بیگم نواب کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔۔ سب سے بڑی ندرت جو نواب کے پرانے دوست اور سیاسی گھرانے کی بہو تھی۔ اس کے چار بچے تھے۔۔ تین بیٹیاں اور ایک ہی بیٹا۔۔

اس کے بعد نوابزادہ انس جس کی شادی اپنی خالہ زاد صاعقہ سے ہوئی تھی۔ وہ دونوں شادی کے پانچ سال بعد بھی بے اولاد تھے۔۔

پھر عفت تھی جو اپنی پھپھو کی بہو بنی تھی دوسرے گاؤں میں ان کی حویلی تھی۔۔ اس کے دو بچے تھے۔۔ دونوں بیٹیاں۔۔

پھر نوابزادہ طیفور تھا جس کی بیوی ردا پھپھو کی بیٹی اور عفت کی نند تھی۔۔ ان کا ایک ہی ڈیڑھ سال کا بیٹا تھا۔۔

تہام نواب سکندر کے سب سے چھوٹے بھائی نواب تیمور کا اکلوتا بیٹا تھا۔۔ ماں پیدا کرتے ہی مر گئی تھیں اور باپ چند سال بعد۔۔ اسے شروع سے ہی نواب سکندر اور بیگم نواب نے پالا تھا۔۔

اس حویلی کا سب سے چھوٹا لاڑ کا نوابزادہ تہام تیمور تھا۔۔ جس نے ہمیشہ الٹے سیدھے کام کر کے حویلی والوں کو حیران کیا تھا حتیٰ کہ شادی بھی اچانک کر لی تھی۔

اس بے حد بڑی حویلی میں بہت سے حصے تھے اور دوسرے حصوں میں نواب سکندر کے اور دو بھائی اپنی فیملیز کے ساتھ رہتے تھے۔۔

اس نے مختصراً سب کا تعارف دیا، مایا اپنے گھومتے سر کو سنبھالے بیٹھی تھی۔۔ وہ نا کسی کو دیکھ سکتی تھی نا ہی کچھ سمجھ پائی تھی۔۔ اس کی آنکھیں بھاری ہو رہی تھیں، آوازیں دور ہوتی محسوس ہو رہی تھیں جیسے وہ سب سے دور اکیلی بیٹھی ہو۔۔

"بی جان مایا کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔۔"

وہ اپنے ہاتھ میں تھامے اس کے ہاتھ کی تپش محسوس کر کے پریشان ہو رہا تھا۔۔اسے فیور تھا جو شاید تھکن اور پریشانی میں بڑھ گیا تھا۔۔

•••••○○○○○○•••••

نوابزادہ تہام تیمور جو انجان لوگوں میں زیادہ تر اپنے باپ کے نام سے پہچانا جاتا تھا۔۔اس نے ہائر سٹڈیز فارن سے کمپلیٹ کی تھی۔ وہ ملائیشیا کی یونیورسٹی سے بزنس کی ڈگری لے رہا تھا جب اپنی بی جان کے بہت زیادہ بیمار ہونے پر اسے واپس آنا پڑا۔۔

وہ کچھ عجیب نیچر کا مالک تھا،الٹے سیدھے حلیوں میں اوٹ پٹانگ حرکتیں کرنے والا۔۔

وہ اپنے علاقے کے مختلف عام گھرانوں میں جاتا تھا ان سے ملتا جلتا ان کے درمیان بیٹھتا تھا۔۔

اس نے ملائیشیا میں بھی ایک بالکل عام لڑکے کی طرح زندگی گزاری تھی۔۔نا کوئی شاہانہ شوق رکھتا تھا نا ہی عیاشیوں کا شوقین تھا۔۔

پاکستان آکر اس کے وہی شوق ابھر آئے۔۔عام حلیہ رکھنا۔۔اور اس بار اس نے بزنس کی ڈگری کنٹینیو کرنے کے لیے شہر کی جس یونی میں ایڈمیشن لیا،پہلے روز سے ہی وہ کچھ زیادہ ہی خراب حلیہ بنا ایک گنوار دیہاتی لڑکا بن کر گیا تھا۔۔

اس نے اپنا فیملی بیک گراؤنڈ کبھی کسی کو نہیں بتایا تھا، نا وہ اپنے اصل حلیہ میں کبھی واپس آیا۔۔ شہر میں اپنے فلیٹ پر رہتا تھا مگر سب کو لگتا تھا وہ ایک ہاسٹل میں رہتا ہے۔۔

اس کے باپ بھائیوں نے جب اسے شہر میں ایسے حلیہ اور بگڑی حالت میں دیکھا تو حیرت کی زیادتی سے وہ کچھ بول نہیں پائے۔۔

تہام کے اس عجیب شوق کو پورا کرنے پر سب مجبور تھے، وہ حویلی میں ہوتا تو اس سے زیادہ نخریلا کوئی نہیں تھا۔۔ مگر حویلی سے باہر جب جب وہ اکیلا ہوتا وہ بالکل بدل جاتا تھا۔۔

اس نے غریب بن کر بہت سے لوگوں کے حقیقی چہرے دیکھے تھے۔۔ حقارت بھرے رویئے بھی دیکھتا تھا مگر اسے کبھی فرق نہیں پڑتا تھا۔۔

پھر ایسے ہی سب امیر زادوں میں اسے داویال ملا تھا۔ نرم رویہ رکھنے والا۔۔ اس کی غریبی کو بھی پس پشت ڈال کر دوستی کا ہاتھ بڑھانے والا۔۔

اسے وہ اچھا لگا، اسے لگا وہ واحد ہے جس کے دل میں میل نہیں۔۔ اسے سچی دوستی کا مطلب پتا ہے جو لالچی نہیں۔۔ جو دوستی کو پیسوں کی عینک سے نہیں دیکھتا تھا۔۔

وہ اس سے مرعوب ہوا تھا اور سچ تو یہ تھا کہ وہ داویال کو دل سے اپنا دوست مانتا تھا۔۔

اور اب تو داویال نے ایک اور احسان اس پر کیا تھا۔۔ ایک بہت بڑا احسان۔۔ جسے وہ ساری عمر نہیں بھلانے والا تھا۔۔

وہ نہیں سمجھ پایا تھا ہمیشہ جو نظر آتا ہے ویسا نہیں ہوتا۔۔ وہ داویال کو جو سمجھتا تھا وہ در حقیقت ویسا نہیں تھا۔۔

..••••°•°•°••••

وہ اس وقت تہام کے کمرے میں موجود تھی۔۔اس کی طبیعت کے باعث اسے بی جان نے کمرے میں بھیج کر خاندانی ڈاکٹر بلوا کر چیک اپ بھی کروالیا۔

"تھکن اور خوف سے یہ حالت ہو رہی ہے اور ان کو کمزوری ہے بہت۔۔ شاید کچھ کھایا پیا بھی نہیں۔۔"

ڈاکٹر نے اس کے سرہانے پریشان کھڑے تہام کو تفصیل سے آگاہ کیا تو وہ لب بھینچ گیا۔

شہر سے گاؤں تک کا سفر بہت لمبا تھا جو اس نے اپنی لاپروائی اور ضد کی وجہ سے غیر آرام دہ ٹیکسی میں طے کیا تھا۔۔ شاید اس نئے رشتے سے وہ خوفزدہ تھی اور شاید اسی خوف کے زیر اثر وہ صبح سے کچھ کھا پی نہیں سکی ہو گی۔۔

یہ سب اسے خود سوچنا چاہئیے تھا۔ وہ خفت زدہ سا پوری چادر میں چھپی مایا کو دیکھنے لگا جو بیڈ کراؤن سے لگے کشنز سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کیے ہوئی تھی۔۔

ڈاکٹر ضروری ہدایات اور میڈیسنز کے نام لکھ کر دیتا جا چکا تھا۔۔ بی جان نے میڈیسنز کے لیے ایک ملازم کو روانہ کیا۔۔

مایا کو دودھ اور فروٹس اپنی نگرانی میں ہی کھلائے۔۔ وہ تہام کی پریشان صورت دیکھ کر مسکرائیں۔ وہ آج کچھ زیادہ حساس ہو رہا تھا۔۔

''ٹھیک ہو جائیں گی۔۔ بس بخار ہی تو ہے۔۔'' انہوں نے نرمی سے اسے تسلی دی تو وہ سر ہلا گیا۔۔

سب کے وہاں سے جانے پر تنہائی پاتے ہی وہ مایا کی جانب متوجہ ہوا۔۔

''تمہیں اندازہ بھی ہے کتنا خوش تھا آج میں۔۔ اب اچانک پریشان کر دیا ہے تم نے۔۔'' اس کے پاس بیٹھ کر نرمی سے اس کا گال سہلاتے ہوئے وہ بولا۔۔

مایا نے نیم وا آنکھوں سے اسے دیکھا اور پھر سے آنکھیں بند کر لیں، شاید کچھ زیادہ تھک گئی تھی وہ۔۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک نظر اسے دیکھا اور اس سے لپٹی اس کی چادر اتار کر پیچھے کی۔۔

بخار کی تپش کی وجہ سے وہ پسینہ سے تر تھی، بکھرے براؤن بال اس کی گردن سے چپکے ہوئے تھے۔۔

بنا کسی چادر کے سادہ لباس میں اس کا نازک سا وجود اس کے سامنے تھا۔

تہام نے نظر چراتے ہوئے اسے کندھوں سے تھام کر کشنز ہٹائے اور سہی سے تکیہ پر اس کا سر ٹکایا۔۔

موسم بدل رہا تھا اور گاؤں کی راتیں سرد ہو رہی تھیں مگر وہ اب تک فین آن کر کے سوتا تھا۔ اب مایا کی حالت کے پیش نظر اس پر چادر پھیلا دی۔۔ اسے سلا کر خود بھی جا کر فریش ہوا اور باہر جا کر سب کے

ساتھ ڈنر کیا۔۔ سب کافی دیر محفل جمائے بیٹھے رہے۔۔ اس کی جلد اچانک شادی پر سب کو اس سے شکایات بھی بہت تھیں مگر وہ اس کی خوشی میں خوش بھی تھے۔۔ ولیمہ یا باقاعدہ شادی کے پروگرام کو وہ کینسل کر گیا۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا جب تک مایا اس ماحول کی عادی نا ہو بیمار ہو تب تک کوئی بھی تھکا دینے والا دن آئے۔۔

سب کے ساتھ اچھا خاصہ وقت گزار کر واپس روم میں آیا تو کمرہ بہت سرد ہو رہا تھا اور وہ سردی لگنے سے گٹھڑی بنی پڑی تھی۔۔ تہام نے اے۔ سی کمبل اٹھا کر اس پر پھیلایا اور ونڈو بند کر دی۔۔

اس کے پاس دراز ہوتا اسے تکنے لگا۔۔ اس چہرے کو پہلی بار دیکھ کر جو بے تابی اس میں پیدا ہوئی تھی اسے یاد کر کے اس کے لب مسکرا اٹھے۔۔ دل تو اب بھی بے ایمان ہو رہا تھا۔۔

اس کا سر اٹھا کر اپنی بازو پر رکھتا وہ اسے اپنے حصار میں لے کر دیکھنے لگا۔۔

اس کا ایک ایک نقش دلکش تھا۔۔ بند آنکھیں۔۔ ننھی سی ناک اور نرم گلابی سے ہونٹ۔۔ ملائم رخسار جن میں گلابی پن چھلکتا تھا۔۔ چہرے کے گرد بکھرے نرم بالوں کی لٹیں۔۔ وہ دیوانہ وار تکتا جھک کر لبوں سے ایک ایک نقش کو چھونے لگا۔۔

اس کے نرم لمس کو پاتے ہی اس کے جلتے دل کو جیسے قرار آیا تھا۔۔ عجیب بے قراری سی بڑھتی جا رہی تھی۔۔ حالانکہ وہ جانتا تھا ہوش میں مایا اسے شاید قریب ہو تا دیکھ کر ہی شور مچا دے گی۔۔

شایداس لیے اس کی نیم بے ہوشی کا فائدہ اٹھا رہا تھا۔۔انداز میں ایسی احتیاط تھی جیسے وہ کانچ کی گڑیا ہو اور ذرا سی سختی پر ٹوٹ جائے گی۔۔

”میں کبھی نہیں چاہتا تھا تمہاری بے خبری میں اس طرح تم پر حق جتاؤں مگر۔۔۔“

اس کے رخسار کو انگلیوں سے سہلاتے وہ بھاری سرگوشی میں بولتا رکا اور جھک کر اس کے گال پر پر حدت لب رکھ دیئے۔۔

”میں اتنا ایماندار اور مضبوط بالکل نہیں ہوں۔۔“

اس کا نازک شفاف گال سرخ کر کے پیچھے ہٹتا وہ بے چارگی سے بولا۔۔ وہ اس کے بے تاب شدت بھرے لمس اور من مانیوں سے تنگ ہوتی بے چینی سے کسمسائی تو وہ اس پر ترس کھاتا خود پر ضبط کے کڑے پہرے بٹھا کر اسے خود میں بھینچ گیا۔۔

••••••○○○○○○••••••

داویال کا زیادہ سے زیادہ وقت اب شیریں کے ساتھ گزر رہا تھا، اس وقت بھی وہ اسے ڈنر کروانے لایا تھا۔۔

”تھینک گاڈ تم نے مایا کو ڈائیورس دے دی۔۔ وہ نیم پاگل تھی، ساری زندگی گزر جاتی نارمل نا ہوتی۔۔“

شیریں نے ایک ادا سے بالوں کو جھٹکا دے کر کہا۔ داویال نے اسے دیکھا۔ حسین اور ویل ڈریسڈ۔۔ ایسے لگتا تھا جیسے کوئی ماڈل ہو۔۔ ارد گرد کے لوگ اسے مڑ مڑ کر دیکھتے۔۔ نفیس اور نزاکتوں بھری۔۔ اب بھی ناک چڑھا کر بول رہی تھی۔۔

وہ مسکرا کر سر ہلا گیا، شیریں اس کے ساتھ تھی تو اسے زیادہ سوچنے کی ضرورت نا تھی۔۔

”ویسے ماما بتا رہی تھی تم نے اس کی شادی کر دی۔۔ کس سے کی؟ کون پاگل تیار ہوا اس سے شادی کرنے کے لیے۔۔“ شیریں نے آگے کی طرف ہو کر رازداری سے پوچھا۔۔ کیسی عجیب بات تھی کہ وہ ان سب کے لیے غیر ضروری فرد ہمیشہ ان کے درمیان سب سے ضروری ٹاپک بنی رہتی تھی۔۔ شاید ان کا ہر لمحہ اور ہر بات مایا کے بغیر ادھوری تھی۔۔

تھا ایک گنوار فرینڈ۔۔ گاؤں میں رہتا ہے، وہ راضی ہو گیا۔۔“ داویال کو بتاتے ہوئے عجیب سا محسوس ہوا، ایسا لگا وہ تیمور سے جل رہا ہے۔ جیسے کوئی قیمتی چیز چلے جانے پر احساس زیاں ہونے لگے۔۔ اس نے سر جھٹکا۔۔

”اوہ گاڈ۔۔ تو وہ گرینی کی کرسٹل ڈول (کانچ کی گڑیا) اب ایک دیہات میں رہے گی؟ اسے تو ڈسٹ الرجی ہے ناں۔۔ اور وہ تو اتنی نازک ہے کہ دھوپ میں نکلے تو سکن ریڈ ہو جاتی ہے۔۔ واؤ۔۔۔“

شیریں قہقہہ لگا رہی تھی، لوگوں نے چونک کر اس حسینہ کو کھلکھلاتے دیکھا۔ اس کے کیے طنز پر داویال ہنسنا چاہتا تھا۔۔ ساتھ مل کر مذاق اڑانا چاہ رہا تھا مگر پتا نہیں کیوں اس کا دل ساکن سا ہونے لگ گیا۔۔ پچھتاوا رگ رگ میں زہر بن کر پھیل رہا تھا۔۔ اس نے سر جھٹکا اور مسکرانے کی کوشش کی۔۔

انسان جس سے نفرت کرتا ہے جسے اس نے برباد کیا ہو اس کے لیے دل میں نرمی پیدا ہونے پر اتنا ہی تنگ ہوتا ہے جتنا داویال ہو رہا تھا۔

وہ نازک اور نفیس لڑکی اب دیہات میں رہے گی، دھول مٹی سے اٹے گھر میں کھانستی رہتی ہو گی۔۔
دھوپ میں کام کرنے سے اس کی سکن جل گئی ہو گی۔۔داویال کا اچانک ہی دم گھٹنے لگا۔۔
"ہیلو۔۔ کہاں کھو گئے تم۔۔ کیا ہوا برا لگ رہا ہے میرا یہ سب کہنا۔۔؟" شیریں نے اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات دیکھ کر سنجیدگی سے پوچھا۔
"آہاں۔۔ نہیں برا کیوں لگے گا۔۔۔ گرینی ماما اپ سیٹ ہیں مایا کے لیے تو۔۔وہی سوچ رہا تھا کہ۔۔ خیر چھوڑو یہ باتیں۔۔جو ہونا تھا ہو گیا۔۔ "
اور جو ہوا تھا وہی تو نہیں ہونا چاہیئے تھا۔۔داویال کو لگا وہ یہ بات مسکرا کر لاپروائی سے بول رہا ہے۔۔
شیریں نے حیرت سے اسے دیکھا۔اے۔سی کی کولنگ میں بھی اس کے چہرے پر پسینہ کے قطرے چمک رہے تھے،وہ بہت بے چین سا بول رہا تھا۔۔
"ڈونٹ وری تم گرینی کے لیے فکر مت کرو۔۔ میں سوچ رہی ہوں کیوں نا ہم مایا کے ہاں جائیں۔۔ دیکھیں تو سہی وہ کیسے رہ رہی ہے اور کیسا گھر ہے اس کا۔۔ کیسی فیملی ہے۔۔"
شیریں متجسّس سی بول رہی تھی، لہجہ اشتیاق سے بھرا ہوا تھا۔۔آنکھوں میں مایا کے انجام کو دیکھنے کی چمک تھی۔
داویال کو تیمور کا گھر اور فیملی یاد آئی۔۔

"وہ لوگ۔۔ وہ گھر۔۔۔اس قابل نہیں کہ پانچ منٹ وہاں رک سکیں۔۔ وہاں گرمی ہے، حبس ہے، جانوروں کا شور اور سمیل۔۔اور وہ لوگ۔۔ ڈرٹی اور سمیلی ہیں۔۔ وہاں جا کر رکنا محال ہے۔۔"

داویال رک رک کر بتا رہا تھا، شیریں کی آنکھیں پھیل گئیں۔۔ چہرے پر پریشانی ابھری۔۔

"داویال۔۔ وہ۔۔ وہ تو مر جائے گی۔۔ کیسے رہے گی۔۔"

وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔ شیریں تصور کر کے ہی خوفزدہ ہوئی۔۔ داویال کا سر پھٹنے لگا۔ وہ کیوں نہیں کانپا تھا۔۔ یہی سب سوچ کر۔۔ اسے کیوں خوف نہیں آیا۔۔ وہ یکدم کھڑا ہو گیا۔

"آؤ چلیں۔۔ بس کھا لیا۔۔ میں گھر جا کر ریسٹ کرنا چاہتا ہوں۔۔" وہ ٹائی کی ناٹ کھینچ کر ڈھیلی کرتا بدحواس سا بول رہا تھا۔۔ شیریں فکرمند سی کھڑی ہوئی اور اپنا ہینڈ بیگ اٹھا لیا۔

وہ مر جائے گی۔۔ کیسے رہے گی۔۔" گاڑی میں بیٹھ کر گھر جانے تک۔۔اور گھر جا کر رات کے دوسرے پہر تک۔۔ یہ جملے اس کے دماغ پر ہتھوڑے بن کر برستے رہے۔۔ نا وہ سو پایا نا اسے سکون ملا۔۔۔

●●●●●●○○○○○●●●●●

وہ سر ڈالے اپنے بستر پر بیٹھی تھی۔ طبیعت اس کی کافی حد تک سنبھل چکی تھی۔ جتنا اس کا خیال رکھا جا رہا تھا تھکن بھی اتر چکی تھی اور کافی حد تک نئے لوگوں کا خوف بھی ختم ہو گیا تھا مگر اپنی دھندلی سیاہ بینائی کی وجہ سے وہ سب کے درمیان بیٹھنے سے گھبرا رہی تھی۔۔

جتنی کوشش کی گئی اسے سب کے درمیان بٹھانے یا وقت دینے کی اتنا وہ سب سے چھپ رہی تھی۔۔

تہام آج صبح سے ہی نواب صاحب کے ساتھ اپنی شہر گیا ہوا تھا، شام کو ہی لوٹا اور آتے ہی سب سے پہلے اس نے مایا کا پوچھا تھا۔۔

"وہ بہتر ہیں مگر باہر نہیں آتیں۔۔ گھبراتی ہیں سب سے۔۔ کھانا آج بھی کمرے میں ہی بھیجا گیا۔۔۔ جا کر دیکھیں کوئی مسئلہ تو نہیں۔۔ ہمیں تو کچھ نہیں بتا رہیں۔۔ کب تک ایسے چلے گا۔۔ کیا وہ ایسے ہی عمر گزار دیں گی۔۔" بی جان کی پریشانی سے کہی بات پر وہ سر ہلاتا سیدھا اپنے کمرے میں پہنچا تھا۔۔

گہرے میرون رنگ کے شلوار قمیض کے ساتھ ریشمی ڈوپٹہ سر پر اوڑھے وہ اتنی دلکش لگ رہی تھی کہ کتنی دیر وہ سب بھلائے یک ٹک اسے دیکھتا رہا۔۔۔

وہ شاید اس کی موجودگی محسوس کر چکی تھی تبھی بے چینی سے پہلو بدلا۔۔

"کیسی طبیعت ہے اب۔۔؟" وہ آگے بڑھ کر اس کے نرم ہاتھوں کا لمس محسوس کرتا اس کے ہاتھ لبوں سے لگا کر پوچھنے لگا۔مایا نے گھبرا کر ہاتھ کھینچے۔۔

"ٹھیک ہوں۔۔ پلیز میرے پاس مت آؤ۔۔"

وہ ہکلا کر بولتی اس سے فاصلہ پر ہونے لگی، تہام نے بغور اس کی حرکت دیکھی تھی۔۔

"سب کے ساتھ بیٹھا کرو۔۔۔ کیا روم میں بند رہ کر دل نہیں گھبراتا۔۔؟" وہ بولتے ہوئے اس کے سامنے بیٹھ گیا۔بے تاب نظریں اس کا جائزہ لے رہی تھیں اور شاید اس کی نظروں کی تپش ہی تھی جو مایا کو محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ وہ بار بار ڈوپٹہ ٹھیک کرتی کبھی ڈریس ٹھیک کرتی تھی۔۔

"نہیں۔۔دل نہیں گھبراتا۔۔ تم جاؤ۔۔ یہاں سے جاؤ۔۔ میں اکیلی ٹھیک ہوں۔۔"

وہ پریشانی سے بول رہی تھی، وہ دیکھ نہیں سکتی تھی اسے یہی پریشانی تھی اسے کیا خبر کون، کب اس کے پاس ہے، کون اسے دیکھ رہا ہے۔۔

وہ اماں تاجاں کے حصار میں چھپ کر رہنے والی لڑکی اب کیسے سب کے درمیان بیٹھ جائے۔۔

"میں کیوں جاؤں۔۔؟ یہ میرا روم ہے مسز۔۔ تم میری وائف ہو۔۔اور کیوں ٹھیک ہو اکیلی؟"

وہ اس کی بات پر غصہ ہوا۔۔اس سے پہلے کہ اسے کھینچ کر اپنے قریب کرتا اسے دیکھ کر وہ چونکا۔

بھیگتی آنکھوں سے وہ گھبرائی ہوئی نظر گھما رہی تھی، تہام کو یکدم احساس ہوا۔۔

وہ دیکھ نہیں سکتی، لینز کے بنا بالکل نہیں۔۔اور جب تک وہ دیکھ نا پائے۔۔ وہ کیسے سب کے درمیان نارمل بیٹھی رہ سکتی ہے۔۔اسے اپنی لاپرواہی پر دل کھول کر غصہ آیا۔

"کیا تمہارے لینز گھر رہ گئے؟ یا تمہارے سامان میں ہیں۔۔؟" اس کے سوال پر وہ اپنی جگہ جم گئی۔

یعنی وہ اس کی بینائی کی کمزوری سے واقف ہے۔۔

"کھو گئے۔۔" بتاتے ہوئے اس کی آواز بھرا گئی تھی۔ تہام کو اس کی بے بسی شدت سے محسوس ہوئی۔۔

"اٹس اوکے میری جان۔۔ میں لے آؤں گا۔۔ رونا مت۔۔"

اس نے ہاتھ کی پشت سے اس کے گالوں پر پھیلتی نمی کو صاف کیا۔۔ وہ سسکی دباتی سہم کر مزید پیچھے ہوئی۔۔ تہام کا ضبط جواب دینے لگا۔۔

وہ اس کے چھونے پر جیسے دور ہوتی ہے، اس کے لیے یہ برداشت کرنا مشکل ہو رہا تھا۔۔

"کیا تمہیں نہیں پتا میرے ساتھ تمہاری شادی ہوئی ہے؟ ہزبینڈ کون ہوتا ہے، اس کا کتنا حق ہوتا ہے، ہزبینڈ وائف کا ریلیشن کیسا ہوتا ہے۔۔؟ کیا یہ سب کسی نے نہیں بتایا۔۔؟" تہام نا چاہتے ہوئے بھی سخت لہجے میں بولا تھا۔۔ اسے یہاں آئے چار دن ہو چکے تھے۔۔ اس کی بیماری کے دو دن وہ کسی بچے کی طرح اس کا خیال رکھتا رہا تھا۔ اس کے پاس رہا تھا مگر جب سے وہ حواسوں میں لوٹی تھی، جب سے بہتر ہوئی تھی اس کے قریب آنے پر ایسے ہی دور بھاگتی تھی۔۔ ہاں وہ اٹھارہ سال کی تھی مگر بچی نہیں تھی۔۔ لڑکیاں تو اس سے بھی کم عمری میں شادیاں کر لیتی ہیں۔۔ سب سمجھتی ہیں۔۔ اور یہ تو اس کی دوسری شادی تھی۔۔ وہ مان ہی نہیں سکتا تھا وہ اتنی نادان یا معصوم ہو گی۔۔ تو کیا وہ تہام کی قربت اور لمس ناپسند کر رہی ہے۔۔؟

وہ اتنی برداشت والا ہرگز نہیں تھا اور اس کے لیے تو بالکل ہی نہیں۔۔ اسے تو اندازہ بھی نہیں تھا اسے دیکھ کر تہام کے دل میں کیسی ہلچل مچ جاتی تھی، کیسے قیامت جیسے ضبط سے گزرتا تھا۔۔

وہ اس کے سوالات پر خاموشی سے بنا کچھ کہے بس اس کی پہنچ سے دور ہو کر بیٹھ گئی۔۔

تہام نے اس کا بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچتے ہوئے اسے بغور دیکھا۔۔ وہ بری طرح ڈر رہی تھی۔ بازو چھڑوا کر مزید دور ہوئی اور بیڈ سے ہی گر جاتی اگر وہ نا سنبھالتا۔۔اس کے گرد بازو پھیلا کر اسے کھینچ کر بیڈ کے وسط میں کرتا وہ دور ہو گیا۔

"کیا پریشانی ہے تمہیں؟ میرا قریب آنا برا لگتا ہے؟"

تہام نے اسے گھورا۔ اس کا پورا وجود بری طرح لرز رہا تھا۔۔اس کا چہرہ خطرناک حد تک زرد ہو رہا تھا۔۔

یہ اگر اس نئے رشتہ کی جھجک یا شرم ہوتی تو وہ ضرور اسے وقت دیتا، اعتماد کرتا۔۔

مگر یہ خوف تھا، کراہت تھی۔۔ کچھ ایسا ہی تھا اس کے انداز میں جو تہام کو بری طرح جلا رہا تھا۔

"م۔۔ میرے لینز نہیں۔۔ میں دیکھ نہیں سکتی۔۔"

سوال گندم جواب چنا والا حساب ہوا تھا۔۔ وہ اس کے سوالات بالکل نظر انداز کرتی گھبرا کر بولی۔۔

"میں لے آؤں گا۔۔ تمہیں تو کچھ نہیں پتا۔۔ کیا تم اپنا نام جانتی ہو۔۔؟" تہام نے گہرا سانس بھر کر بات بدلتے ہوئے مذاق کیا۔۔

"میرا نام۔۔؟ میرا نام۔۔" وہ جیسے پریشانی سے سوچ میں مبتلا ہوئی تہام کا دماغ جھنجھنا اٹھا۔۔

تو کیا وہ اپنا نام بھی نہیں جانتی۔۔۔؟ داویال نے کہا تھا وہ ابنارمل ہے۔۔ وہ کبھی کبھی اپنی عمر سے کہیں پیچھے بچوں جیسا برتاؤ کرتی ہے اور کبھی وہ ایسی لگتی ہے جیسے اسے کچھ پتا نا ہو۔۔

اسے یقین نہیں آیا تھا۔ وہ نارمل لگتی تھی۔ بس تھوڑی شرمیلی یا گھبرائی ہوئی لگی تھی اسے۔۔

تو کیا واقعی وہ ابنارمل تھی۔۔؟ تہام کتنی دیر ساکت سا اسے دیکھتا رہ گیا۔۔ دل میں عجیب سا احساس جاگا تھا۔۔ پریشانی یا فکر کے علاوہ۔۔

اس کے دل میں خوف سا پیدا ہوا، وہ اس کی ابنارملٹی نہیں افورڈ کر سکتا تھا۔۔ اس نے دل سے دعا کی یہ اس کا وہم ہو۔۔ وہ بس پریشانی سے ایسا بول رہی ہو۔۔ یا کہہ دے مذاق ہے۔۔

"تم۔۔ تہام کی زندگی ہو۔۔ او۔کے؟ اب ریلیکس ہو جاؤ۔۔" وہ جلدی سے بولا، اس بار سوال نہیں کیا۔۔ بات بدل دی۔۔ مایا نے حیرت سے اسے سنا۔

"تہام کی زندگی۔۔۔" وہ زیر لب بڑبڑائی تھی۔۔ اس کے لبوں کی بے آواز حرکت پر وہ بے ساختہ مسکرایا۔

"اب تم پر حق جتانے کے لیے بھی تمہارے سونے کا انتظار کرنا پڑے گا۔۔ ہوش میں تو تم نے قریب ہونے، چھونے کا بھی حق چھین لیا ہے۔۔"

وہ اٹھ کر اپنا ڈریس لے کر فریش ہونے کے لیے جاتا بڑبڑا رہا تھا۔ یہ تو شکر تھا اس کی نیند گہری تھی۔۔ ابھی بہت انتظار باقی تھا۔۔ اسے اپنے قریب کرنے کے لیے۔۔ اسے نارمل کرنے کے لیے۔۔

وہ داویال جیسا بے صبر تو نہیں تھا کہ پہلی رات طلاق دے دے۔۔اسے اب وہ ساری زندگی خود سے دور نہیں کرنے والا تھا۔۔ ہاں مگر وہ اتنا اچھا اور صبر والا بھی نا تھا کہ اس انتظار میں اس سے دور رہ لے۔۔وہ تہام تھا۔۔اچھا بھی تھا، برا بھی۔۔

نرم مزاج بھی تھا غصہ بھی کر ہی لیتا تھا۔۔

مایا ابھی تک اپنے کانپتے دل کو سنبھال رہی تھی۔۔

وہ شخص عجیب تھا اور اس کا لمس۔۔۔داویال یا کسی بھی دوسرے جیسا سخت تکلیف دیتا لمس نہیں تھا۔۔

اس کے انداز میں نرمی تھی۔۔

•••••••○○○○○○○••••••

حویلی کے لوگ اور ملازمائیں اس سے سنبھل کر رہنے لگے۔۔ سب کو لگا وہ دیکھنے میں معصوم سی گڑیا مزاجاً بہت موڈی اور مغرور ہے۔۔

اس کا خیال رکھنے والی ملازمہ روزانہ اس کے کام کرتی اور خاموشی سے چلی جاتی مگر چھوٹے نوابزادہ کی بیوی نا کسی کو دیکھتی نا بات کرتی تھی۔۔وہ اپنے کمرے سے باہر بھی نہیں نکلتی تھی۔۔

اس کی حقیقت سے کوئی واقف نہیں ہو پایا تھا۔۔

تہام نے پہلی فرصت میں ہی اماں تاجاں سے کانٹیکٹ کر کے مایا کے لینز کا نمبر وغیرہ پتا کیا اور ایک دو دن تک تیار کروا لیے۔۔۔

لینز لا کر اس کو لگا دیئے جن کی وجہ سے دھندلی سہی مگر اس کی بینائی لوٹ آئی۔ لینز لگاتے ہی وہ رخ موڑ گئی، تہام کو اس بار حیرت کے ساتھ غصہ آیا تھا۔۔۔ آخر وہ تہام کو کیوں نظر انداز کرتی تھی۔۔

''تم مجھے دیکھنا نہیں چاہتی؟'' وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا، وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

''اماں تاجاں نے کہا تھا، لڑکا مت دیکھنا اس کی اچھائی دیکھنا۔۔'' اس نے سر جھکا کر وجہ بتائی۔

یہ پہلی بات تھی جو وہ تفصیل سے بولی تھی۔ کیا چیز تھی وہ آخر۔۔ تہام اسے دیکھتا اچانک زور ہنس پڑا۔

وہ بات کر رہی تھی، سامنے تھی اور کتنی معصوم تھی۔۔ تہام کے گرد بہار کا موسم کھلا ہوا تھا۔۔ اس کی معصوم آواز پر۔۔ بات پر۔۔ وہ ہنستا جا رہا تھا۔۔

..●●●●●●○○○○○○●●●●●

وہ بات کر رہی تھی۔۔ سامنے تھی اور کتنی معصوم تھی۔۔ تہام کے گرد بہار کا موسم کھلا ہوا تھا۔۔ اس کی معصوم آواز پر۔۔ بات پر۔۔ وہ ہنستا جا رہا تھا۔۔

اس کے ہنسنے کی آواز پر بے ساختہ مایا نے گردن گھما کر اسے دیکھا۔

سیاہ کرتا شلوار میں اونچا لمبا بے حد دلکش سا وہ اتنا شاندار لگ رہا تھا کہ اسے پینڈو اجڈ حلیہ میں دیکھنے والے دوست اب اسے دیکھ لیتے تو حیرت کے مارے پتھر بن جاتے۔۔ وہ تہام کو تک رہی تھی۔

”اچھائی ہی دیکھ لو میری۔۔ پاگل لڑکی۔۔ کیا تم باتوں کو بس اتنا ہی سمجھتی ہو جتنا کہا جائے؟“

وہ پر شوق نظروں سے اس کا نرم شفاف چہرہ دیکھ رہا تھا۔۔ مایا اس کی بات نہیں سمجھ پائی تھی۔

”کیا میں باہر جا سکتی ہوں۔۔؟“ وہ شاید اندر بند رہ رہ کر اکتا گئی تھی۔ وہ شاید دیکھنا چاہتی تھی کہ اب کہاں ہے۔۔ وہ جان گئی تھی سب اچھے ہیں اب وہ ان اچھے لوگوں کے چہرے دیکھنا چاہتی تھی۔ تہام نے خوشی سے اثبات میں سر ہلایا۔

”آؤ۔۔ سب تم سے باتیں کرنا چاہتے ہیں۔۔“

اس کے گلابی نازک سے ہاتھوں کو نرمی سے تھام کر لبوں سے لگاتا وہ نرمی سے بولا۔۔ مایا نے ہاتھ کھینچنے چاہے مگر وہ اسے کھینچتا ہوا باہر لے گیا۔۔

سب حویلی والے اسے باہر آتا دیکھ کر خوش ہوئے۔۔ وہ پوری آنکھیں کھولے یہاں وہاں۔۔ ایک ایک چیز۔۔ ایک ایک فرد کو دیکھ رہی تھی۔۔ یوں جیسے کوئی انسان پہلی بار کسی سیارے پر پہنچا ہو۔۔

”آ جائیں پیاری گڑیا۔ خوش آمدید۔۔“ بی جان نے خوشی سے بھرپور لہجے میں استقبال کرتے ہوئے اسے اپنے پاس بٹھا لیا۔۔

"اللہ کا شکر ہے آپ ٹھیک تو ہوئیں۔" اسی وقت صدقے کے لیے بکرا قربان کیا گیا۔ اس کے کمرے سے نکلنے کی اطلاع پاتے ہی سب حویلی والے جمع ہو گئے تھے۔

وہ سب کی محبت اور توجہ پر ہلکی پھلکی ہو گئی تھی۔ ہر بات کرنے والے کا چہرہ تکتی۔ ہر پکارنے والے کو جواب دیتی سب کو حیران کر رہی تھی۔

انوکھی لگ رہی تھی، جیسے کوئی بچہ ہو۔۔ جیسے کوئی معصوم سی گڑیا ہو۔۔
سب کی رائے بدل گئی تھی۔۔ وہ تو شاید غرور اور اکڑ کا مطلب ہی نہیں جانتی تھی۔۔ تہام بغور اس کا جائزہ لیتا الجھ رہا تھا۔ وہ بظاہر نارمل ہی تھی مگر نارمل باتوں پر بھی اس کا پُر سوچ انداز اور متوجہ ہونا اسے کھٹکا رہا تھا۔۔ وہ کچھ بول نہیں رہی تھی۔۔ وہ ہر بات پر حیران تھی۔۔ ہر لفظ پر حیران تھی۔۔ تو کیا وہ واقعی ابنارمل تھی۔۔ وہ گھبراہٹ کا شکار ہوا۔
"محفل ختم کریں سب۔۔ ایسا نا ہو یہ تھک جائیں۔۔"
بی جان نے کافی دیر بعد محفل برخاست کروائی۔۔
"آپ جا کر اب ریسٹ کریں۔۔ میں نہیں چاہتی آپ پھر سے تھک جائیں یا آپ کو نظر لگ جائے۔۔"
بی جان نے اپنی نازک سی کانچ کی گڑیا جیسی بہو کو والہانہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا اور اس کا ماتھا چوم لیا۔۔ وہ فرمانبرداری سے سر ہلا گئی۔۔
اس نے آج سب سے بات کی تھی۔۔ تہام کے بڑے بھائیوں سے بھی۔۔ اس کے بابا سے بھی۔۔
اسے سارا مسئلہ بس تہام سے ہی تھا جو اکیلے کمرے میں اس کے ساتھ فری ہونے کی کوشش کرتا تھا یعنی وہ برا تھا باقی سب اچھے تھے۔۔
وہ کمرے میں پہنچی تو لب مسکرا رہے تھے۔۔ اچھے مرد بھی ہوتے ہیں، اچھے لوگ بھی ہوتے ہیں۔۔

تہام کمرے میں آیا تو شکوہ کناں نظروں سے اسے مسکراتا ہوا دیکھنے لگا۔۔

''سنیں۔۔'' وہ کچھ سوچ کر تہام سے مخاطب ہوئی۔۔ پہلی بار۔۔ خود مخاطب ہوئی۔۔اس کے دل میں امید سی جاگی۔خوشی نے سر اٹھایا۔۔

''سناؤ۔۔'' وہ جی جان سے متوجہ ہوتا مسکرایا۔۔

''مجھے گرینی ماما کے پاس لے جائیں۔۔۔ وہ میرے بغیر بیمار ہو جائیں گی اگر میں نے مزید کچھ دن ان پر قرآن نا پھونکا تو وہ مر جائیں گی۔۔اماں تاجاں اور گرینی ماما کے پاس لے جائیں۔۔ پلیز۔۔''

وہ تیزی سے بولی۔۔ تیز تیز سانس لیتی آنسو پینے کی کوشش کر رہی تھی۔۔اسے شاید یقین نہیں تھا وہ مان جائے گا پھر بھی کہہ رہی تھی۔ابھی مسکرا رہی تھی اب یوں ہو گئی جیسے کسی نے گلا دبا دیا ہو۔۔۔ وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔

''میں انہیں لے آؤں گا یہاں۔۔ پریشان مت ہو۔۔ میں ملوانے لاؤں گا ان کو۔۔ ''

تہام نے نرمی سے کہتے ہوئے اسے یقین دلایا۔۔ مایا نم چمکتی آنکھوں سے اس کا مہربان چہرہ دیکھنے لگی۔ اس وقت بہت اچھا لگ رہا تھا وہ۔۔

تہام وہاں سے جا چکا تھا۔۔ وہ اب مایا کو اس گھر نہیں جانے دے سکتا تھا۔۔ داویال اسے دیکھے یہ برداشت بھی نہیں کر سکتا تھا وہ اب۔۔

ویسے بھی چاہتا تھا وہ مایا کی گرینی ماما اور اماں تاجاں کو اس سے ملوائے۔۔اپنا گھر دکھائے تا کہ وہ پر سکون ہو سکیں اور وہ یہ بھی چاہتا تھا وہ مایا کو تہام کے ساتھ جڑے رشتہ کی نزاکتیں اچھے سے سمجھا دیں۔۔اس معاملہ میں وہ مزید مایا سے دوری نہیں برداشت کر سکتا تھا۔۔

•••••••○○○○○○•••••••

تہام وعدہ کے عین مطابق ان دونوں کو حویلی لے آیا تھا۔۔داویال کسی کام سے دوسرے شہر گیا ہوا تھا جب یہ سنا تو حیران ہوا۔۔

"سنو تیمی۔۔ایم سوری بٹ میری گرینی ماما تمہارے گھر میں نہیں رہ پائیں گی۔۔ان کی طبیعت خراب ہو سکتی ہے۔۔ گرمی ہے بہت وہاں۔۔"

داویال نے کال کر کے اسے سمجھانا چاہا۔۔ تہام کو اس کی بات عجیب لگی۔۔یہی سب اس نے مایا کے لیے کیوں نہیں سوچا تھا۔۔ مگر اس نے زیادہ نہیں سوچا اور سر جھٹک کر مسکرایا۔۔

"فکر مت کرو داویال۔۔ ان کو اچھے سے رکھوں گا بس کچھ دن کی بات ہے۔۔ مایا ملنا چاہتی تھی ان سے۔۔"تہام کی بات پر داویال چپ سا ہو گیا۔۔

مایا کے زکر پر اب دل عجیب انداز سے دھڑکتا تھا۔۔

"تو مایا کو کچھ دن کے لیے گھر لے آتے۔۔ سب سے مل لیتی۔۔" دل کی خواہش کو وہ زبان پر لے آیا تھا۔اسے خود بھی احساس نہیں ہوا وہ اب مایا کو دیکھنا چاہ رہا تھا۔۔یاد کر رہا تھا۔۔

"نہیں اسے لانا اچھا نہیں لگا۔۔اسے اب میرے پاس رہنا ہے تو بہتر ہے وہ اپنے پرانے گھر کو بھول جائے۔"

تیمی نے اپنی بات پر زور دیا۔۔وہ واقعی یہی چاہتا تھا مایا حویلی کی عادی ہو جائے۔۔

اس کی بات پر داویال کو غصہ آیا۔۔وہ اب مایا پر حق جمائے گا۔۔؟ وہ کچھ بولنا چاہتا تھا کہ رک گیا۔۔یکدم حقیقت کا ادراک ہوا۔۔یہ حق تیمی کو دینے والا وہ خود تھا۔۔یہ سچائی تلخ تھی۔۔

اس نے خود وہ قیمتی انمول سی گڑیا اس اجڈ دیہاتی تیمور کو کسی ناکارہ چیز کی طرح سونپ دی تھی۔۔وہ کال کاٹ گیا۔۔اندر کہیں گھٹن سی بڑھ گئی تھی۔۔وہ اس لڑکی کو گنوانے کے بعد اس کی محبت میں مبتلا ہو رہا تھا۔۔

اور یہی بات ماننے سے انکاری تھا وہ۔۔

وہاں اماں بی اور اماں تاجاں تیمی کو الگ روپ میں دیکھ کر شاکڈ ہوئی تھیں۔۔

"ایم سوری میں پہلے جس انداز سے سامنے آیا شاید آپ لوگ کو مایوس کیا تھا۔۔میں اسی پریشانی کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں۔۔" نرم دلکش لب و لہجے میں بولتا وہ الگ انسان لگ رہا تھا۔۔بڑی حویلی اور وہاں کے

ملنسار، محبت کرنے والے لوگ۔۔ ان دونوں کی ساری پریشانی اور فکر ہوا ہو گئی۔۔ یقین نہیں آیا کیا واقعی داویال نے اس بار مایا کا بھلا کیا تھا۔۔

مایا سے مل کر انہیں لگا اب اس کی آزمائش ختم ہو چکی ہے۔۔ وہ خود ان دونوں کو ان کے روم میں لایا۔۔ ایک ملازمہ کو سارا وقت ان کا خیال رکھنے کی تاکید کی۔۔ مضبوط سنجیدہ سا تہام ان کے دل میں جگہ بنا گیا تھا۔۔

"کیا داویال جانتے تھے کہ آپ نواب خاندان کے ہیں۔۔؟" اماں تاجاں کو داویال کی اس نیکی پر یقین نہیں آرہا تھا تبھی تہام سے پوچھ لیا۔۔

"نہیں۔۔ وہ یہی جانتا ہے میں ایک غریب عام لڑکا ہوں۔۔ وہ اب تک نہیں جانتا۔۔" تہام نے کندھے اچکا کر لاپروائی سے بتایا۔۔

"ان کو مت بتائیے گا۔۔ یہ اب ایسے ہی چلنے دیں۔۔"

اماں تاجاں سمجھ گئیں داویال اب بھی انتقام لے رہا ہے۔۔ وہ یہ بھی جان گئیں اگر وہ سچائی جان گیا تو ایک بار پھر مایا کو اجاڑنے کے لیے کوئی چال چلے گا۔۔ تہام کو ان کی بات عجیب لگی مگر وہ خود بھی یہی چاہتا تھا سو مان گیا۔۔

●●●●●●○○○○○○●●●●●●

تہام کی بہن ندرت کچھ دن کے لیے حویلی آئی تھیں۔۔ سارا دن مایا کے ساتھ گزار دیتیں۔۔
ان کی بڑی بیٹی بسنت مایا سے ایک سال ہی چھوٹی تھی، مایا کے برعکس وہ شوخ، شرارتی اور تیز طرار تھی۔۔ مایا سے اس کی دوستی ہو گئی۔۔

کمرے میں مایا کو لیے راز و نیاز کرتی رہتی جن میں آدھی باتیں مایا کے سر کے اوپر سے گزر جاتی تھیں اور آدھی باتوں کو بس سمجھنے کی ہی کوشش کرتی رہ جاتی تھی۔۔

''سنیں مایا۔۔ فرسٹ نائٹ چھوٹے ماموں نے پہلا پہلا کیا ڈائلاگ بولا تھا۔۔؟'' وہ بے حد شوخی اور رازداری سے پوچھ رہی تھی۔ مایا ہونق زدہ سی اسے دیکھنے لگی۔۔

''ڈائلاگ۔۔؟ پتا نہیں۔۔ مطلب سب بولتے رہے تھے۔۔ میں نے کچھ نہیں سنا تھا۔۔'' مایا نے سادگی سے بتایا۔۔ بسنت اس کا منہ تکنے لگی۔۔

''جب سنا تھا تب کا بتا دیں۔۔۔ کیا ڈائلاگ بولا۔۔؟''

بسنت نے ہار نہیں مانی تھی۔۔ مایا کی نظر اور توجہ اس کے نیل پینٹ لگے ہاتھوں پر تھیں۔۔

''پتا نہیں۔۔ یاد نہیں۔۔'' وہ نفی میں سر ہلا گئی۔۔ اسے وہ ناخن اچھے لگ رہے تھے۔۔

''آپ کو کچھ بھی نہیں یاد۔۔؟'' بسنت تو حیران رہ گئی۔۔ پھر اچانک کسی خیال پر شوخ ہوئی۔۔

''سنیں۔۔ آج آئیں نا ماموں تو پوچھنا ان سے کہ کیا ڈائلاگ بولا تھا انہوں نے۔۔ پھر بتانا مجھے۔۔''

وہ شریر ہوئی، مایا نے سر ہلا دیا۔۔ اسی وقت تہام کمرے میں آیا تو بسنت اچھی بچی بن گئی۔۔

"کیسی ہو بلی۔۔" وہ مسکرا کر بسنت سے ملتا جانتا نہیں تھا وہ چھوٹی بلی کچھ دیر پہلے اس کی بیوی سے کیسے سوالات کر رہی تھی۔۔ ایک نظر مایا کو دیکھا جسے ہمیشہ کی طرح اس کے آنے جانے کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔

"میں ٹھیک ماموں۔۔ آپ سنائیں۔۔" بسنت چہک کر لاڈ سے بولتی تہام کے گلے لگی۔۔

"بسنت۔۔ کیا تم۔۔۔ مجھے وہ کر دو گی۔۔؟" مایا کا صبر جواب دے گیا تھا۔۔ اس کے نیلز کی طرف اشارہ کر کے اپنے سامنے کیسے بول رہی تھی۔۔ اس کے ملائم گلابی ہاتھوں کو دیکھ کر تہام نے بمشکل نظریں پھیریں اور اپنا ڈریس لے کر فریش ہونے چلا گیا۔۔ بسنت باہر گئی اور کچھ ہی دیر بعد لوٹی تو ہاتھ میں اس کے لیے ریڈ نیل پینٹ تھا۔

"تیمی ماموں کو مت بتایئے گا میں نے جو ابھی پوچھا۔ وہ بہت غصہ ہوں گے۔۔" بسنت نیل پینٹ لگاتے ہوئے سرگوشی میں ہدایت دینے لگی۔۔ مایا جو اپنے ہاتھوں پر لگتے نیل پینٹ کو دیکھ کر خوش ہو رہی تھی جلدی سے سر ہلا گئی۔۔ بسنت تہام کے آنے سے پہلے کمرے سے جا چکی تھی۔۔

تہام فریش ہو کر نکلا تو وہ پھونک مار مار کر نیل پینٹ خشک کرتی اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔۔ سفید ہاتھوں پر لگا ریڈ نیل پینٹ بہت دلکش لگ رہا تھا۔ وہ نوٹس کر رہا تھا جب سے اس کی گرینی اور اماں تا جاں حویلی آئے تھے وہ کافی گھل مل گئی تھی سب سے۔۔ پہلے کی نسبت بات بھی کرتی تھی اور کچھ پر اعتماد لگنے لگی تھی۔۔

وہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑا بال برش کر کے پرفیوم سپرے کرتا اسی کو دیکھ رہا تھا۔۔

”سنیں۔۔۔ کیا آپ کو یاد ہے فسٹ نائٹ آپ نے مجھ سے پہلا کیا ڈائلاگ بولا تھا۔۔؟“ تہام جھٹکا کھا کر پلٹا اور کچھ جھجک کر اس سے پوچھتی مایا کا چہر دیکھنے لگا۔ وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ انداز میں سادگی تھی۔۔

”کیوں تم ڈائلاگ سننا چاہتی ہو۔۔؟“ وہ اس کے پاس آکر گھمبیر لہجے میں بولا۔۔ اسے دیکھتے ہی آنکھوں میں خود بخود خمار اتر آتا تھا۔۔

”جی۔۔ نہیں میں بس۔۔“ تہام کے ہاتھ تھامنے پر وہ ہکلا کر پیچھے ہوتی ہاتھ چھڑوا گئی۔۔

”بس یونہی جاننا تھا۔۔ کیا بولا تھا۔۔“ وہ بسنت کا زکر نہیں کر سکتی تھی نا اسے بہانہ بنانا آیا۔۔

تہام اس کے دور ہونے پر لب بھینچ کر ضبط کر گیا۔

”پاس آؤ پھر بتاتا ہوں۔۔“ اس نے ہاتھ بڑھا کر شرط رکھی۔۔ مایا فوراً نفی میں سر ہلا گئی۔۔

”نہیں دور رہیں۔۔ یہ نیل پینٹ خراب ہو جائے گا۔۔“

وہ مزید دور ہوتی اسے دور رہنے کی درخواست کر رہی تھی۔۔ بودا سا بہانہ بناتی اسے مزید متوجہ کر گئی۔۔

سیاہ لباس میں اس کی شفاف رنگت دمک رہی تھی، مومی ہاتھوں پر لگا ریڈ نیل پینٹ۔۔

گھبرایا ہوا چہرہ اور اس کے گرد پھیلی آوارہ لٹیں۔۔

کپکپاتے ہونٹ۔۔ تہام کا صبر جواب دینے لگا۔۔

”یہ خشک ہو چکا ہے۔۔پریشان مت ہو۔۔“

اس کے ہاتھ تھام کر اپنی طرف کھینچتا نرمی سے بولا۔۔مایا کا دل خوف سے لرزا۔۔

”د۔۔دور رہو۔۔ چھوڑو۔۔“ وہ خوف سے زرد پڑنے لگی۔۔

”اگر نا چھوڑوں تو۔۔؟“ اس کی پشت کے گرد ایک بازو پھیلا کر خود سے لگاتے ہوئے وہ بولا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے بال سمیٹ کر اس کی پھیلی ہوئی آنکھوں میں جھانکا۔۔مایا کو لگا اس کی روح پرواز کر جائے گی۔۔ خوف سے جسم بری طرح لرزنے لگا۔۔ کمر کے گرد لپٹا بازو اسے تکلیف دینے لگا۔ تہام اس کی حالت دیکھتا پریشان ہوا۔

یہ جھجک یا شرم نہیں تھی، یہ گریز بھی نہیں تھا۔۔ یہ خوف تھا مگر یہ خوف کیوں تھا۔۔اس کی آنکھوں میں دہشت تھی چہرہ بالکل زرد۔۔

”مایا ریلیکس ہو جاؤ میری جان۔۔ڈر کیوں رہی ہو۔۔“اس نے نرمی سے اسے سینے سے لگا کر تھپکا۔

”چھوڑو۔۔مجھے چھوڑ دو پلیز۔۔ چھوڑو مجھے خدا کے لیے۔۔۔م۔۔مجھے جانے دو۔۔۔“

وہ اس کے سینے سے لگی کپکپاتی بے جان آواز میں بولتی تہام کو مزید الجھا گئی۔۔

وہ اس سے دور ہوا۔۔ حیرت سے دیکھنے لگا۔۔ وہ رک رک کر سانس لے رہی تھی۔۔ جسم بری طرح لرز رہا تھا چہرہ پسینے سے تر ہو گیا تھا۔۔ خوف سے پھیلی آنکھوں سے تہام کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے وہ دشمن ہو۔۔ ظالم ہو۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا یا کہتا وہ بے جان ہوتی زمین پر گری۔۔۔

”مایا۔۔“ تہام کے لب پھڑپھڑائے۔۔وہ واقعی نارمل نہیں تھی۔۔اس کی اس حالت نے اسے ٹھٹکا دیا تھا۔۔اسے نرمی سے اٹھا کر بستر پر لیٹا تا وہ فکر مندی سے اس کی پیشانی پر لب رکھ گیا۔۔

••••••○○○○○○••••••

اماں تاجاں بے ہوش پڑی مایا کے سرہانے بیٹھی تھیں۔۔بی جان اور ندرت آپا بھی وہیں موجود تھیں۔۔ ڈاکٹر نے چیک کر کے بے ہوشی کی وجہ خوف بتایا تھا۔۔ تہام اب کچھ فاصلہ پر کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔ایسا کیا کر دیا تھا اس نے کہ وہ بے ہوش ہوئی۔۔

”کیا ان کے ساتھ کوئی مسئلہ ہے۔۔پہلے روز بھی اس طرح بیمار ہوئیں۔۔“بی جان نے فکر مندی سے اماں تاجاں سے پوچھا۔وہ بوکھلا گئیں۔۔

”نہیں بس چھوٹی ہے۔۔ کبھی کبھی ڈر جاتی ہے۔۔“

وہ نظریں چرا رہی تھیں۔۔ تہام انہیں دیکھ رہا تھا۔۔بی جان نے سر ہلایا۔۔کچھ دیر بعد اسے ہوش آیا۔ تہام بے ساختہ آگے بڑھا مگر وہ اسے دیکھتی خوفزدہ ہو گئی۔۔

”مجھے یہاں سے لے جائیں۔۔ گرینی کے پاس جانا ہے مجھے۔۔مجھے اس کے پاس نہیں رہنا۔۔مجھے ڈر لگتا ہے اس سے۔۔یہ میرے ساتھ زبردستی۔۔“

وہ رو رو کر اماں تاجاں سے فریاد کرتی ان کے سینے میں پناہ ڈھونڈ رہی تھی۔۔ آگے بڑھ کر اس کی پشت سہلاتی بی جان ساکت ہو گئیں۔۔ ندرت نے بھی پریشانی اور حیرت سے مایا کی بات سنی۔۔

تہام اپنی جگہ جم گیا۔۔ شرمندگی اور خفت کا شدید احساس ہوا تھا کہ وہ آگے بڑھ کر اسے دیکھ بھی نہیں پایا۔۔ اماں تاجاں گھبرا گئی تھیں۔۔

"گڑیا ایسا نہیں کہتے۔۔ اے۔۔ ایسا نہیں ہے یہ بس۔۔"

اماں تاجاں اسے سنبھالتی بی جان اور ندرت کی سوالیہ نظروں پر بوکھلا کر وضاحت دے رہی تھیں۔

تہام جھٹکے سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔۔

"تیمی کو سمجھائیں گے ہم۔۔ مگر یقیناً بچی کو غلط فہمی ہوئی ہے وہ ایسا نا سمجھ نہیں۔۔"

بی جان کو وضاحت دیتے ہوئے شرمندگی محسوس ہوئی تھی۔۔ مایا کی بات نے ان کا دماغ ہلا دیا تھا۔۔

"نہیں بس یہ ڈر گئی ہو گی۔۔ میں جانتی ہوں تہام بیٹا ایسے بالکل نہیں۔۔ میں اسے سمجھاؤں گی۔۔"

اماں تاجاں نے جلدی سے کہا، مایا کی حالت ان سب کو مشکوک کر سکتی تھی۔۔ وہ پریشان ہوئیں۔۔

••••°°°••••°°°••••

وہ پوری رات نواب حویلی سے دور فام ہاؤس میں رہا تھا۔۔ مایا کا رویہ معمولی نہیں تھا۔۔

اس کا رویہ اسے اندر سے مسلسل جیسے کچل رہا تھا۔۔

ایسا تو کوئی انتہائی شرمیلی لڑکی بھی نا کرے جیسا اس نے کیا۔۔ وہ ناسمجھی میں مبتلا نہیں تھی، اس کی آنکھوں میں واضح خوف تھا۔۔اس کے الفاظ عجیب تھے۔۔ یہ نارمل ری ایکشن نہیں تھا۔۔

وہ تو بہت پیار اور نرمی سے چھوتا تھا اسے۔۔ پھر اسے کس حرکت سے لگا کہ وہ زبردستی کر رہا ہے۔۔۔

کیوں لگا اسے۔۔ تہام کی پاکیزہ محبت کے لیے یہ بات تازیانہ تھی، وہ اسے حوس پرست سمجھ رہی تھی۔۔؟

کیا واقعی وہ بس ابنارمل تھی اس لیے ایسا کیا۔۔؟

تہام کو یقین نہیں تھا اس بات پر۔۔اسے لگا کوئی بات ہے جو چھپائی گئی ہے۔۔ کچھ ایسا جو داویال بھی جانتا تھا۔۔جو مایا کی فیملی جانتی ہے۔۔

کوئی حادثہ یا کچھ اور۔۔۔ کچھ ضرور تھا۔۔

پوری رات سوچ سوچ کر پاگل ہو گیا تھا وہ۔۔ نا سو پایا نا سکون ملا۔۔اسے مایا ضرور چاہیئے تھی مگر ایسی حالت میں نہیں۔۔ نا وہ کوئی ایسا ظرف والا تھا کہ مایا کا یہ بچگانہ رویہ خندہ پیشانی سے قبول کر لے۔۔ رشتہ کو وقت دینا الگ بات تھی اور رشتہ کو ہمیشہ کے لیے اسی طرز پر رکھنا الگ تھا۔۔

اس کی آنکھیں نیند نا کرنے اور تھکن سے سرخ پڑ رہی تھیں، صبح صادق دکھتا سر لیے واپس ہوا تھا۔۔

روشنی ابھی سہی سے نہیں پھیلی تھی اور حویلی میں ابھی سب سو رہے تھے۔۔

وہ اپنے کمرے میں پہنچا، مایا کی فکر بھی تھی اسے۔۔ جانے اس نے رات کیسے گزاری ہو گی۔۔

مگر کمرے میں جا کر اسے شاک لگا۔۔وہ کہیں نہیں تھی یعنی وہ واقعی تہام کے پاس رہنے کو تیار نہیں تھی اور اس کے کہنے پر اسے روم سے لے جایا گیا؟

اس کا غصے کی شدت سے جی چاہا پوری حویلی کو تہس نہس کر دے۔۔ضبط سے جبڑے بھینچتے وہ خوں رنگ آنکھیں میچتا بستر پر دراز ہوا۔۔

صبر کی ایک حد ہوتی ہے اور تہام اس حد سے گزر چکا تھا۔۔دن پھیلتے ہی وہ بی جان یا کسی کی بات سنے بنا اماں تاجاں اور اماں بی کے پاس پہنچا۔۔

مایا اپنی گرینی ماما کے پہلو میں سو رہی تھی، پتا چلا اسے کافی بخار بھی ہے۔۔وہ ٹھٹک گیا۔۔

"آپ سے بات کرنی ہے۔۔زرا آیئے باہر۔۔"

مایا پر ایک گہری نظر ڈال کر اماں تاجاں کو مخاطب کیا اور حویلی کے پچھلے باغ کی جانب بڑھ گیا۔اماں تاجاں بھی سر جھکائے اس کے پیچھے پہنچیں۔۔درختوں کے پاس گھاس پر ایک جگہ لکڑی کی کرسیاں اور میز رکھی تھیں۔۔

وہ وہیں بیٹھ کر انہیں بھی بیٹھنے کا اشارہ دے گیا، چہرہ اتنا سخت اور سنجیدہ تھا کہ وہ خود بھی ڈر گئیں، جانے اب کیا بول دے وہ۔۔

"مایا کی حالت کی سب سچائی بتائیں مجھے۔۔"

وہ سنجیدگی سے بولا تھا، انہوں نے پہلو بدلا۔۔

''نہیں بیٹا ایسا نہیں۔۔بس بچی ہے تو گھبرا گئی۔۔''

وہ شرمندگی اور پریشانی سے بولیں۔۔

''نہیں ہے وہ بچی۔۔ناسمجھ اور نادان ہونا الگ بات ہے۔۔اٹھارہ سال کی لڑکی اب اتنی بچی بھی نہیں ہوتی کہ میاں بیوی کا رشتہ نا سمجھ سکے۔۔''

وہ سرد لہجے میں غرایا۔۔اس وقت دھیمے ٹھنڈے مزاج کا تہام بالکل نہیں لگ رہا تھا۔۔

''وہ دماغی طور پر ٹھیک نہیں ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ کیوں ہوئی ہے وہ ایسی۔۔کیا وجہ ہے۔۔؟ مجھے اس کا ماضی جاننا ہے۔۔''وہ آخری جملے کے ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولا۔۔انداز دوٹوک تھا اور لہجہ اٹل تھا۔۔یعنی اب یہ بات وہ جانے نہیں دے سکتا تھا۔۔بہت کچھ سمجھ گیا تھا بس حقیقت جاننا باقی تھی۔۔وہ باشعور انسان تھا، پاگل یا کم عقل نہیں جسے بہلایا جا سکے۔۔

وہ اپنی محبت کے سامنے شرمندہ ہوا تھا۔۔کیسے جانے دیتا۔۔محبت اپنی جگہ۔۔عزت نفس اپنی جگہ۔۔

اماں تاجاں نے بے بسی سے سر جھکا دیا۔۔

••••••○○○○○○••••••

ماضی-:

مسز ارم یزدانی کے چار بچے تھے۔۔ تین بیٹے اعظم یزدانی، عظیم یزدانی، نعیم یزدانی اور ایک بیٹی فخر یزدانی جو کہ دو بھائیوں سے چھوٹی اور نعیم سے بڑی تھیں۔۔

مسز ارم کے ہزبینڈ کافی سال پہلے انتقال کر گئے تھے۔۔ انہوں نے ایک بوتیک چلا کر اپنے بچوں کو پالا اور کامیاب بنایا۔۔

فخر کی شادی مسز ارم نے اپنی ایک دوست کے گھر کی۔ تینوں بھائی ایک ساتھ یزدانی ولا میں اچھی زندگی گزار رہے تھے۔۔

اعظم اور عظیم کی بیویاں آپس میں بہنیں تھیں۔

اعظم کے تین بچے تھے بڑا ارول پھر داویال اور چھوٹی سبرینہ۔۔۔ جبکہ عظیم کے دو ہی بچے تھے۔ ارمان اور مایا۔۔ فخر کی ایک اکلوتی بیٹی تھی شیریں۔۔

نعیم کی شادی ان کی پسند سے ہی ان کی کلاس فیلو سی کی گئی۔۔ شادی کے چند دن بعد فخر کے ہاں دعوت پر سب گھر والوں کو جانا تھا۔

داویال ضد کر کے سکول ٹرپ کے ساتھ چلا گیا اور مایا کی طبیعت خراب کی وجہ سے مسز ارم اسے سنبھالنے کے لیے گھر رک گئیں۔۔

باقی سب دعوت کے لیے ایک ساتھ ایک چھوٹی فیملی کوسٹر میں گئے تھے، گھر میں مایا اور مسز ارم کے ساتھ ان کی پرانی ملازمہ اماں تاجاں رک گئی تھیں۔۔

اس روز گھر سے ہنستے کھلکھلاتے جانے والے سب ایک بڑے روڈ ایکسیڈنٹ کا شکار ہو کر ہاسپٹل پہنچ گئے تھے۔۔ کچھ افراد موقع پر جان دے گئے اور کچھ ہاسپٹل میں جا کر مر گئے۔۔

اس بھرے پرے گھرانے میں کوئی نہیں بچا تھا سوائے مسز ارم اور ان دو بچوں کے۔۔ مایا اور داویال۔۔۔

یزدانی ولا کی رونق کو ظالم موت کی آندھی نے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ مسز ارم ڈھے گئیں اور شاید اس صدمہ کے بعد زندہ نا بچتیں مگر ان دو جانوں کے لیے انہیں خود کو سنبھالنا پڑا اور جینا پڑا تھا۔۔

وقت گزرنے کے ساتھ غم کی شدت میں کچھ فرق آیا تھا مگر وہ تینوں گم صم سے ہو گئے تھے۔۔

مایا ہمیشہ سے بہت ایکٹیو، شرارتی اور ذہین بچی تھی مگر گھر کے سب افراد کا ایک ساتھ کھو جانا اسے سہا گیا تھا۔۔ اس کے معصوم دماغ کو ایک جھٹکا لگا تھا۔۔ داویال نے گھر سے باہر دوستوں میں پناہ ڈھونڈنا شروع کر دی تھی۔۔

واحد اماں تاجاں تھیں جو تینوں کا سہارا بنی رہیں۔۔ داویال نے جلد خود کو سنبھال لیا تھا وہ فطرتاً لاپرواہ تھا۔۔ حادثہ نے جھٹکا دیا مگر وہ دوستوں کی گیدرنگ میں اچھا ہونے لگا۔۔

مسز ارم نے اپنی پرانی بوتیک پھر سے اوپن کر لی، مایا چھوٹی تھی اسے اماں تاجاں سنبھالنے لگیں۔۔

داویال کالج بوائے بن گیا تھا۔۔ اس پر توجہ بڑھا دینی چاہیئے تھی مگر کم ہوتی چلی گئی تھی۔۔ اس نے خود کو سنبھال لیا تھا۔۔ کیسے؟ وہ کوئی نہیں جان پایا۔۔

وہ ایک عام سا دن تھا، ارم بیگم طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے بوتیک سے آ کر دوپہر میں سو رہی تھیں کہ پچھلے لان کی طرف بنی کھڑکی سے ہنسنے بولنے کی آتی آوازوں پر جاگ کر کھڑکی سے باہر جھانکا۔۔ لان میں داویال کے عجیب حلیہ والے لڑکے دوست اور ایک لڑکی بیٹھی تھی۔۔ داویال نے مایا کو بھی وہیں بٹھایا ہوا تھا، تب ہی ان کے سامنے ایک لڑکے نے ہنستے ہوئے مایا کا ہاتھ تھاما اور اس کے ملائم گال پر ہاتھ پھیرا۔۔ اس کا انداز برا تھا اور نظر بھی گہری تھی۔۔ ارم بیگم کی جان نکل گئی۔۔ مایا نو سال کی تھی اتنی بچی بھی نا تھی۔۔

ان لڑکوں کے حلیے عجیب تھے، شرٹس کے بٹنز کھلے تھے، گلے میں چینز اور بینگلز پہنے لوفر سے۔۔

وہ تیر کی طرح ان کے سر پر پہنچیں تو داویال ہنستے ہوئے اس لڑکے کو ٹوک رہا تھا۔۔انہوں نے داویال کو جا کر بری طرح ڈانٹا اور اس لڑکے کو بھی ڈانٹ کر وہاں سے نکل جانے کا کہا۔۔

وہ اب دیکھ رہی تھیں داویال کی صحبت کیسی تھی، وہ بری طرح ڈر گئیں۔۔مایا کو اپنے سینے میں بھینچتے ہوئے سب سے چھپا لیا تھا جیسے۔۔

وہ تن فن کرتے نکل گئے، وہ لڑکی بھی جانے لگی۔۔

"اریب میری بات سنو۔۔" داویال بوکھلا کر سب کو جاتا دیکھنے لگا۔۔لڑکی کو آواز دے کر روکتے ہوئے سخت نظروں سے اندر جاتی دادی کو گھورا تھا۔

"میں نہیں رکوں گی داویال کیونکہ میرے بھائی کی یہاں سب کے درمیان انسلٹ کی گئی ہے۔۔اب جب تک تمہاری گرینی اس سے سب کے درمیان سوری نہیں کریں گی مجھ سے مت ملنا تم۔۔"

وہ بھڑاس نکال کر جا چکی تھی اور وہ اپنی گرینی کے سر پر پہنچا تھا۔۔وہ اس سب سے پریشان ہو چکی مایا کو روم میں بھیج چکی تھیں۔۔

"اتنا ہائپر ہونے کی ضرورت کیا تھی، میں اسے منع کر رہا تھا ناں گرینی۔۔"

اس کی بات پر وہ جھٹکے سے مڑیں۔۔

"داویال مایا چھوٹی بہن ہے تمہاری۔۔ وہ لڑکا اتنی بے ہودہ حرکت کر رہا تھا اور تم اتنے پیار سے ٹوک رہے تھے۔۔؟ اس کے ہاتھ کیوں نہیں توڑ دیئے۔۔

تم جانتے ہو لڑکی ایک کانچ کی طرح ہوتی ہے، اس پر ایک میلی نگاہ پڑنے سے بھی دراڑ پڑ جاتی ہے۔۔ اور یہاں تم کانچ ٹوٹتا دیکھتے رہے؟"

انہوں نے دکھ سے داویال کو دیکھا۔ وہ ہمیشہ سے لاپرواہ اور ضدی تھا مگر اتنا لاپرواہ ہو گا، وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھیں۔۔

"اوکے میں مانتا ہوں۔۔ ایم سوری۔۔ بٹ اریب۔۔ وہ ناراض ہو گئی ہے گرینی اینڈ آئی لو ہر۔۔" وہ پریشانی سے بول رہا تھا۔۔ اب بھی اسے اریب کی فکر تھی۔۔

وہ مان گیا یعنی وہ جانتا تھا مایا کے ساتھ غلط ہوا مگر وہ پھر بھی اریب کے لیے پریشان ہوا۔۔

"اپنے بھائی کی حرکت دیکھ کر بھی وہ تم سے ناراض ہوئی۔۔؟ اچھا ہے پھر ایسی بے شرم اور بے ہودہ حلیہ والی لڑکی ویسے بھی تمہارے لیے اچھی نہیں ہے۔۔ وہ کیسے گھرانے سے تعلق رکھتی ہے کہ بھائی کے ساتھ لڑکوں کی محفلوں میں بیٹھتی ہے۔۔"

انہوں نے غصہ ضبط کر کے نرمی سے سمجھایا۔۔

"وہ برے لوگ نہیں ہیں گرینی۔۔وہ اچھی ہے۔۔"

وہ چیخا تھا۔۔ارم بیگم نے دیکھ لیا وہ بری طرح ان کے ساتھ جڑ چکا ہے۔۔وہ ان کے ہاتھ سے نکل چکا تھا۔۔وہ پریشان ہوئیں۔۔

"بس داویال اب تم ان سب سے نہیں ملو گے۔۔۔ برا مت ماننا بیٹا وہ شریف لڑکی نہیں۔۔اس کا لباس نامکمل تھا اور وہ تمہارے علاوہ تمہارے دوستوں کے ساتھ بھی قہقہے لگا رہی تھی۔۔

میں چاہتی ہوں کوئی بری نگاہ میری گڑیا پر نا ڈالے ،آج اس لڑکے کی حرکت سے شاک پہنچا۔۔اس کے رکھوالے بنو نا کہ بے عزت کرواؤ اسے۔۔

آئیندہ تمہارے دوست گھر نا آئیں ،یہ بات سن لو۔۔۔"

وہ سمجھا کر اندر چلی گئیں اور داویال غصہ سے باہر نکل گیا۔۔انہیں لگا وقتی غصہ ہے وہ سنبھل جائے گا۔۔ مگر یہ بات ختم نہیں ہوئی تھی۔۔

داویال نے کسی طرح اریب کو منا لیا تھا۔۔ وہ پھر سے گردن اکڑا کر ان کے گھر آنے لگی۔۔ مسز ارم خاموش ہو گئیں اور اماں تاجاں کو مایا کے ساتھ سائے کی طرح رہنے کی تاکید کر دی۔۔

اس روز اریب گھر آئی تو ڈرائنگ روم میں مایا سکول بیگ کھولے بیٹھی تھی۔۔ سامنے ٹیبل پر ہوم ورک کے لیے کاپیز بکھری ہوئی تھیں۔۔اماں تاجاں اس کے پاس سے اٹھ کر مغرب پڑھنے چلی گئیں اور اس کے بعد رات کا کھانا تیار کرنا تھا۔۔

اریب کی شاطر نظریں اس معصوم سی گڑیا پر جم گئیں جس کی جلد بہت شفاف اور ملائم تھی۔۔اس نے مکمل لباس پہنا ہوا تھا۔۔وہ اتنی حسین تھی کہ اریب کو حسد محسوس ہونے لگا تھا۔

''ہیلو ڈول۔۔کیا کر رہی ہو۔۔؟'' وہ لبوں پر مسکراہٹ پھیلاتی مایا کو مخاطب کر گئی۔مایا نے چونک کر اسے دیکھا اور مسکرائی۔۔

''ہوم ورک کر رہی ہوں۔۔کیا آپ سموکنگ بھی کرتی ہیں۔۔'' مایا نے بتاتے ہوئے اس کے ہاتھ میں جلتی سگریٹ کو دیکھا جو وہ لبوں سے لگا رہی تھی۔۔

''ہاں۔۔یہ اچھی ہوتی ہے۔۔حیران کیوں ہو۔۔سب ہی کرتے ہیں۔۔داویال بھی کرتا ہے کیا تم نہیں جانتیں۔۔؟''

اریب قہقہہ لگا کر بولی تھی۔۔مایا حیرت سے نفی میں سر ہلانے لگی۔۔

''ٹیسٹ کرو یہ اچھی ہے۔۔کم آن ٹرائی تو کرو۔۔۔''

اریب نے اچانک چمکتی آنکھوں سے مایا کو دیکھا۔

اسی وقت بوتیک سے واپس آئی مسز ارم نے اریب کو زبردستی مایا کو سگریٹ دیتے دیکھا تھا۔۔

''خبردار مایا۔۔'' سگریٹ لیتی مایا ان کی تیز آواز پر خوفزدہ ہو کر جلدی سے پیچھے ہوئی۔۔

''تم گھٹیا لڑکی۔۔یہاں قدم رکھنے کی ہمت کیسے ہوئی۔۔؟'' مسز ارم نے غصے سے اریب کو دیکھا، وہ گڑبڑا گئی۔۔ان کی آواز پر داویال بھی باہر آیا۔۔وہ اسی وقت نہا کر نکلا تھا۔

”گرینی ماما پلیز۔۔“ وہ جلدی سے آگے ہوا۔

”اس لڑکی کو یہاں سے لے جاؤ! ایسی اوباش لڑکیوں کی میرے گھر میں کوئی جگہ نہیں۔۔ یہ میری مایا کو بگاڑنا چاہتی ہے۔۔۔ بے غیرت۔۔“ وہ غصے سے بول رہی تھیں، اریب نے شکایتی نظروں سے داویال کو دیکھا۔

”گرینی ماما۔۔ یہ بھی مایا جیسی ایک لڑکی ہے جس کے لیے آپ اتنے برے الفاظ بول۔۔

”اسے مایا کے ساتھ مت ملاؤ داویال۔۔“ داویال بولنے لگا تھا جب مسز ارم نے دھاڑ کر اس کی بات کاٹی اور تنفر سے اریب کو دیکھا۔۔

”یہ مایا جیسی نہیں ہے۔۔ میری مایا نے کبھی ایسے بے ہودہ کپڑے نہیں پہنے۔۔ نا کبھی سگریٹ پی نا ہی لڑکوں سے دوستیاں ہیں اس کی۔۔ نا یہ روڈز پر آوارہ گھومتی ہے۔۔۔ میری مایا معصوم ہے، پاک ہے۔۔ مایا تو کانچ کی گڑیا ہے جس پر کوئی دراڑ تک نہیں۔۔“

اریب کا چہرہ توہین کے احساس سے سرخ ہوا۔۔ ایک جتاتی غصیلی نگاہ وہ داویال پر ڈالتی وہاں سے چلی گئی۔۔

ننھی مایا پریشان سی سب دیکھ سن رہی تھی ..

کچھ وقت پہلے یہاں امن سکون تھا اور اب۔۔ اماں تاجاں بھاگ کر آئیں اور اسے پکڑ کر اس کے روم میں لے گئیں۔۔

”بہت غرور ہے ناں آپ کو مایا پر کہ دوسروں کی بیٹیوں پر کیچڑ اچھالتی ہیں آپ۔۔ یاد رکھئیے گا وقت ایک جیسا نہیں رہتا گرینی ماما۔۔“

داویال غصے سے چیخ رہا تھا، اس کی آنکھوں میں اس وقت نفرت اور غصہ تھا۔۔

”بکواس بند کرو داویال۔۔ یہ کیا بات کر رہے ہو۔۔“

وہ بے یقینی سے اپنے ہی پوتے کو دیکھنے لگیں۔۔ وہ رشتے بھول گیا تھا، لحاظ بھی بھول گیا۔۔ وہ پیر پٹختا جا چکا تھا، انہیں لگا وہ غصے میں لحاظ کھو گیا۔۔ جب ٹھنڈا ہو گا تو سنبھل جائے گا۔۔

وہ نہیں جان پائیں ان کے آج کے الفاظ مایا کے لیے کیا دن لائیں گے، اندازہ بھی ہو جاتا تو کبھی نا بولتیں۔۔ کاش وہ ساری عمر کے لیے اپنی زبان بند کر لیتیں۔۔

یہ اس واقعہ سے دو دن بعد کی بات تھی جب مسز ارم اپنی بوتیک پر بزی تھیں۔۔ اماں تاجاں کو پیغام بھیجا کہ وہ رات کو آئیں گی۔۔ اماں تاجاں سہ پہر کے وقت چائے پی کر کچھ ہی دیر بعد چکراتے سر کو صوفہ پر ٹکاتیں بے ہوش ہو چکی تھیں۔۔

ان کو دیکھتے داویال کے چہرہ پر پر اسرار مسکراہٹ تھی، مایا ہمیشہ کی طرح ان کے قریب بیٹھی ہوم ورک کر رہی تھی۔ داویال نے مسز ارم کو گھر کے فون سے کال ملائی، وہ جانتا تھا اس کی کال وہ نہیں کاٹیں گی، وہ بزی تھیں اور کال لمبی ہو سکتی ہے۔۔ وہ بار بار ہولڈ کر کے کسٹمرز کو بھی ڈیل کر رہی تھیں۔۔

وہ کال ملاتے ہی معافی تلافی کے بہانے بات لمبی کرتا ہولڈ کے دوران ہی اپنے موبایل سے ڈرائیور ظفر کو کال ملا گیا۔۔

"مایا کو گرینی کے پاس لے جاؤ۔۔انہوں نے کہا وہ لیٹ ہیں مایا گھر پر بور ہو گی۔۔" اسے مایا کو گرینی کے پاس چھوڑنے کا کہا۔وہ جانتا تھا ظفر مسز ارم سے کنفرم ضرور کرے گا۔۔

کال ہولڈ پر تھی ظفر مایوس ہو کر مایا کو بوتیک لے جانے لگا۔مایا سے جو بھی کہا جائے، وہ تو وہی کرتی تھی۔۔اسے کہا گیا گرینی ماما نے بلوایا ہے، وہ چل پڑی۔۔تب بھی سوال نہیں کیا۔۔

ظفر اسے باہر بوتیک کے دروازے پر ہی اتار کر چلا گیا تھا مگر وہ بوتیک کے اندر نہیں جا پائی۔۔

جب تک مسز ارم فری ہو کر گھر آئیں مایا گھر پر نہیں تھی۔۔اماں تاجاں نیند میں گم تھیں، پورا گھر چھان لیا گیا، مایا کہیں نا ملی۔۔داویال خاموشی سے تماشہ دیکھ رہا تھا۔۔

ملازمین کو جمع کر کے ان سے پوچھا گیا۔۔

"میں آپ کے پاس لے گیا تھا، داویال صاحب نے مجھے کہا تھا۔۔" ظفر نے حیرت سے بتایا۔۔

"نہیں میں نے گرینی ماما سے بات کی اور فرینڈز کے پاس چلا گیا۔۔میں نے ایسا نہیں کہا ظفر۔۔"

داویال بالکل مکر گیا، ارم بیگم پاگل ہونے لگیں۔۔

الزام ظفر پر آیا تھا، وہ سچا تھا مگر غریب ملازم تھا۔۔اس کی بات کی ایک مالک کے سامنے کوئی حیثیت نہیں تھی، اس کے پاس کوئی گواہ نہیں تھا۔۔

اسے سنا نہیں گیا، بس سزا سنائی گئی۔۔ مایا کو زیادہ ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں پڑی تھی۔۔

ابھی اس کی تلاش شروع ہوئی تھی کہ وہ خود آگئی۔۔ آئی نہیں بلکہ لائی گئی تھی۔۔

ہوش حواس سے بیگانہ۔۔ جگہ جگہ سے پھٹا لباس اور زخمی عریاں وجود۔۔ اس کی حالت سے بڑھ کر تکلیف دہ وہ منظر تھا۔۔ اسے لانے والا وہی لوفر لڑکا تھا جس کے ہاتھ تھامنے پر ہی وہ بھڑک اٹھی تھیں۔۔ کیا خوب نمٹا تھا داویال نے۔۔ بہت دل سے بدلہ لیا تھا اپنی محبت کی بے عزتی کا۔۔

وہ خود مایا کو بوتیک بھیج کر پیچھے گیا تھا۔۔ اس کو باہر سے ہی کڈنیپ کر کے فرینڈ کے فلیٹ میں لے گیا تھا۔۔ اس کے کپڑے پھاڑ کر زخمی کیا۔۔

اس کی حالت بگاڑ دی۔۔ اندھیرے کے باعث وہ نہیں جان پائی کون ہے۔۔ روتی، منتیں کرتی بری طرح ڈری ہوئی تھی۔۔ اس کے بے ہوش ہو جانے پر داویال نے اسے چھوڑ دیا۔۔ وہ سمجھ رہا تھا اس کی عزت نہیں لوٹی، احسان کیا ہے۔۔ اس نے ذہنی ازیت دی۔۔ اسے نوچا، زخمی کیا۔۔ اس کے لیے یہ کم تھا۔۔ وہ ہوش گنوا چکا تھا، اس پر دادی سے بدلہ لینے کی دھن سوار تھی۔۔ وہ بے حس ہو گیا تھا۔۔ ظالم ہی تو تھا۔۔

اسے وہیں چھوڑ کر گھر آیا اور وہ دوست بعد میں مایا کو لے آیا تھا۔۔ اس نے کتنا بڑا رسک لیا تھا۔۔

اگر اکیلے میں وہ لڑکا مایا کے ساتھ کچھ غلط کر لیتا۔۔؟ اس نے کچھ نہیں سوچا۔۔

وہ گھر آگیا اور گھنٹہ بھر مایا اس فلیٹ میں رہی۔۔

مسز ارم پورے قد سے گر گئیں۔۔ مایا کی حالت نے ان کے ہوش چھین لیے۔۔ داویال کا بدلہ پورا ہوا۔۔

مایا کو پورے گھرانے کی موت کے بعد یہ دوسرا ذہنی جھٹکا لگا تھا۔۔ وہ نیم پاگل سی ہو گئی۔۔ خوف سے اس کی نیند، پیاس، بھوک اڑ گئیں۔۔

اس نے لوگوں سے سنا وہ پاکیزہ نہیں رہی۔۔ اس پر داغ لگ چکا ہے۔۔ باعزت نہیں ہے وہ۔۔

گرینی ماما کی کانچ کی گڑیا بری طرح سے ٹوٹ گئی تھی۔۔ وہ گھنٹوں پانی میں کھڑی خود کو صاف کرنے کی کوشش کرتی۔۔ پہلے جیسی صاف۔۔

اک دس سالہ لڑکی بھلا کتنی بڑی تھی جسے یہ ذہنی بیماری لگ گئی تھی۔۔ اسے اماں تا جاں اور گرینی ماما نے بہت مشکل سے سنبھالا۔۔

اسے سمجھایا گیا وہ قرآن پڑھے، نماز پڑھے، اللہ کا ذکر کرے تو پاک رہے گی۔۔ اس نے دن رات سب چھوڑ کر یہی کیا۔۔ نماز پڑھتی یا قرآن پڑھتی رہتی۔۔ روتی، چیختی، اذیت کا شکار تھی۔۔

نا رات کی فکر تھی نا نیند کی، اس کی بینائی دھندلانے لگی۔۔ داویال اسے دیکھتا تو ضمیر ملامت کرتا مگر اپنی گرینی ماما کو دیکھتا تو سکون مل جاتا۔۔

وہ چپ ہو گئی تھیں بالکل۔۔ اب کچھ نہیں بولتی تھیں، داویال کو نہیں ٹوکتی تھیں۔۔ داویال کے بد فطرت دوست گھر آنے لگے تو انہوں نے مایا کو کمرے میں بند کر لیا۔۔ یہی کر سکتی تھیں وہ۔۔

پورے دو سال مایا نے ازیت میں گزارے تھے۔۔ اسے اکیلے ڈرائنگ روم تک نہیں جانے دیا جاتا تھا۔ مسز ارم اور اماں تاجاں سائے کی طرح ساتھ رہتے تھے۔ کمرے میں بند رہ رہ کر وہ گھبرا جاتی تھی۔۔ گھٹن ہوتی تھی اور کبھی کبھی اسے لگتا آکسیجن کم ہو رہی ہے۔۔ تڑپتی رہ جاتی۔۔ مگر باہر جانا زیادہ خوفزدہ کرتا تھا۔۔

وہ کم سن معصوم سی لڑکی اپنے ناتواں وجود پر نفرت کا اتنا بوجھ اٹھا چکی تھی کہ اس کا نازک وجود اس بوجھ تلے دب کر رہ گیا تھا۔۔

ایسے کہ وہ تنگ قید میں تڑپتے کسی پرندے کی طرح پھڑ پھڑاتی اور سانس کے لیے کونوں کھدروں سے کوئی درز ڈھونڈتی رہ جاتی تھی۔۔

..#●●●●●○○○○○○○●●●●●●

ماضی-:

وہ گرمیوں کی ایک تپتی دوپہر تھی، کمروں میں اے۔سی چلائے گھر کے مکین سکون سے سو رہے تھے۔۔

داویال اپنے کسی دوست کے ساتھ گیسٹ روم میں بیٹھا کمبائن سٹڈی کر رہا تھا۔۔

”میں اب شاور لینے جا رہا ہوں۔۔ پھر آگے پڑھیں گے۔۔ تم بھی چاہو تو شاور لے لو۔۔ زرا ریسٹ کرتے ہیں۔۔“

ایک بھرپور انگڑائی لے کر داویال سیدھا ہوا۔اس کے دوست نے بھی سر ہلا دیا۔

وہ اٹھ کر اپنے روم میں چلا آیا۔۔ مسز ارم کے روم میں اماں تاجاں اور گرینی ماما کے پاس لیٹی بارہ سالہ مایا خالی نظروں سے چھت کو تک رہی تھی۔۔ وجود میں عجیب گھٹن بھری ہوئی تھی۔۔ بے چینی سے پہلو بدلتی پھر سے دم گھٹتا محسوس کر رہی تھی۔۔ اچانک وہ اٹھی اور دبے پاؤں کمرے سے باہر نکل گئی۔

باہر آتے ہی تپش کا احساس ہوا تھا مگر وہ گہرے گہرے سانس بھرتی جیسے اندر کی گھٹن کو باہر کا راستہ دکھا رہی تھی۔۔ ٹی۔ وی لاؤنج میں آکر خاموشی سے صوفہ پر بیٹھ گئی۔

یہی وہ پل تھا جب داویال کا دوست ایمرجنسی میں گھر جانے کا اسے بتانے آیا تھا۔

لاؤنج میں بیٹھی وہ کم سن حسین لڑکی دیکھ کر رکا۔۔ داویال کے دوست عیاش فطرت تو تھے ہی۔۔ وہ لڑکا بھی تھم سا گیا تھا۔۔ ایک مایا کا حسن اوپر سے تنہائی۔۔ جیسے کھلی دعوت کا نظارہ تھا۔۔

وہ مایا کے سر پر پہنچ کر رکا۔۔ سوچوں میں گم بیٹھی مایا کو ہولے سے پکارا تو وہ ڈر کر سر اٹھاتی یہاں وہاں دیکھنے لگی۔۔ دھندلی سیاہ بینائی میں کچھ نظر نہیں آیا۔۔ بکھرے سلکی بال، ملائم نازک چہرہ اور خوف سے پھیلی آنکھیں۔۔ وہ انسان نہیں کانچ کی نازک سی گڑیا لگ رہی تھی۔۔

وہ بے قابو ہوتا اسے اپنی طرف کھینچتا اس پر جھکا اور پھر وہاں مایا کی چیخوں نے پورا گھر دہلا دیا تھا۔۔

کمرے میں سوئی اماں تاجاں اٹھ کر باہر بھاگیں۔۔اماں بی بھی کپکپاتے دل کے ساتھ اٹھی تھیں۔۔اپنے روم میں شاور لے کر سونے کے لیے لیٹا داویال ہڑبڑا کر اٹھتا بھاگ کر نیچے پہنچا تو مایا کو وہ عیاش لڑکا اپنے حصار میں دبوچے کھڑا تھا، جھٹکے سے چھوڑ کر ہوش میں آیا جیسے۔۔

مایا لڑکھڑا کر نیچے گری، گردن اور چہرہ زخمی ہو رہا تھا۔۔داویال نے آگے بڑھ کر اس لڑکے کا گریبان جکڑتے ہوئے اس کا منہ لہولہان کر دیا۔۔

اماں تاجاں بھاگ کر سسکتی ہوئی مایا کو سنبھال رہی تھیں۔۔اور اگر وہ نا جاگتے؟اگر وہ دیر کر دیتے۔۔اور اگر مایا نا چیختی۔۔وہ اس سے آگے سوچ بھی نہیں سکتی تھیں۔۔اور اماں بی۔۔

وہ تو یہ منظر دیکھتے ہی زمین پر گری تھیں،فالج کا شدید اٹیک ہوا تھا۔مزید سہنا مشکل ہو رہا تھا۔۔ سوچنا ہی مشکل تھا اور آج تو پھر آنکھوں سے دیکھا تھا۔۔وہ تاب نہیں لا سکیں۔۔موت تو وقت پر ہی آتی ہے مگر موت سے پہلے مرنا کیا ہوتا ہے آج انہیں پتا چلا تھا۔ان کی گڑیا کو بار بار توڑا جا رہا تھا قصور کس کا تھا۔۔؟اس بار وہ گھر پر ہی تھی۔۔وہ اپنے گھر میں بھی محفوظ نہیں تھی۔۔داویال نے اپنے بدفطرت دوستوں کو گھر کا راستہ دکھا کر جو غلطی کی تھی،وہ اسے کبھی نہیں ماننے والا تھا۔۔

وہ لڑکا بھاگ گیا تھا اور داویال نے اب بھی جتاتی نظر دادی پر ڈالی تھی۔۔اس بار اس نے کوئی پلان نہیں کیا تھا مگر پھر بھی ایسا ہوا تھا تو گرینی ماما کے ہی گناہ کی سزا تھی۔۔

مایا جو پہلے ہی ابنارمل تھی پاگل سی ہو گئی،بے موت مر گئی۔۔اس کے جذبات،احساسات مر گئے۔۔

نا بھوک لگتی تھی نا پیاس۔۔ کھلا دیا جاتا تو کھا لیتی ورنہ سہمی ہوئی کمرے کے کونے میں پڑی رہتی۔۔

بینائی ہر وقت رونے اور تاریکی میں قرآن پڑھنے کی کوشش میں مزید دھندلا گئی۔۔

وقت گزر رہا تھا، داویال کی شرمندگی ڈھٹائی میں بدل گئی۔۔ وہ جانتا تھا مایا کی عزت سلامت ہے مگر اپنی پھپھو کو یہی بتاتا وہ پاکیزہ نہیں رہی۔۔

کہانیاں بنا کر پھیلائی گئیں۔۔ وہ معصوم بے قصور ہو کر بھی بدکردار ٹھہرائی گئی۔۔

اور ایسا ایک بار نہیں بار بار ہوا تھا۔۔

کچھ وقت گزرا کہ داویال نے اریب سے منگنی کرنے کا شوشہ چھوڑ دیا۔۔ اماں بی کے اوسان خطا ہو گئے۔۔

وہ اوباش لڑکی تھی اسے گھر لانے کا مطلب مایا ہمیشہ کے لیے غیر محفوظ ہو جاتی۔۔ انہوں نے انکار کر دیا۔۔

وہ اب اٹک اٹک کر آدھا بولتی تھیں، بالکل حرکت نہیں کر سکتی تھیں۔۔ بے بس تھیں مگر اختیار باقی تھا۔۔ گھر ان کا تھا۔۔ داویال کی بڑی تھیں۔۔

صاف کہہ دیا، وہ اریب سے شادی کرنا چاہتا ہے تو گھر سے چلا جائے یا شادی بھول جائے۔۔

داویال چپ ہو گیا۔۔ مان گیا۔۔ جانے مانا تھا یا پھر سے طوفان سے پہلے کی خاموشی تھی۔۔ مگر ایک سال وہ ان سے ضد لگائے بِنا، تنگ کیے بنا سکون سے رہا۔۔ شاید سمجھ گیا تھا کہ وہی غلطی پر ہے۔۔

اماں بی کی حالت سنبھلنے کی بجائے مزید خراب ہو چکی تھی۔۔ان کی زبان بالکل بند ہو گئی۔۔

اور پھر پورے ایک سال بعد داویال مایا کا خیال رکھنے لگا۔۔اسے مایا کی فکر ہونے لگی۔۔ سہم کر روتی چلاتی مایا کو سنبھالنے لگا۔۔اسے وقت دینے لگا۔۔اس کی دھندلی بینائی کو بہتر کرنے کے لیے لینز بنوا لایا۔۔وہ پھر سے دنیا دیکھنے لگی۔۔ جانے وہ کیسے بدل گیا۔۔اماں بی خوش تھیں وہ اپنے کیے پر شرمندہ ہے۔۔اماں تاجاں بھی یقین کرنے لگیں۔۔

مایا کی دماغی حالت خراب تھی مگر ظاہری طور پر وہ سنبھلنے لگی تھی۔۔ باتیں کر لیتی تھی۔۔داویال سے اب ڈرتی نہیں تھی، کبھی کبھی ہنس بھی لیتی تھی۔۔

جب وہ سنبھل گئی۔۔جب وہ اٹھارہ سال کی عمر میں کافی حد تک بظاہر ٹھیک اور نارمل لگنے لگی۔

داویال نے اس سے شادی کی خواہش ظاہر کی۔۔اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا تھا۔۔وہ گھر کا لڑکا تھا، مایا کا ماضی جانتا تھا۔۔ذہنی حالت جانتا تھا۔۔مایا نظروں کے سامنے رہتی۔۔وہ لوگ مان گئے۔۔ جلد داویال کی خوشی پر شادی طے کر دی گئی۔۔ فخر بیگم اس فیصلہ سے ناراض تھیں۔۔ مگر چپ رہیں۔۔

اور وہ خوش رہتا تو کیا ہی اچھا تھا مگر داویال نے ایک بار دوبارہ وہی کیا تھا۔۔

اس معصوم پر ظلم کیا تھا، وہ بری لگتی تھی اسے۔۔ گرینی ماما نے اسے اتنا غیر ضروری سمجھا کہ اس کی اریب سے شادی کی خواہش تک کو مایا کی وجہ سے قبول نہیں کیا۔۔

انہیں مایا کی فکر تھی، داویال کی محبت کی پرواہ نہیں تھی تو یہی سہی۔۔وہ بے حس بدلا نہیں تھا۔۔

اس نے شادی کی اور چھوڑ دیا۔۔دراڑ شدہ شیشہ کو پھر سے توڑنا آسان ہی ہوتا ہے۔۔مایا بھی ٹوٹ گئی۔۔ وہ اس کی زات پر ایک اور داغ لگا گیا۔۔

داویال کا آخری وار مایا کی شادی اس دیہاتی تیمور سے کرنا تھا۔۔اس کے لینز نہیں تھے اور تیمور کی اتنی اوقات نہیں تھی لے کر دیتا۔۔اس کی غریب فیملی میں مایا کو شاید محبت تو مل جاتی مگر کچے گھر اور دھول

مٹی میں۔۔اندھیر ہو چکی دنیا کے ساتھ مایا کتنا جی لیتی۔۔؟اسے الرجی تھی اور ایسی جگہ رہنے کی عادت بھی نا تھی۔۔وہ ایک روز کھانس کھانس کر مر جاتی۔۔

اچھا منصوبہ تھا مگر ہوا وہ جو اللہ نے چاہا تھا۔۔

مایا کی اذیتوں کا اختتام ہوا اور وہ اللہ کے طے کردہ مقام پر جا پہنچی۔۔

••••••○○○○○○○•••••••

حال-:

اماں تاجاں سب بتا کر خاموشی سے سر جھکائے بیٹھی تھیں اور تہام تو جیسے پتھر کا ہو گیا تھا۔

مایا کی بے چینی اور خوف۔۔اب سمجھ آ رہا تھا۔۔

اب سب سمجھ آ رہا تھا کہ وہ کیوں ذہنی طور پر بہت پیچھے رہ گئی ہے۔۔وہ کیوں چھونے پر ڈر جاتی تھی، سہم جاتی تھی۔۔اس کا دل بند ہونے لگا۔۔

وہ اتنے ظرف والا نہیں تھا مگر اس بار مایا کی محبت نے ظرف بخشا تھا۔وہ مایا کے لیے تکلیف محسوس کر رہا تھا۔۔وہ پچھتاوا یا غصہ محسوس کرنا چاہ رہا تھا مگر اس کے اندر مایا کے لیے جو نرمی اور محبت تھی، وہ بھی بڑھ چکی تھی۔۔

کاش وہ اسے خود میں سمیٹ لے اور پوری دنیا سے چھپا لے۔۔اس کے سب خوف دور کر دے۔۔اس کی زندگی میں خوشیاں بھر دے۔۔وہ گم صم سا بیٹھا تھا۔۔اماں تاجاں خاموشی سے اٹھ کر اندر چلی گئیں۔

مایا اپنی گرینی ماما کے پہلو میں لیٹی سوچ میں گم تھی۔۔ وہ اس کے پاس بیٹھ کر بال سنوارنے لگیں۔

"اپنے کمرے میں چلی جا گڑیا۔۔ خاوند کو ناراض نہیں کرتے۔۔" انہوں نے پیار اور نرمی سے سمجھایا۔ ڈر گئیں کہیں تہام اسے چھوڑ نا دے اب۔۔ کوئی بھی ہوتا تو چھوڑ دیتا۔۔ تہام بھی تو عام مرد ہی تھا جو ماضی جان چکا تھا۔۔

اور وہ غلط تھیں۔۔ نوابزادہ تہام تیمور عام انسان ہی تو نہیں تھا۔۔ وہ خاص تھا ہمیشہ سے ہی۔۔

"نہیں وہ گندے ہیں۔۔ بہت برے ہیں۔۔ نہیں جانا۔۔"

وہ تہام کو سوچ کر ہی سہم گئی۔۔ اماں بی اور تاجاں پریشان ہو کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں۔

ندرت بھی جا چکی تھی گھر واپس اور جانے سے پہلے مایا کو سمجھایا تھا مگر وہ کچھ سننے کو تیار نہیں تھی۔۔ گرینی ماما کے پہلو سے نکلنے کو ہی تیار نہیں ہو رہی تھی۔۔

"وہ برا نہیں ہے گڑیا۔ کیا وہ مارتا ہے یا کبھی ڈانٹا۔۔؟" اماں تاجاں کے نرم سوال پر وہ نفی میں سر ہلاتی بات سننے کو تیار انہیں دیکھنے لگی۔۔

وہ خیال رکھتا تھا۔ نرمی سے بات کرتا تھا اور ڈانٹتا تو بالکل نہیں تھا۔۔ مایا اس سے بات کرنا چاہ رہی تھی۔ اسے دیکھنا چاہتی تھی مگر ڈر رہی تھی۔۔

"اگر اس کے پاس نہیں گئیں اور اس کی بات نا مانی تو اللہ ناراض ہو گا۔۔ کیا چاہتی ہو اللہ ناراض ہو۔۔؟"

آج جب وہ سننے کو تیار ہوئی تو انہوں نے اسی کے انداز میں سمجھانا چاہا۔۔مایا پریشان ہوئی۔۔

"نہیں اللہ کو ناراض نہیں کرنا۔۔ بالکل نہیں۔۔"

وہ بے چینی سے نفی میں سر ہلانے لگی۔۔

"تو پھر تہام کی بات مانا کر۔۔وہ تیرا خاوند ہے، وہ برا نہیں۔۔اسے ناراض مت کرنا۔۔اگر وہ ناراض ہوا تو اللہ ناراض ہوگا۔۔اسے خوش رکھا کر گڑیا۔۔

ہم نے تو جلد گھر چلے جانا ہے۔۔ تو نے اب یہیں رہنا ہے اپنے تہام سائیں کے پاس۔۔اس سے دوستی کر۔۔"

اماں تاجاں کی بات غور سے سنتی وہ ان کے جانے کا سن کر بے چین ہوگئی۔۔ان کے بغیر رہنا اب مشکل لگ رہا تھا۔۔اب تو دو روز سے وہ اماں تاجاں اور اپنی گرینی ماما کے علاوہ نا کسی کو دیکھ رہی تھی نا بات کر رہی تھی۔۔اپنی طرف سے تو وہ سب سے لاتعلق ہو کر ان کے ساتھ جانے کو تیار تھی۔

"پر اماں تاجاں۔۔میں یہاں اکیلی۔۔

"اکیلی نہیں ہے ہماری گڑیا۔۔یہ سب گھر والے اتنا پیار کرتے ہیں۔۔ تہام خیال رکھتا ہے۔۔کیا تو نہیں چاہتی اللہ راضی ہو۔۔؟"

اس نے کچھ کہنا چاہا جب وہ ٹوک گئیں۔۔

”وہاں داویال ہے۔۔سب برے لوگ ہیں۔۔یہاں محفوظ ہے یہاں تہام کسی کو کچھ نہیں کہنے دے گا۔۔“

اماں تاجاں نے اسے تہام کا سہارا لینے پر اکسایا۔۔اسے سمجھایا کہ تہام کے علاوہ کوئی نہیں بچا سکتا۔۔

تاکہ وہ تہام سے قریب ہو۔۔اس کے ساتھ محفوظ محسوس کرے اور وہ ان کی بات پر اعتبار کرتی تھی، تبھی سوچ میں مبتلا ہوئی۔۔

کبھی کبھی خدا کو راضی کرنا بھی کتنا مشکل ہوتا ہے۔۔وہ تہام کو خوش کر کے اللہ کو راضی کر سکتی تھی مگر تہام سے خوف بھی آتا تھا۔۔

اس نے سب سمجھ لیا مگر مشکل ترین بات تو یہ تھی کہ اماں تاجاں اور گرینی ماما واپس جائیں گی اور وہ یہیں رہے گی۔۔ہمیشہ کے لیے۔۔

وہ ان کے سینے سے لگ کر دلگرفتہ سی رونے لگی۔۔

انہوں نے رونے دیا۔۔جانتی تھیں اس کے بعد وہ جلد سنبھل بھی جائے گی۔۔تہام کی خاموشی الجھا رہی تھی۔۔ناجانے اسے مایا کے ماضی سے فرق پڑا یا نہیں۔۔وہ نہیں سمجھ پائیں۔۔

••••••••○○○○○○○••••••••

رات کے دوسرے پہر اپنے کمرے میں بے چینی سے ٹہلتا تہام آخر بے سکونی اور بے چینی سے تنگ آ کر باہر نکلا۔۔ حویلی میں تاریکی اور سناٹے کا راج تھا۔۔ سیڑھیوں سے نیچے اتر کر سامنے مایا کی گرینی کے روم کی طرف دیکھا۔۔

''مایا او مایا۔۔'' وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا سرد آہ بھر کر بولا۔۔ آگے بڑھا، آج صبر نہیں ہو رہا تھا۔۔

آج اس کو یوں خود سے دور رکھ کر تڑپ اٹھا تھا۔۔

دروازہ کھول کر آہستگی سے اندر داخل ہوا۔۔ اس پل وہ بھول گیا اس نواب حویلی کا لاڈلا نوابزادہ ہے جسے اگر کوئی یوں دیکھ لے تو کیا سوچے گا۔۔

سامنے بیڈ پر اماں بی کے ساتھ لگ کر وہ سو رہی تھی اور کچھ فاصلہ پر پڑے تخت نما صوفہ پر اماں تاجاں سو رہی تھیں۔۔ وہ دھیرے سے چلتا مایا کے پاس پہنچ کر بیڈ کے پاس نیچے زمین پر بیٹھ گیا۔

''مایا۔۔'' وہ اسے نرم سرگوشی میں پکارتے ہوئے یک ٹک دیکھ رہا تھا۔۔ کسی معصوم بچے کی طرح سمٹ کر سوتی ہوئی وہ تہام کے جذبات جگا رہی تھی۔۔

''مایا۔۔ میری بات سنو۔۔'' اس نے آہستگی سے اس کے قریب ہو کر سرگوشی میں پکارا تو وہ جاگ کر اچانک ڈری اور اس سے پہلے کہ چیختی وہ اس کے منہ پر ہاتھ رکھ گیا۔۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے تہام کو تک رہی تھی، اس نے ہاتھ ہٹا لیا۔۔

مایا کے پاس لیٹی اماں بی جاگ چکی تھیں مگر تہام کی آواز پر ساکت پڑی رہیں۔۔

"ناراض ہو۔۔؟ایم سوری۔۔پلیز معاف کردو۔۔"

وہ اپنے کان پکڑ کر معافی مانگنے لگا۔۔ مایا متوجہ ہوئی وہ اتنا برا بھی نہی تھا۔۔ خاموشی سے اسے تکتی رہی۔۔ وہ مزید کھسک کر قریب ہوا۔۔

"میرے پاس آجاؤ۔۔ تمہارے لیے اداس ہوتا ہوں۔۔"

وہ نرمی اور اداسی سے بول رہا تھا۔۔ اماں تاجاں کی باتوں کا اثر تھا کہ وہ اسے سن رہی تھی۔۔

"مجھے گرینی ماما کے ساتھ رہنا ہے۔۔ ہمیں گھر چھوڑ آئیں۔۔" وہ ایک بار کوشش کر رہی تھی کہ گرینی ماما کے پاس رہ جائے۔۔ جو سمجھایا گیا وہ سب تو ٹھیک تھا مگر ان کے بغیر کیسے رہے۔۔

"مجھے چھوڑ کر چلی جاؤ گی؟ اگر وہاں داویال نے مارا تو۔۔؟" وہ سرگوشی میں پوچھ کر اس کا چہرہ بغور دیکھنے لگا جہاں خوف کے آثار نمایاں ہوئے تھے۔۔

"میں تمہاری گرینی ماما کے جانے کے بعد ملوانے لے جایا کروں گا۔۔ تمہارا خیال رکھوں گا۔۔ کسی کو مارنے نہیں دوں گا۔۔ پلیز میرے پاس آجاؤ مایا۔۔ کیا مجھ سے ڈر لگتا ہے؟ میں نے تو کبھی تمہیں ڈانٹا تک نہیں۔۔ سزا نہیں دیتا۔۔ مارتا بھی نہیں ہوں۔۔ اگر تم نے مجھے معاف نا کیا تو میں بھی ناراض ہو جاؤں گا اور کبھی بات نہیں کروں گا۔۔"

اس کی باتوں پر غور کرتی مایا نے آخری بات پر بے چینی سے اسے دیکھا۔ وہ ناراض ہوا تو اللہ بھی ناراض ہو جائے گا۔۔ وہ پریشان ہو گئی۔۔

”گرینی ماما۔۔“ وہ بے چارگی سے بولی۔۔ جیسے کوئی چارہ نا ہو۔۔اسے تہام کی بات ماننا تھی مگر اپنی گرینی ماما بھی چاہیئے تھیں۔ تہام کو اس پر پیار آیا۔۔

”ان کے پاس آجانا صبح۔۔ وہ سو رہی ہیں اور میرے ساتھ جانے پر انہیں بھی اچھا لگے گا۔۔“

وہ آج ہر حال میں مایا کو ساتھ لے جانا چاہ رہا تھا۔۔ وہ متذبذب سی اسے دیکھنے لگی۔۔ پھر اٹھ کر بیٹھ گئی، تہام کا اٹکا ہوا سانس بحال ہوا۔

”پرامس کریں۔۔ مجھے تنگ نہیں کریں گے۔۔ ڈانٹیں گے نہیں اور گرینی ماما سے بھی ملنے دیں گے۔۔۔“

وہ ہاتھ بڑھا کر وعدہ چاہ رہی تھی۔ تہام نے اس کا نازک ملائم سا ہاتھ نرمی سے تھام کر لبوں سے لگایا۔

”پرامس جیسا کہو گی ویسا کروں گا۔۔“

وہ چمکتی آنکھوں سے اسے دیکھ کر بولا۔۔ مایا نے سر ہلا دیا۔ایک نظر پلٹ کر دونوں کو سوتا دیکھا اور بیڈ سے اتری۔۔ جسم کپکپا رہا تھا مگر یقیناً اللہ کو آج خوش کر چکی تھی وہ۔۔

”یہاں آؤ میں لے جاتا ہوں۔۔ شوز یہاں نہیں پڑے۔۔“

اسے جوتا ڈھونڈتا دیکھ کر وہ بولا اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی، اسے نرمی سے باہوں میں اٹھا کر تیزی سے باہر نکلا۔۔ کب سے نتیجہ کی منتظر اماں بی اور اماں تاجاں نے سکون کا سانس بھرا تھا۔۔

”م۔۔ مجھے اتارو۔۔ ایسا مت کرو۔۔۔ ڈر لگ رہا ہے۔۔“

وہ خوفزدہ سی آنکھیں پھیلا کر تہام کو دیکھنے لگی۔۔اس بار چیخنے کا کام نہیں کر سکتی تھی، نا وہ تہام کو کچھ کہہ کر ناراض کر سکتی تھی۔۔

مگر خوف سے اس کا دل شدت سے کانپ رہا تھا۔۔

”کیوں ڈر لگ رہا ہے۔۔اچھا روم میں جا کر اتار دوں گا ایسا نا ہو گر جاؤ تم۔۔۔پریشان مت ہو مائی ڈول۔۔“

اسے نرمی سے سینے سے لگا کر وہ بولا تو مایا کو خاموش ہونا پڑا۔۔اس کے پاس بہت دلاسے تھے مگر وہ اسے نیچے ہرگز نہیں اتارنے والا تھا۔۔وہ اس کا خوف سمجھ رہا تھا۔۔دل کی تیز ترین دھڑکن بھی محسوس کر رہا تھا مگر وہ اسے اپنا عادی کرنا چاہتا تھا۔۔

روم میں جاتے ہی اسے بیڈ پر لیٹا کر پیچھے ہو گیا۔وہ ایک کنارے پر سمٹ کر سونے لگی۔اگلے کچھ سیکنڈز میں وہ سو چکی تھی۔۔

صوفہ پر بیٹھا تہام اٹھ کر اس کے پاس جا کر لیٹ گیا۔۔اس کے نازک سے وجود کو احتیاط سے سینے سے لگا کر وہ اسے تکنے لگا۔۔اسے پا لینے کے بعد جیسے دو دن وہ دور ہوئی تھی، تہام کو لگا تھا سانس لینا بھی تکلیف دے رہا ہے۔۔وہ ہر دن اس کے لیے عزیز تر ہو رہی تھی۔۔اس پر جھک کر نرمی سے اس کے نازک نقش چومنے لگا۔۔

اس رات وہ سویا نہیں تھا۔۔سو ہی نہیں سکا تھا۔۔

••••••••○○○○○○○○○••••••••

اگلے ہی روز اماں تاجاں اور گرینی ماما واپسی کے لیے تیار تھیں۔۔ حویلی والوں نے بہت خیال رکھا تھا اور اب بھی بیگم نواب نے انہیں مزید رکنے کا کہا۔۔

"نہیں جی شکریہ۔۔ بہت اچھا وقت گزرا اب چلتے ہیں، داویال بیٹا گھر پر اکیلے ہیں اور جب تک ہم یہاں ہوں گے گڑیا سہی سے ایڈجسٹ نہیں کر پائے گی۔۔ ہمارے ساتھ رہتی ہے، سب سے گھل مل نہیں رہی۔۔ پرانے سہارے چھوٹیں گے تب ہی آپ سب۔۔" اماں تاجاں نے شرمندگی اور بے چارگی سے وضاحت دینا چاہی تھی جب نواب بیگم نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو خاموش ہو گئیں۔۔

"ہم ضرور شکایت کرتے یا ناراض ہوتے اگر تہام اس بات سے پریشان ہوتے۔۔ بس تہام کی پریشانی یہاں کوئی قبول نہیں کرتا۔۔ آپ فکر مت کریں وہ خوش ہیں مایا کے ساتھ۔۔ ان کی خوشی کے لیے ہی تو ہم سب نے بنا دیکھے، بنا جانے مایا کو دل سے قبول کیا ہے۔۔ اور آگے بھی قبول کریں گے۔۔۔"

بیگم نواب نے نرمی سے کہتے ہوئے انہیں شرمندگی سے نکالا۔۔ اماں تاجاں نے تشکر بھری نظروں سے انہیں دیکھا تھا۔۔ جانے سے پہلے مایا کو ایک بار پھر سے اچھی طرح سمجھا دیا کہ وہ یہاں تب تک محفوظ ہے جب تک تہام چاہے اس لیے تہام کو خوش رکھے۔۔

مگر وہ روتی جارہی تھی کہ وہ لوگ نا جائیں۔۔

"میری گرینی ماما کو نہیں لے جائیں۔۔اماں تاجاں کو بھی نہیں پلیز۔۔" وہ روہانسی ہو کر تہام کے سر پر پہنچی جو انہیں لے جانے کے لیے تیار ہو رہا تھا۔

"انہیں نا لے جاؤں تاکہ تم ان کے ہی پاس رہو ہر وقت.." وہ پرفیوم سپرے کرتا بڑبڑایا۔ وہ تو خوش تھا انہوں نے جانے کا فیصلہ کر لیا۔۔وہ جب نہیں تھے تو مایا صرف اس پر ڈیپینڈ کرتی تھی۔۔

وہ پلٹ کر اسے دیکھنے لگا، جو رو رہی تھی۔۔

"ابھی وہ لوگ جانا چاہتے ہیں تو کوئی بات نہیں۔۔میں بعد میں ملوانے لے جاؤں گا۔۔" وہ نرمی سے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لے کر بولا۔ وہ بھیگی آنکھیں لیے ناراضگی سے تہام کو دیکھ رہی تھی۔۔

"آئی پرامس۔۔انہیں پھر دوبارہ لے آؤں گا۔۔"

انگوٹھے سے اس کی بھیگی پلکوں کو نرمی سے صاف کیا۔۔وہ ناراضگی سے منہ موڑ گئی۔۔اس وقت اس کا ذہن صرف اپنی گرینی ماما کے جانے پر اٹکا ہوا تھا۔۔

تہام نے جھک کر اس کے بھیگے گال چوم لیے۔۔بھیگی سرخ آنکھیں، نم گلابی گال اور سرخ ہوتی ناک لیے وہ اسے بری طرح متوجہ کر رہی تھی۔۔وہ بھول گیا اسے کہیں جانا ہے۔۔وہ کیوں تیار ہوا ہے۔۔وہ اس وقت بس مایا کو دیکھ رہا تھا جو اس کے قریب ہونے پر بھی غائب دماغ سی بس گرینی ماما کو روکنے کا

سوچ رہی تھی۔۔ وہ بے تابانہ اس کے گال، آنکھیں اور ناک کو لبوں سے چھوتا پاگل ہو رہا تھا۔۔ وہ نرم بھیگا لمس اسے اپیل کر رہا تھا۔۔

مایا نے اس کے پر حدت لمس سے پریشان ہو کر اسے پیچھے کیا۔۔ اسے خوش کرنا اتنا مشکل ہوگا وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔ تہام خود پر قابو پاتا پیچھے ہوا اور تیزی سے باہر چلا گیا۔۔

تپتا سرخ چہرہ لیے مایا نے اپنا سانس بحال کرتے ہوئے پھر سے رونے کی تیاری کی۔۔

●●●●●○○○○○●●●●●

..

وہ سارا دن ان کے جانے کا غم مناتی رہی تھی، تہام سے بھی ناراض ہو گئی۔۔ وہ اسے خوش کرتی رہے اور وہ اس کی بات بھی نا مانے۔۔ یہ ناانصافی اسے رلا رہی تھی۔۔ تہام کے کپڑے جوتیاں سب نکال کر اس نے پھیلا دیئے۔۔ ہر چیز پر غصہ نکالا اور کاش وہ ایسا ہی حال تہام کا بھی کر سکتی۔۔ کمرہ کچھ ہی دیر میں کسی جنگ کا میدان لگ رہا تھا۔۔

نواب بیگم نے ملازمہ کے ہاتھ پیغام بھیج کر لنچ کے لیے بلایا تو وہ شاور لے کر چینج کرتی فریش سی کمرے سے نکلی لیکن دروازہ اچھے سے بند کرنا نہیں بھولی تھی۔۔۔ طیفور، انس، ان کی بیویاں اور بچے سب مایا کا دل بہلانے کی کوشش میں تھے۔۔ اور وہ کافی حد تک سب بھلا کر خوش ہو گئی۔۔

غصہ بھی اتار چکی تھی چیزوں پر۔۔اب ہلکی پھلکی ہو گئی تھی۔۔ سارا دن گھر والوں کے ساتھ گزارا، جھجک ختم ہو رہی تھی۔۔

وہ شام کے وقت گھر پہنچا تھا۔۔ کمرے میں داخل ہوا تو سر چکرا گیا۔۔اس کا سارا سامان بکھرا ہوا بری حالت میں پڑا تھا۔۔کچھ دیر سمجھ نہیں پایا ہوا کیا ہے،اچانک اس کا دماغ بیدار ہوا۔۔

"شبو۔۔۔ نوری۔۔" وہ باہر نکل زور سے چیخا۔۔اپنے نام کی پکار پر دو ملازمائیں بھاگتی ہوئی اس کے سامنے پہنچیں۔۔اپنے کمرے کی طرف آتی مایا اس کی زوردار دھاڑ پر وہیں سیڑھیوں پر ہی سہم کر رک گئی۔۔یہ وہ کیا کر بیٹھی تھی۔۔

"شبو کمرہ ٹھیک کروائیں ابھی۔۔نوری اپنی چھوٹی بی بی کو بلا لائیں زرا۔۔" اس نے سنجیدگی سے حکم دیا۔۔ شبو نے تیزی سے دو اور ملازماؤں کو بلوا کر کمرہ صاف کرنا شروع کیا جبکہ نوری اسے بلانے اس طرف آئی تو سیڑھیوں پر جمی خوفزدہ سی مایا کو دیکھ کر حیران ہوئی۔۔

"چھوٹی بی بی۔۔آپ کو چھوٹے نواب بلا رہے ہیں۔۔"

نوری نے حیرت سے اسے پیغام دیا تو اپنے کمرے کے باہر ٹہلتا تہام چونک کر اس طرف آیا۔۔

"ادھر آؤ مایا۔۔" مایا کو پلٹ کر جاتے دیکھ کر اس نے پکارا تو وہ رک کر روہانسی ہو کر اسے دیکھنے لگی۔ تہام نے ہاتھ بڑھایا تو وہ بے بسی سے سیڑھیوں کے کچھ سٹیپس چڑھ کر اس کے پاس آئی۔۔

وہ اس کی کلائی تھام کر دوسری طرف اوپن ٹیرس پر لے گیا۔۔ وہ بے جان گڑیا سی کسی مجرم کی طرح سر جھکائے چلتی جا رہی تھی۔۔

موسم بدل رہا تھا۔۔ ٹیرس پر ٹھنڈی ہوا چلتی کپکپانے پر مجبور کر رہی تھی۔۔ مایا کا دل رک رہا تھا، وہ ضرور اسے اس سب پھیلاوے پر ڈانٹنے والا تھا۔۔ وہ لکڑی کی ڈوریوں سے بنی گہری ایزی چیئر سیدھی کر کے اسے بٹھا گیا۔

"لگتا ہے مجھے بہت یاد کیا سارا دن۔۔ میرے بغیر دل نہیں لگتا ناں تمہارا۔۔" اس کے عین سامنے قریب کر کے اپنی چیئر رکھ کر بیٹھتے ہوئے بولا۔

"نہیں۔۔ یاد کب کیا۔۔؟" وہ ہونق سی اس کا منہ دیکھنے لگی۔ کیا وہ کمرے کا پھیلاو دیکھ کر پاگل ہو چکا ہے۔۔ تہام نے مسکرا کر اس کے ملائم ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر نرمی سے ہونٹوں سے لگائے۔

اس بار ہاتھ کھینچنے کی بجائے وہ چپ چاپ اسے دیکھتی رہی۔ آخر وہ اسے چھو کر ہی خوش کیوں رہتا تھا۔۔ اس کی خوشی عجیب تھی۔

"تم نے کمرہ کیوں پھیلایا؟ میرے ڈریسز ضائع کیے۔۔ غصہ ہو؟ ناراض ہو؟ مجھے تو لگا میری یاد میں کیا ہے۔۔ تم کیا کہتی ہو۔۔؟" تہام نے ہوا سے اڑتے اس کے بالوں کو سمیٹ کر ڈوپٹہ اوڑھا دیا۔۔ ایسا لگتا تھا اس کے سامنے ایک جیتی جاگتی کانچ کی گڑیا بیٹھی ہے جو خود کچھ نہیں کر سکتی۔۔ جسے بس وہی سنبھال

سکتا ہے۔۔ جو اس کی ملکیت ہے اور یہ احساس نوابزادہ تہام تیمور کے لیے کتنا دلکش اور پر سکون تھا، وہ بیان نہیں کر سکتا تھا۔۔

"میری گرینی ماما کو کیوں لے گئے۔۔ انہیں لے آؤ۔۔"

وہ خفگی اور اداسی سے بولی۔۔ جسم لمحہ بالمحہ سرد پڑتی ہوا سے کپکپا رہا تھا۔۔ خوف کہیں دور جا سویا، وہ غصہ نہیں کر رہا تھا۔۔ وہ بات کر رہا تھا۔۔

مایا کو لگا اماں تاجاں ٹھیک کہتی ہیں، وہ اچھا انسان ہے۔۔ وہ بنا جھجکے خفگی ظاہر کر گئی۔۔

"تمہیں لے جاؤں گا۔۔ ایک دو دن تک۔۔ میں تمہارے لیے کچھ سامان لایا ہوں۔۔ اچھی سی تیار ہونا۔۔ پھر تمہاری گرینی ماما کے پاس چلیں گے۔۔"

اس کا چہرہ تکتے تہام نے نرمی سے بتایا تو اس کی آنکھیں جگمگا گئیں۔۔ وہ مسکراتے ہوئے خوشی سے سر ہلا رہی تھی۔۔ تہام اسے تکتا چلا گیا، پہلی بار جب یوں مسکراتا ہوا دیکھا تھا تب بھی وہ اس کے دل کو بے قابو کر گئی تھی۔۔ اس پر تب کوئی حق نہیں تھا پھر بھی دل چاہا تھا حق جتائے۔۔۔

آج اتنے وقت بعد وہ ویسے ہی مسکرائی تھی۔۔ تہام کا دل پھر سے بے قابو ہونے لگا۔۔ بے ساختہ اسے اپنی طرف کھینچ کر سینے سے لگاتا اس کے چہرے پر جھک کر شدت بھرا لمس چھوڑ گیا۔۔ وہ اس کے حصار میں لرز کر رہ گئی تھی۔۔

اس کے الگ ہوتے ہی وہ گھبرا کر لبوں پر ہاتھ رکھے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔۔

"اندر آجاؤ۔ ٹھنڈ لگ جائے گی۔۔ میں زرا بی جان سے ملنے جارہا ہوں۔۔" اس سے نظریں چرا کر وہ بولا اور اسے لے کر اندر بڑھا۔ سیڑھیوں کے پاس ہاتھ چھوڑ کر نیچے چلا گیا۔۔ وہ بھاگ کر اپنے کمرے میں پہنچی۔۔

کمرہ ملازماؤں کی مہربانی سے اب صاف ہو چکا تھا۔۔

دل پر ہاتھ رکھتی صوفہ پر سمٹ کر بیٹھ گئی۔۔ آخر تہام کو خوش کرنا دن بدن مشکل کیوں ہوتا جارہا تھا۔۔۔ وہ بدلتا ہی جارہا تھا۔۔ وقت کے ساتھ کچھ زیادہ پھیلتا ہی رہا تھا۔۔

••••••○○○○○○•••••

داویال پر فخر بیگم کا دباؤ بڑھتا جارہا تھا۔۔ وہ شیریں کی شادی اس کے ساتھ کر دینا چاہتی تھیں اور یہ بات پہلے تو وہ بھی مان گیا تھا مگر اب جیسے اس زکر سے ہی بھاگ رہا تھا۔۔

شیریں کے سامنے بیٹھ کر وہ مایا کو سوچتا رہتا تھا۔۔ وہ بولتی رہتی تھی مگر اسے بس مایا کی باتیں سنائی دینے لگیں۔۔۔

مایا کا رونا۔۔ سسکنا۔۔ ڈرنا اور داویال کی منتیں کرنا۔۔ اس کا سہا ہوا لہجہ۔۔ ہکلا کر کہی جانے والی چھوٹی چھوٹی باتیں۔۔ وہ بے بسی سے سر پکڑ بیٹھتا تھا۔۔ اتنی مشکل آن پڑی کہ شیریں سے ملنا چھوڑ دیا مگر افاقہ نہیں ہوا۔۔

اپنی زیادتیوں سے آگاہی بہت جان لیوا ثابت ہو رہی تھی۔۔ وہ مایا جو اس کے سامنے ہوتی تھی تو وہ نفرت سے راستہ بدل لیتا تھا۔۔ وہ مایا جس پر اس پورا اختیار تک دیا گیا تھا، وہ چاہتا تو اسے خود میں سمیٹ لیتا۔۔ چاہتا تو سب بھلا دیتا۔۔ مگر اس نے نفرت یاد رکھی، بغض پالا تھا اور خود اسے گنوا دیا۔۔

اب جب وہ سامنے نہیں تھی جانے عادت تھی یا محبت۔۔ اب وہ یاد آ رہی تھی۔۔ بہت شدت سے۔۔

اس نے سوچ لیا وہ تیمور کو سمجھا بجھا کر مایا کو واپس لے آئے گا۔۔ اگر وہ نا مانا تو پیسہ دے دے گا۔۔ یا شہر میں اچھے گھر کا لالچ۔۔ کچھ بھی۔۔

گرینی ماما اس کے پاس رہ کر آئیں تو وہ بہانے سے اماں تا جاں کو کھوجتا رہا۔۔ شاید وہ کہہ دیں مایا کی حالت خراب ہے۔۔ وہ مر رہی ہے، اسے لے آئے۔۔

مگر وہ مطمئین تھیں اور خوش بھی۔۔

''وہ ٹھیک ہے، اسے ان لوگوں نے سنبھال لیا۔۔'' ان کی بات اسے عجیب لگی تھی۔۔ وہ ایک دیہی علاقے کے پس ماندہ گھر میں کیسے خوش رہ سکتی ہے۔۔

اس دیہاتی اجڈ تیمور کے ساتھ کیسے ٹھیک ہے۔۔

وہ یقیناً بہت خیال رکھتا ہو گا۔ مایا جیسی لڑکی جس کے بھی پاس ہو وہ بہت خیال سے اور بہت پیار سے ہی رکھے گا۔۔ وہ تو نفیس کانچ کی گڑیا جیسی نایاب لڑکی تھی جسے پا کر ہر بندہ محتاط ہو جائے، احتیاط برتے، خیال رکھے۔۔ تیمور خوش نصیب تھا اسے مایا مل گئی۔۔ بدنصیب تو وہ خود تھا جس نے پا کر کھو دی تھی۔۔

مگر اب مزید نہیں۔۔ وہ اپنی بات پر مزید قائم ہو رہا تھا۔۔ مایا کو لانے کے لیے کچھ بھی کرنا پڑا، کرے گا۔۔ تیمور کو اس کا ماضی بتائے گا یا مایا کو ہی اپنے ساتھ آنے پر مجبور کر دے گا۔۔

وہ کتنے دن اسی بارے میں پلان بناتا بگاڑتا رہا۔۔ پھر اسے دوستوں کی کال آئی۔۔ سب دوست ایک ہوٹل میں مل رہے تھے۔۔ شہرام، شاہ میر اور عبیر۔۔ انہوں نے تیمور کا زکر نہیں کیا۔۔ وہ گیٹ ٹو گیدرز میں اسے یاد نہیں کرتے تھے ہر بار داویال ہی بلاتا تھا اس بار وہ نہیں بلا پایا۔۔ دل نہیں مانا۔۔ اسے دیکھتا تو شاید مار ڈالتا۔۔ رقیب لگتا تھا وہ اب۔۔ مایا کو کیسے رکھ سکتا ہے اپنے پاس۔۔ داویال نے سونپی تھی مگر اس نے خیال کیوں رکھا۔۔ خوش کیوں رکھا۔۔

وہ ہوٹل میں ایک ٹیبل پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے مگر داویال سوچ میں گم، غائب دماغ بیٹھا رہا۔۔

"داویال یار۔۔ کہاں گم ہو۔۔ کیا کہتے ہو، میرے دوست کا فام ہاؤس ہے، کچھ دن کے لیے چلتے ہیں وہاں۔۔ زرا انجوائے کریں گے، شکار کریں گے۔" شاہ میر نے اسے مخاطب کرتے ہوئے معنی خیزی سے آنکھ مار کر کہا تو باقی سب قہقہہ لگا گئے۔۔

داویال اس کی بات نہیں سن رہا تھا اس کی تو نظریں سامنے ہی ٹیبل پر نواب سکندر کے ساتھ بیٹھے تیمور پر جم گئی تھیں۔۔ فارمل گرے ٹو پیس میں بالوں کو جیل سے سر پر پیچھے کو سیٹ کیے وہ کوئی اور ہی شخصت

لگ رہا تھا۔۔ سانولا چہرہ بے حد وجیہہ اور شفاف گندمی رنگت میں ڈھلا ہوا تھا۔۔ چہرے پر ہلکی شیو اور سنجیدہ تاثرات۔۔

وہ بے حد دلکش اور قابل توجہ لگ رہا تھا۔۔

"وہ۔۔ وہ تیمور ہے ناں۔۔؟" داویال نے بے ساختہ اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا۔۔ اس کے سوال پر سب نے چونک کر اس طرف دیکھا اور حیرت سے منہ کھل گئے۔۔ وہ بے شک تیمور ہی تھا مگر حلیہ۔۔

"لگتا ہے نواب صاحب کے ہاں کام کرنے لگا ہے۔۔ دیکھو کیسے بدل گیا ہے یار۔۔" شہرام نے اندازہ لگایا۔ تبھی تیمور کی نظر ان پر پڑی تو چونکا اور انہوں نے دیکھا تھا، وہ بے چین سا پہلو بدل گیا ہے۔

شاید وہ کسی بزنس لنچ کے لیے وہاں بیٹھے تھے۔۔ ان کے ساتھ موجود دوسرے تین چار لوگ فری ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے تھے، ساتھ میں وہ بھی اٹھے۔۔

تیمور مسلسل ان سے نظریں چراتا انجان بن رہا تھا۔

"یہ کچھ چھپا رہا ہے سالا۔۔ اب اس کے مزاج نہیں مل رہے، کوئی لاٹری جیتی ہے کیا۔۔" وہ سب جلتے بھنتے تیمور کا اگنور کرنا دیکھ رہے تھے۔۔

داویال جھٹکے سے اس کی طرف بڑھا، اگر وہ کچھ چھپا رہا ہے یا وہ کوئی دھوکہ دے چکا ہے تو داویال اس سے سوال کرے گا۔۔ اس کے پاس مایا تھی وہ اسے جانے نہیں دے سکتا تھا۔۔

"او۔۔ کے سی یو اگین نواب صاحب۔۔ سی یو سر۔۔"

وہ بندے نواب سکندر اور تہام سے ہاتھ ملا کر آگے بڑھ چکے تھے، جب داویال اور اس کے پیچھے باقی سب بھی ان کے سر پر پہنچے۔۔

”ہیلو نواب صاحب۔۔کیسے ہیں۔۔ تیمور تم یہاں۔۔؟“

وہ نواب صاحب سے مل کر تیمور کو دیکھ رہے تھے۔۔ نواب سکندر انہیں پہچان گئے تھے، وہ تہام کے وہی دوست تھے جو نواب حویلی بھی آئے تھے۔۔

”میں ٹھیک۔۔ آپ سب ٹھیک ہیں۔۔“ وہ خوشدلی سے ملے۔ تہام چہرے پر مسکراہٹ سجائے بے چین کھڑا تھا، وہ اپنی اصلیت نہیں کھولنا چاہ رہا تھا۔

”ہم فٹ۔۔ تیمی کیسے ہو جاب کر لی کیا۔۔؟“

وہ سب مزے سے ان کے پاس بیٹھ کر بولے۔۔ داویال اسے گھور رہا تھا اور صاف ظاہر تھا تیمور بھی اسے اگنور کر رہا ہے۔۔اس کی جرأت پر وہ تپ گیا۔۔

”فائن۔۔جی ہاں۔۔“ تیمور نے مختصر جواب دیا۔۔

”ہمارے ساتھ فیملی بزنس سنبھال رہے ہیں آپ کے فرینڈ۔۔اور ماشاءاللہ بہت اچھے سے۔۔“ نواب صاحب کے لہجے میں فخر تھا اس کے لیے۔۔

”ہم چلیں اب۔۔ دیر ہو رہی ہے۔۔“ تہام نے باپ کو مزید بولنے سے روکنا چاہا۔۔

"کہاں بھئی۔۔ کچھ دیر بیٹھو۔۔ اور نواب صاحب واقعی ذہین تو یہ ہمیشہ سے تھا یہ تو آپ کا بڑا پن ہے اسے ہمیشہ ساتھ رکھتے ہیں۔۔"

عبیر نے اس کی طرف مسکرا کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"بیٹا بڑا پن نہیں ان کا حق ہے۔۔ یہ ہمارے سب سے چھوٹے بیٹے ہیں اور اس بزنس میں برابر کے حصہ دار ہیں۔۔" نواب صاحب نے مسکراتے ہوئے ان کے سروں پر دھماکہ کیا۔ تہام نے سرد آہ بھری، وہ جانتا تھا عبیر کی یہ بات بابا صاحب کو بری لگے گی۔۔ وہ اس کے ڈرامہ میں ساتھ نہیں دیں گے اور وہی ہوا۔۔

"ک۔۔ کیا مطلب۔۔ یعنی تیمور۔۔ کیا ہمیشہ سے۔۔"

شاہ میر کی زبان لڑکھڑائی، داویال تو جیسے پتھر کا ہو چکا تھا۔ اسے لگا مایا کو پھر سے کھو چکا ہے۔۔
اب واقعی کھو چکا ہے بس۔۔

"تیمور تو ان کے مرحوم بابا کا نام ہے۔۔ یہ نوابزادہ تہام تیمور ہیں۔۔ جی ہاں بیٹے ہمیشہ سے ہمارے بیٹے تھے۔۔ بچپن سے ہی غریب بن کر رہنے کا عجیب شوق ہے انہیں۔۔" نواب صاحب بول رہے تھے۔۔ وہ بھی تنگ آچکے تھے تہام کی ڈرامہ بازیوں سے۔۔ ان کے سامنے کئی بار لوگ تہام کو عزت نہیں دیتے تھے، کمتر سمجھتے تھے۔۔ اسے شاید فرق نہیں پڑتا تھا مگر نواب سکندر کو تکلیف پہنچتی تھی۔۔ تہام انہیں

سب سے زیادہ عزیز تھا۔۔ حویلی میں اس کی بات کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل تھی اور وہ چاہتے تھے ہر جگہ ان کے برابر تہام کی عزت کی جائے۔۔

"اب چلتے ہیں۔۔ دیر ہو گئی ہے پھر ملیں گے۔۔"

تہام جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا، نواب صاحب بھی سر ہلا کر اٹھے۔۔ وہ چاروں بھی ٹرانس کی سی کیفیت میں اٹھے۔۔ وہ اتنے بڑے نواب کا بیٹا ان کے درمیان کیا بن کر رہتا رہا تھا۔۔ حیرت تھی، صدمہ اور بے یقینی۔۔

•••••••○○○○○○○•••••••

وہ تہام کی لائی چیزوں کو بیڈ پر پھیلائے بے حد خوش ہو رہی تھی۔۔ میک اپ کا مہنگا اور اچھا سامان۔۔ ہر رنگ کے نیل پینٹس۔۔ مختلف رنگوں کی لپ اسٹکس اور لپ گلوز۔۔ نفیس اور عمدہ جیولری۔۔ خوبصورت رنگوں کے مہنگے جوڑے اور ہم رنگ سینڈلز۔۔ اس کے سجنے کا ہر سامان لایا تھا وہ۔۔

ایسا کرو اچھی سی تیار ہو جاؤ۔۔ پھر تمہاری گرینی ماما کے پاس چلتے ہیں۔۔" اچانک اسے دیکھتا تہام بول اٹھا، وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی۔۔

''میں۔۔مجھے یہ ڈریس پہننا ہے۔۔'' وہ کب سے ہر ڈریس کو غور سے دیکھتی ایک پیچ اور اناری رنگ کے خوبصورت کمبی نیشن والا سوٹ نکال کر ایک طرف کر گئی۔۔ شارٹ فراک اور کھلا ٹراؤزر تھا۔۔ ٹراؤزر اور شارٹ فراک کے بھاری بارڈرز بنے ہوئے تھے۔۔ آنچل ہلکا اور نرم کپڑے کا تھا۔ تہام نے سر ہلا کر اس کی پسند کی داد دی۔۔

وہ ڈریس اٹھا کر بچوں جیسی جلدی مچاتی شاور لینے چلی گئی۔۔ تہام نے مسکرا کر اپنے لیے سفید کلر کا کرتا شلوار نکالی۔۔ مایا سے اب وہ کافی حد تک دوستی کر چکا تھا۔۔ وہ جھجکتی نہیں تھی اب اور تہام بھی زیادہ قریب نہیں ہوتا تھا، ناز بردستی حق جماتا تھا۔۔ اس کی نیند گہری تھی، اس کی نیند کا فائدہ وہ خوب اٹھالیتا تھا مگر مایا کا اس پر کافی حد تک اعتماد بحال ہونے لگا تھا۔۔

وہ شاور لے کر نکلی تو تہام اسے تکتا چلا گیا۔۔ شفاف دھلا ہوا نم چہرہ اور پشت پر بکھرے نم بال۔۔ اس رنگ میں اس کی رنگت دمک رہی تھی۔۔

"ردا بھابھی سے تیار ہونا وہ اچھا تیار کریں گی۔۔"

تہام نے بمشکل نظر ہٹائی۔۔ اپنا ڈریس اٹھا کر قدم واش روم کی طرف بڑھاتے ہوئے تاکید کی۔۔

اور جب تک وہ شاور لے کر فریش سا باہر آیا، مایا اپنی پھرتی کے باعث ردا بھابھی کے روم میں تھی۔

وہ سر جھٹک کر بال برش کرنے لگا۔ کلون کی خود پر بارش کر کے براؤن شوز پہنے۔۔ ایک بھاری مردانہ گرے شال کندھوں پر رکھی، موسم کافی سرد ہو چکا تھا شال کی ضرورت محسوس ہوتی تھی۔۔

تیار ہوتے ہی اس نے اماں تاجاں کو کال ملا کر اپنے آنے کی اطلاع دینے لگا۔۔

"نہیں مجھے کچھ کام ہے میں مایا کو چھوڑ دوں گا لنچ آپ لوگ ساتھ کر لیجیے گا۔۔" اس نے اپنا پلان بتاتے ہوئے سامنے نظر کی تو دروازے سے اندر داخل ہوتی مایا کو دیکھ کر آنکھیں پھیلیں۔۔

نیچرل میک اپ میں اس کے معصوم نقوش مزید ابھر کر واضح ہو رہے تھے۔۔لبوں پر اناری رنگ کی لپ سٹک کی تہہ نے ان کی شیپ کو خوبصورت بنا دیا تھا۔ بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا بنا ہوا تھا جس سے کہیں کہیں لٹیں نکل کر گردن پر بکھری تھیں۔۔

تہام کے لیے اپنے جذبات پر بندھ باندھنا مشکل ترین ہونے لگا۔۔کال بند کرتا اٹھ کر اس کے سامنے جا رکا۔

"یہ دیکھیں۔۔انہوں نے مجھے دونوں کلرز میں نیل پینٹ لگا دیا ہے۔۔" وہ جگمگاتی آنکھوں سے اپنے ہاتھ سامنے کر کے بتا رہی تھی۔ تہام نے اس کے ہاتھ دیکھے، مخملیں نازک ہاتھوں پر اناری اور پیچ کلر میں لگا نیل پینٹ بہت دلکش لگ رہا تھا۔ وہ اس کے معصوم حسن سے مرعوب اپنی جگہ جما ہوا تھا۔۔

مایا نے وارڈروب سے پیچ کلر کے کوٹ شوز نکال کر پہنے۔۔نیا شوق۔۔نیا تجربہ تھا۔۔چلنا مشکل تھا مگر دراز قد ہو کر تہام کے برابر ٹھہرنا اچھا لگ رہا تھا۔۔

تہام نے میرون بھاری شال اٹھا کر اس کے کندھوں پر پھیلاتے ہوئے اسے خود میں سمیٹ کر اس کی پیشانی پر جلتے لب رکھے۔ وہ گھبرا کر یخ ہاتھ اس کے سینے پر ٹکاتی اسے دور کرنے لگی۔ جانے اچانک اسے کیا ہو جاتا تھا۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو تہام کی زندگی۔۔" اس کے ہاتھ اپنے گرم ہاتھوں میں لے کر لبوں سے لگائے۔۔

مایا کے گال تپ اٹھے۔۔ ہاتھ کھینچنے کی کوشش میں لڑکھڑائی مگر وہ اس کی کمر پر بازو لپیٹتا پھر سے سنبھال گیا۔۔ اپنے جذبات پر قابو پاتا اسے ساتھ لیے باہر نکلا۔۔ گاڑی میں بٹھانے تک اس کی نظریں مایا کے چہرے پر بھٹکتی رہی تھیں۔۔

••••••••••○○○○○○○○○••••••••

وہ آفس میں بیٹھا تھا جب شیریں کی کال آئی۔۔ وہ صبح سے کالز کر رہی تھی اور داویال اگنور کر رہا تھا۔۔ ڈھیٹ تھی پھر بھی مستقل مزاجی سے کال کیے جا رہی تھی۔۔ بد دلی سے موبائل اٹھاتا کال اٹینڈ کر کے کان سے لگا گیا۔۔

''داویال تم نے تو کہا تھا مایا گاؤں کے ایک غریب گھرانے اور ایک دیہاتی کے ساتھ زندگی گزارے گی۔۔

آج میں نانو کے ہاں سے آ رہی تھی۔۔ وہ ایک بڑی گاڑی میں ایک اتنے شاندار لڑکے کے ساتھ سج دھج کر بیٹھی تھی۔۔ کہیں سے پرانی مایا نہیں لگ رہی تھی اور وہ تم لوگوں کے ہی گھر داخل ہوئے۔۔''

شیریں ایک ہی سانس میں بول رہی تھی جیسے سانس لیا تو بات نا رہ جائے۔۔ وہ چونک کر اٹھا۔۔

''کیا۔۔ کب؟ کب دیکھا۔۔؟ کیا تم ملی ہو اس سے۔۔'' داویال نے آفس سے نکلتے ہوئے بے چینی سے سوال کیا۔ آج وہ مایا کو دیکھ لے گا۔۔ بس پاس رکھ لے گا۔۔

''نہیں۔۔ صبح دیکھا تھا تب سے کالز کر رہی ہوں۔۔ میں بہت رف ڈریسنگ میں تھی، ایسے کیسے سامنے جاتی۔۔ پھر کبھی ملوں گی انفیکٹ اگر وہ کچھ دن رہے گی تو بتانا زرا دیکھیں تو کس کے ساتھ گھوم رہی ہے۔۔''شیریں بھی متجسّس تھی۔

داویال نے کال بند کر کے تیزی سے اپنی گاڑی کی طرف قدم بڑھائے، ڈرائیور نے پھرتی سے بڑھ کر دروازہ کھولا اور وہ اندر بیٹھ گیا۔

طوفان جیسی تیزی سے وہ گھر پہنچا تو گیراج میں کوئی گاڑی نہیں تھی۔۔ یا شیریں کو غلط فہمی ہوئی تھی یا وہ آ کر جا چکی تھی کیونکہ اب تو شام ہونے کو تھی۔۔ وہ مایوس سا اندر داخل ہوا کچن سے بولنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔۔ اس نے کچن میں جھانکا تو اماں تاجاں چائے بنا رہی تھیں اور قریب ایک چیئر پر وہ بیٹھی تھی۔

اس کا حلیہ۔۔ ڈریسنگ اور سٹائل۔۔ سب کچھ بدل گیا تھا، وہ مسکرا رہی تھی۔۔ وہ مایا جو بس ڈرتی تھی یا روتی تھی۔۔ وہ چمکتا چہرہ لیے مسکرا رہی تھی۔۔ داویال کی نظریں اس پر جم سی گئیں۔۔

''اچھا میں یہ سوپ تمہاری گرینی ماما کو پلا کر آتی ہوں۔۔ دن کے وقت تو تم سے باتوں کے لالچ میں کھانا سہی سے نہیں کھایا تھا۔۔ تم یہ چائے بن جایے تو لے آؤ گی؟''ایک باؤل میں سوپ ڈالتے ہوئے پوچھ رہی تھیں۔۔

داویال پھرتی سے ایک طرف ہوتا چھپ گیا۔۔ اگر وہ اسے دیکھ لیتیں تو کبھی مایا کو کچن میں اکیلا نا چھوڑتیں۔۔

”جی لے آؤں گی۔۔ میں وہاں بابا صاحب اور بی جان کو بھی چائے دیتی ہوں۔۔ مجھے اب بنانی بھی آتی ہے۔۔“

وہ شرما کر مسکراتے ہوئے بتا رہی تھی۔ اماں تاجاں مسکرائیں اور باؤل لے کر کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔

وہ پیچھے کچن میں داخل ہوا۔۔ گہری نظروں سے اسے دیکھا جو ڈوپٹہ اور شال سنبھالنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔ داویال نے آگے بڑھ کر اس کی زمین کو چھوتی شال کا پلو تھام کر اوپر کیا تو کسی کی موجودگی محسوس کرتی وہ پلٹی اور داویال کو دیکھ کر اس کے رنگ اڑ گئے۔۔

”کیسی ہو مایا؟ بہت پیاری ہو گئی ہو، پہلے سے بھی زیادہ۔۔“ وہ یک ٹک اسے دیکھتا اس کے قریب ہوا اور اس کے ملائم گال کو سہلا کر بولا تھا۔۔ مایا کا جسم خوف سے کانپنے لگا۔۔ نا وہ چیخ پا رہی تھی نا اسے جھٹک پائی۔۔ اس کے بے باک لمس پر دل رکنے لگا۔۔

”ڈر کیوں رہی ہو مایا۔۔ میں معافی مانگنا چاہتا ہوں۔۔ میں نے جو کچھ بھی کیا، انجانے میں ہوا۔۔“

وہ طلاق کا حوالہ دے رہا تھا، لہجے میں ندامت تھی مگر وہ یہ سب سمجھنے سے قاصر تھی۔۔ جو گزر گیا، سو گزر گیا مگر وہ اب اس کے پاس کیوں کھڑا تھا۔۔ داویال نے اس کی نازک کلائی دبوچ لی تھی۔۔

"چھ۔۔۔ چھوڑ دیں۔۔ مجھے۔۔ جانا ہے۔۔" وہ کپکپا کر بولتی اس کی سائیڈ سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی تھی جب داویال نے اس کے آگے بازو پھیلا کر راستہ روک دیا۔۔ اپنے جسم سے اس کا بازو ٹکراتے ہی وہ جھٹکے سے پیچھے ہوتی شیلف سے لگی۔۔

"کہاناں بس بات کر رہا ہوں۔۔ ڈرو مت۔۔ کیا تم اس نوابزادہ کے ساتھ خوش ہو۔۔؟"

وہ کھوجتی نظروں سے مایا کو دیکھنے لگا، جس کا چہرہ پسینے سے تر ہو رہا تھا۔۔ وہ ڈر رہی تھی۔۔ داویال سے، اس کی آواز سے۔۔ اس کے قریب آنے سے بھی۔۔ وہ رونا چاہتی تھی۔۔ اس کی باتیں سن ہی نہیں رہی تھی۔ وہ کیا پوچھ رہا تھا کیا بول رہا تھا۔۔

ایک بار پھر وہ اندر سے شدید خوف کا شکار ہوئی تھی۔

"مایا۔ جواب کیوں نہیں دیتی ہو۔۔ ابھی تو ہنس ہنس کر بات کر رہی تھیں۔۔ مجھے دیکھ کر کیا ہوا؟ کیا بہت خوش ہو اس کے ساتھ جو چند دن پہلے ہی ملا ہے۔۔ مجھے تو تم بچپن سے جانتی ہو مایا۔۔ مجھے دیکھو۔۔ میں داویال۔۔ تمہارا کزن۔۔"

وہ دبا دبا چلا رہا تھا۔ غصہ آ رہا تھا اس کے خوف پر۔۔ اس کے دور ہونے کی کوشش پر۔۔

یہ احتیاط وہ پہلے کرتی تھی تو اچھا لگتا تھا مگر اب یہ خوف داویال کو اندر تک سلگا گیا تھا۔۔ اس کے دونوں بازو سختی سے جکڑ کر اسے اپنے قریب کرنے کی کوشش کرنے لگا۔۔

مایا کے حواس گم ہو رہے تھے۔۔۔ ایک بار پھر۔۔

اسے لگا اسے توڑ دیا جائے گا۔۔اور کوئی بچانے والا بھی نہیں تھا۔۔

ایک بار پھر اسے لگا وہ اکیلی ہے۔۔بے بس ہے۔۔

آج پھر وہ کانچ کی گڑیا کسی جانور کے سخت ہاتھوں میں آ چکی تھی۔۔

..•••••♦♦♦••••

اس سے پہلے کہ مایا اپنے ہوش و حواس کھو کر اس کی کوشش کامیاب کرتی۔۔اسی وقت اسے لینے کے لیے آیا تہام، کچن میں یہ منظر خون چھلکاتی آنکھوں سے دیکھتا آگے بڑھا اور داویال کے کندھے پر دباؤ ڈال کر اسے پوری قوت سے پیچھے دھکیلا کہ وہ لڑکھڑا کر پیچھے کو گرنے ہی والا تھا۔

داویال نے چونک کر اسے دیکھا اور سنبھل کر دو قدم مزید دور ہوا۔۔مایا شیلف کا سہارا لے کر بمشکل کھڑی تھی۔۔سانس پھولی ہوئی تھی اور چہرہ اور آنکھیں ازحد سرخ اور بھیگ رہے تھے۔۔تہام نے آگے بڑھ کر اس کے گرد مضبوط حصار بنا کر اسے خود میں سمیٹ لیا۔۔اس کے انداز میں داویال جیسی سختی نہیں تھی۔۔بہت نرمی تھی۔۔ایسی نرمی جیسے وہ کانچ کی گڑیا ہو۔۔جیسے وہ نازک سا پھول ہو۔۔

"مجھے تم سے۔۔اس گھٹیا پن کی بالکل امید نہیں تھی داویال اعظم۔۔" تہام کی سرد آواز پر اس میں مزید چھپنے کی کوشش کرتی مایا کو رونا آیا۔۔

اماں تاجاں نے ٹھیک کہا تھا۔ وہی اسے بچا سکتا ہے اور وہ بچا چکا تھا۔ آج اس کے حصار میں اسے اپنا آپ محفوظ محسوس ہو رہا تھا۔ وہ یقین کر گئی تہام ہی اس کا اپنا اور قریبی ہے۔۔ داویال کے لمس سے گھن آتی تھی مگر تہام کا حصار گرم دھوپ میں نرم چھاؤں جیسا لگ رہا تھا۔ اس کا لمس سکون دیتا تھا۔ اس کے حصار میں نرمی تھی اور احتیاط تھی۔۔

آج وہ باقی سب میں اور تہام میں فرق کر گئی۔۔

اماں تاجاں بھی شاید مایا کے اب تک نا آنے پر کچن کی طرف آئی تھیں اور اب معاملہ سمجھنے کی ناکام کوشش کر رہی تھیں۔

”کیسا گھٹیا پن۔۔؟ دوغلے انسان دھوکے باز تو تم ہو۔ نا جانے کتنے روپ ہیں تمہارے۔۔ اور میں مایا کو اب تمہارے ساتھ نہیں بھیجوں گا۔۔ اب تک اسی حال میں ہے وہ۔۔ سہمی ہوئی ہے۔۔“

داویال پکڑے جانے پر ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتا اس پر چڑھ دوڑا تھا۔ اماں تاجاں کے رونگٹے کھڑے ہوئے۔۔

مایا نے مزید خود کو اس کے سینے میں سمیٹتے ہوئے گویا اسے احساس دلانا چاہا کہ وہ اسے نا چھوڑے۔۔

اس کی معصوم کوشش پر تہام نے اسے خود میں بھینچ لیا۔۔

”نہ۔۔ نہیں داویال بیٹا۔۔ نہیں مایا بہت خوش ہے۔۔ تہام بیٹا کے ساتھ۔۔ کافی بہتر ہو گئی ہے۔۔“

اماں تاجاں نے بے قراری سے وضاحت دینا چاہی۔

”آپ پریشان نا ہوں، مایا کو اب میں کبھی نہیں چھوڑوں گا۔۔اور تم داویال۔۔"

اماں تاجاں کو نرمی سے تسلی دیتا وہ داویال کی طرف متوجہ ہو کر سرد لہجے میں بولا۔

"یہ میری بیوی ہے۔۔ یہ مایا تہام ہے کوئی لاوارث لڑکی نہیں جسے تم جب چاہو دیکھو اور ہاتھ لگاؤ۔۔ اگلی بار ایسا سوچنا بھی مت۔۔ آنکھیں نوچ کر ہاتھ میں دوں گا اور یہ ہاتھ بھی سلامت نہیں بچیں گے۔۔"

اس کے لہجے میں داویال کے لیے شدید نفرت اور سرد پن تھا۔ داویال ساکت سا اس کا نیا روپ دیکھ رہا تھا۔

"اب میں چلتا ہوں۔۔“ تہام نے ایک جلتی نظر داویال پر ڈال کر اماں تاجاں کو جواب دیا اور مایا کو لے کر باہر کی جانب بڑھا۔۔

”رک جاؤ گھٹیا انسان۔۔ تم مایا کو نہیں لے جا سکتے۔۔ مایا سے پوچھنے دو وہ جانا چاہتی ہے یا نہیں۔۔“ داویال نے اسے روکتے ہوئے آخری حربہ آزمایا۔ وہ پاگل ہو رہا تھا۔ تہام کے حصار میں کھڑی مایا کو دیکھ کر داویال کو لگا کسی نے اس کا دل پکڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا ہے۔۔ مایا اس کی بات پر لڑکھڑا گئی تھی۔۔

”میرے لیے اس کے الفاظ سے زیادہ اہمیت اس کے اعتماد کی ہے۔۔ تم سے ڈر کر میرے سینے میں چھپی ہوئی ہے۔۔ اس نے مجھے نہیں دھکیلا۔۔ وہ جانتی ہے میں اس کا محافظ ہوں، لٹیرا نہیں۔۔“

تہام نے ایک جتاتی نظر داویال پر ڈال کر اونچی ہیلز اور گھبراہٹ کی وجہ سے لڑکھڑاتی مایا کو قیمتی متاع کی طرح بانہوں میں اٹھالیا۔۔

داویال نے متنفر نظروں سے اس کا استحقاق دیکھا تھا۔۔ اسے دھکیلنے والی مایا تہام کے سینے میں منہ چھپائے ہوئی تھی۔۔ ایسا اعتماد اور اتنا یقین۔۔ اس چند دن پہلے ملنے والے اجنبی انسان پر۔۔؟ داویال ساکت کھڑا تھا اور تہام جا چکا تھا۔۔

اماں تاجاں بھی ان کے پیچھے بھاگیں۔۔ وہ کچن میں کھڑا رہ گیا۔۔ چولہے پر رکھی چائے جل جل کر ختم ہو رہی تھی۔۔ اس نے ہاتھ مار کر ٹرے میں ترتیب سے رکھے سب کپس فرش پر گرا دیئے۔۔

اسی ٹوٹے کانچ پر گھٹنوں کے بل گر کر چیختا اپنے بال نوچنے لگا۔۔ خسارہ ہوا تھا۔۔ بہت بڑا خسارہ۔۔

تو کیا اب عمر ساری مایا کی طلب میں گزر جانی تھی۔۔ طلب بھی شدید اور مسلسل سی۔۔

روح کو چیرتی ہوئی۔۔ وجود کو کینسر کی طرح کھاتی ہوئی سی۔۔ مایا کی طلب ایسی تھی مگر وہ میسر نہیں تھی۔۔ وہ اب جس کی تھی وہ دیکھنے والوں کی آنکھیں تک نوچ لیتا۔۔

اب وہ اسے خود میں چھپا گیا تھا، وہ اب اسے دنیا والوں کے سامنے لانے والا بھی نہیں تھا۔۔

داویال مایا کو کھو چکا تھا یوں کہ شاید اب کبھی وہ چہرہ دیکھنے کو بھی نا ملے جس چہرے کو دیکھ کر ہی داویال کے تڑپتے وجود کو سکون ملنا تھا۔۔

وہ خالی ہاتھ تھا اور یہ سب اس نے خود کیا تھا۔۔

اس کی تکلیف اور ازیت کی کوئی حد نا تھی۔۔ کوئی اندازہ کر بھی نہیں سکتا تھا۔ اس نے خود کو خود اپنے ہاتھوں سے سزا دی تھی۔۔ کیسا بھیانک انجام طے کیا تھا اللہ نے اس کا۔۔

••••••••••○○○○○○○○○○○••••••••

وہ خاموشی سے سامنے بیڈ پر سوتی مایا کو دیکھ رہا تھا۔ وہ اس وقت سادہ گلابی لباس میں کمفرٹر اوڑھے سو رہی تھی۔۔ گال اب بھی نم گلابی سے لگ رہے تھے، وہاں سے واپسی کا تمام سفر وہ روتی آئی تھی۔۔ بری طرح ڈر گئی تھی۔۔

تہام نے بمشکل چپ کروا کر کھانا کھلایا تھا، شاید صبح ہی نظر لگ گئی تھی اسے۔۔ اپنے گھر جانے اور اپنی گرینی ماما سے ملنے کی ساری خوشی غارت ہو چکی تھی۔۔ اسے خوف تھا داویال اسے پھر سے گھر لے جائے گا۔۔ پھر سے مارے گا۔۔ پھر سے وہ ایک کمرے میں قید کر لی جائے گی۔۔

اس نے سر جھکا کر دیکھا۔ اس وقت بھی سوتے ہوئے وہ اس کا کرتا مٹھی میں جکڑ کر سو رہی تھی۔۔ اسے تہام سے دور نہیں جانا تھا۔۔

وہ اس کے پاس لیٹ کر مٹھی کو نرم گرفت میں لے کر ہولے سے کھولتا اس کے ہاتھ اپنے سینے پر رکھ گیا۔۔اس کا سر اپنے بازو پر رکھا اور اسے خود میں سمیٹتے ہوئے قریب تر کرلیا۔۔جھک کر اس کے گلابیاں چھلکاتے نم نقوش کو نرمی سے سے چھونے لگا۔۔

اس کی بکھری نرم زلفوں میں چہرہ چھپا کر سکون سے گہرا سانس بھرتا اسے مزید خود میں بھینچ گیا۔۔اس کی نرم ٹھوڑی پر لب رکھ کر مسکراتے ہوئے آنکھیں بند کیں۔۔اپنی گردن پر محسوس ہوتی تپتی سانسوں کو محسوس کر کے وہ کسمسائی اور پھر سکون سے سو گئی۔۔اب اس کا لمس یا حصار تنگ نہیں کر رہا تھا اسے۔۔یعنی اب وہ عادی تھی اس کی۔۔

رات کے دوسرے پہر وہ عادت کے مطابق ٹانگیں چلا کر کمفرٹر اپنے اوپر سے اتار کر سردی سے کپکپاتی تہام کے سینے میں چھپ رہی تھی۔۔

تہام نے جاگ کر جلدی سے اسے اپنی گرم پناہ میں لیتے ہوئے اس پر کمفرٹر سیٹ کر دیا۔۔وہ اس کی پیشانی پر لب رکھ کر آنکھیں بند کرتا پھر سے سو چکا تھا جبکہ مایا کی آنکھ کھل چکی تھی۔۔وہ اس کا چہرہ تکنے لگی۔۔

یہ بیگانہ نظر نہیں تھی۔۔نا ہی خوف سے بھری نظر تھی۔۔نا الجھن تھی نا گھبراہٹ۔۔

اسے وہ چہرہ اچھا لگ رہا تھا اور اپنا بھی۔۔اس کی گرم سانسوں کو وہ اپنے چہرے پر محسوس کرتی سرخ ہو رہی تھی مگر وہ تنگ نہیں ہوئی۔۔

اس کی توجہ اور پرواہ کی عادی ہو رہی تھی۔۔

وہ اس کے اور اپنے رشتہ کو پہچان رہی تھی۔۔اس کی محبت کو پہچان رہی تھی۔۔اس کی محبت میں مبتلا ہو رہی تھی۔۔ہاں اسی مرحلہ میں تھی وہ۔۔

•••••••○○○○○○○•••••••

وہ فخر بیگم اور شیریں کے سامنے بیٹھا تھا۔۔ رنگت میں زردی گھل گئی تھی، رتجگوں کے سیاہ حلقے آنکھوں کے گرد نا محسوس سے پھیل رہے تھے۔

چہرے پر بے زاری تھی جسے محسوس کر کے فخر بیگم نے لب بھینچے۔۔

"داویال شیریں کے پاپا اس کی شادی کرنا چاہتے ہیں۔۔اس کی ایج بڑھ رہی ہے۔۔ تم آخر کتنا وقت لو گے بتا دو۔۔؟" فخر بیگم کے دانت پیس کر کہنے پر وہ سیدھا ہوا۔۔اور ایک نظر شیریں کو دیکھا جو ناراضگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

"کیا میں نے کبھی کہا میں شیریں سے شادی کروں گا۔۔؟" وہ ٹھنڈے لہجے میں بولتا دونوں ماں بیٹی کو بوکھلانے پر مجبور کر گیا۔۔

"تو اتنے دن کیا تم میرے ساتھ وقت گزاری کر رہے تھے داویال۔۔؟ تم جانتے تھے میں تم سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔۔" شیریں چیخ کر بولی۔۔

"وقت گزاری۔۔؟ کزن ہو میری۔۔ کالز کرتی رہیں۔۔ ملنے کے لیے بلاتی رہیں تو رسپانس دیا بس۔۔ کیا کبھی میں نے خود تمہیں بلایا یا کال کی۔۔؟"

داویال نے بے مروتی سے بولتے ہوئے ابرو چڑھایا۔۔

"شٹ اپ۔۔ یہ مذاق نہیں ہے داویال۔۔ یہ کھیل تم مایا کے ساتھ کھیل سکتے ہو، میری بیٹی کے ساتھ نہیں۔۔ اس کا تو تم نے تماشہ بنا لیا تھا۔۔ شادی کر کے پہلی رات سب لوگوں کے درمیان اسے ناکارہ شے کی طرح پھینک دیا مگر یاد رکھنا میری بیٹی لاوارث نہیں ہے۔۔" فخر بیگم نے غصے سے ناک پھلا کر کہا۔۔ ان کی باتوں پر داویال نے پہلو بدلا۔۔۔ وہی غلطی ہی تو چین نہیں لینے دے رہی تھی۔۔ کاش کچھ دن صبر کر لیتا۔۔ اسے چھوڑ دینے کا فیصلہ آج تک اندر سے بری طرح کاٹ رہا تھا۔ وہ سکون سے محروم ہو گیا تھا۔۔

"مایا کے ساتھ زیادتی کی میں نے۔۔ ہاں مانتا ہوں۔۔ وہ معصوم تھی اور میں غلط تھا۔۔ مگر آپ کی بیٹی معصوم ہرگز نہیں۔۔ مایا نادان تھی شیریں نہیں۔۔

اُس کی طرف میں بڑھا تھا۔۔ میں نے اپنی طرف مائل کیا۔۔ اپنا عادی کیا اور پھر اسے توڑ کر رکھ دیا۔۔ جو ہوا سب میرا قصور تھا۔۔ مگر اس بار ایسا نہیں۔۔ "

وہ بھی بدلحاظی سے بولتا ان دونوں کو پتھر کا کر گیا۔۔

''اس بار شیریں خود میرے آگے آتی رہی۔۔ خود میرے پاس آئی۔۔ ہر بار۔۔ ہر ہر بار۔۔ جو ہوا سب آپ کی بیٹی کی اپنی مرضی سے ہوا۔۔ یہ تو کوئی بار رات تک گزارنے کے لیے تیار ہوئی۔۔ شکر کریں میں نے یہ انتہا نہیں کی کبھی۔۔ ورنہ مایا واقعی پاکباز تھی لیکن آپ کی بیٹی پاکیزہ نا رہتی۔۔''

داویال کے جملے فخر بیگم کے سر پر بھاری پتھروں کی طرح برس رہے تھے۔۔ وہ شرٹ جھاڑ کر ایک تمسخر بھری نظر شیریں پر ڈال کر چلا گیا۔۔

وہ دونوں خفت اور زلت سے ساکت رہ گئیں۔۔

اگر ایک معصوم کی برباد ہو چکی زندگی کے ملبے پر اپنا محل تیار کریں گی تو وہ محل زمین بوس ہی ہونا تھا۔۔ اس کی بنیاد ہی بوسیدہ تھی۔۔ اس کی جڑوں میں مایا کا ناحق خون جو تیر رہا تھا۔۔ انہیں تو خالی ہاتھ ہونا ہی تھا۔۔ وہ کیسے سوچ گئیں مایا کے آنسو تمسخر سے دیکھنے کے بعد ان کے نصیب میں مسکراہٹیں ہوں گی۔۔

وہ غلط تھیں اور آج سمجھ آ گئی تھی۔۔

مایا ہاتھ سے جا چکی تھی مگر ابھی اس کی جگہ کسی اور کو دینے کو بھی وہ تیار نہیں تھا۔۔ ابھی تو اپنے کیے پر پچھتانا باقی تھا۔۔ ابھی تو فراق کی راتیں رو کر گزارنی تھیں اور اگر کسی دن وہ سنبھل جاتا۔۔ اسے زعم تھا اس کے لیے ہزار ایک سے ایک بڑھ کر حسین کم عمر لڑکیاں ہو سکتی تھیں۔۔

مگر وہ اب سمجھ چکا تھا دنیا کی کسی حسین اور کم عمر لڑکی میں بھی اسے وہ سکون ملنے والا نہیں تھا۔ وہ مایا سے عشق کر بیٹھا تھا، اس نے مرتے دم تک تڑپنا ہی تھا۔۔اب یہی انجام ہونا تھا۔۔

اس لیے شیریں سے جان چھڑوالی تھی اس نے۔۔

اس سے جان ہی چھڑوانا تھی، یہی کرنا تھا اس نے۔۔ زرا جلدی کرنا تھا، بس لیٹ ہو گیا۔۔۔

•••••••○○○○○○○○••••••

وہ تین چار دن سے مایا کی بے چینی محسوس کر رہا تھا، وہ چھپ چھپ کر اسے تکتی تھی۔۔

اس کو سویا ہوا پا کر کبھی اس کے گال پر انگلی رکھتی تھی، کبھی بالوں کو چھوتی تھی۔۔

وہ چھپ کر اس پر حق جتاتی تھی اور خوش ہوتی تھی کہ وہ پورے کا پورا اس کا ہے۔۔

اس کے دیکھنے پر بوکھلا جاتی تھی اور نا دیکھنے پر بے چینی سے اسے دیکھتی تھی۔۔

اس کی توجہ پر شرماتی تھی اور جب وہ اگنور کرتا تو رونے والی ہو جاتی تھی۔۔

صاف ظاہر ہو رہا تھا وہ خود بھی اپنی الجھی بکھری سی حالت سے پریشان ہے۔۔ وہ اپنی ہو چکی محبت سے انجان اور پریشان ہے۔۔

تہام اس کی معصوم سی محبت کو دل و جان سے انجوائے کر رہا تھا۔۔ دل چاہتا تھا سب چھوڑ چھاڑ کر اسے خود میں بھینچ لے۔۔ اس کی بے چینی دور کر دے۔۔ اسے بھرپور توجہ دے کر اس کی چاہ پوری کر دے مگر اس کا یہ روپ اتنا اچھا لگ رہا تھا کہ وہ نا چاہتے ہوئے بھی ضبط کر رہا تھا۔۔

حویلی والے اب اسے چھیڑنے لگے تھے۔۔ ایسی کھلی کتاب تھی وہ کہ ہر ایک نے اس کا محبت میں مبتلا ہونا دیکھ بھی لیا۔۔ پہچان بھی لیا۔۔

""توما یا۔۔ بتاؤ گڑیا تمہارا پورا نام کیا ہے۔۔؟"" انس اور طیفور شرارت سے سوال کرتے تھے۔۔

""تہام کی زندگی۔۔"" وہ جھٹ سے بتاتی سب کو ہنسنے پر مجبور کر دیتی تھی۔ ایسی سادگی۔۔ ایسی محبت۔۔ اس کی معصومیت کو انجوائے کیا جا رہا تھا۔۔

ہر گزرتے دن کے ساتھ وہ ہر ایک کے پاس بیٹھ کر تہام کی باتیں سنتی۔۔ اسی کی باتیں کرتی تھی۔۔ ایک تہام تھا جو جانے کیوں دور ہو گیا تھا۔۔ اسے اچھے سے یاد تھا پہلے وہ بہانے بہانے سے قریب ہوتا تھا۔۔ شروع میں بہت تنگ ہوتی تھی، الجھن ہوتی تھی اس کے لمس سے۔۔ مگر پھر وہ عادی ہوتی چلی گئی تھی اور اب جب اسے طلب تھی۔۔ تہام کے لمس اور توجہ کی۔۔

اس کے قریب آنے کی۔۔ مایا کا خیال رکھنے کی۔۔

وہ جانے کیوں پاس نہیں آتا تھا۔۔ رات کو بھی جلدی سو جاتا تھا۔۔ صبح اس سے پہلے اٹھ کر چلا جاتا۔۔ وہ کچھ فکر مند بھی ہوئی۔۔ کیا وہ بھی بدل گیا تھا۔۔

دوسری جانب تہام اس کی محبت میں شدت لانا چاہتا تھا۔۔وہ مشکل سے مگر صبر کر رہا تھا۔۔

اسے کسی ضروری پراجیکٹ کی وجہ سے شہر میں کچھ دن کے لیے جانا پڑا۔۔اس کا ارادہ تھا مایا کو ساتھ لے جائے مگر اس کا سارا دن مصروف رہتا اور مایا اکیلی پریشان ہو جاتی۔۔وہ ارادہ کینسل کر کے اکیلا چلا گیا تھا۔۔

مایا کی زندگی کے وہ پہلے تین دن تھے جب وہ کسی کی یاد میں تڑپتی ہنس، بول بھی نہیں پائی۔۔وہ تین راتیں اس سے سویا نہیں گیا۔۔ کمفرٹر اترنے سے جب ٹھنڈ لگتی تو کوئی سنبھالنے والا نہیں ہوتا تھا۔۔

وہ بے چینی سے ٹوٹی پھوٹی نیند لیتی تیسرے دن صبح صبح نواب بیگم کے سامنے رو پڑی تھی۔۔

"وہ مجھے چھوڑ گئے ہیں۔۔واپس نہیں آرہے بی جان۔۔مجھے نیند نہیں آتی۔۔" وہ بنا کسی کا سوچے رو رو کر اپنی حالت بتا گئی۔۔سب کے لبوں پر دبی ہنسی تھی۔۔اسے بہلایا گیا۔۔منایا گیا مگر اسے بس تہام چاہیئے تھا۔۔

"چپ کر جائیں بچے۔۔ ہم انہیں بلواتے ہیں۔۔وہ کیسے ہماری گڑیا کو چھوڑ کر چلے گئے۔۔آپ ہمارے پاس سو جائیں آج رات۔۔"

نواب بیگم نے سب کو گھور کر ہنسنے سے روکتے ہوئے اسے چپ کروانا چاہا۔۔

"نہیں مجھے تہام چاہیئے۔۔انہیں بلوائیں۔۔میں روتی رہوں گی۔۔میں چپ نہیں ہو پا رہی۔۔"

اس نے ہاتھ پھیلا کر بے بسی ظاہر کی تھی۔۔ وہ اپنے آنسوؤں پر کنٹرول نہیں کر پا رہی تھی۔۔ اسے تہام کی یاد نے پریشان کر دیا تھا۔۔ یہ بالکل نیا تجربہ تھا اس کے لیے اور اسے بے حد برا لگ رہا تھا۔۔

تہام کو حویلی کے ہر ایک فرد نے کال کر کے بلایا تھا۔۔ اسے چھیڑا گیا کہ اس کی زندگی اب رو رو کر حویلی میں سیلاب لانے لگی ہے۔۔ وہ قہقہے لگاتا ان سب باتوں سے محظوظ ہو رہا تھا۔ اس کی پاگل گڑیا پوری حویلی میں اپنی محبت کا ڈھنڈورا پیٹ چکی تھی۔۔ اب لوٹنا ضروری ہو گیا تھا۔۔ اب اسے دیکھنا ضروری ہو گیا تھا۔۔

•••••••○○○○○○○○••••••

وہ تیسرے دن شام کے وقت شہر سے واپس حویلی کی طرف روانہ ہوا اور رات گئے پہنچا تھا۔۔

بے صبری سے سیڑھیاں پھلانگتا اپنے کمرے میں پہنچا۔۔ کمرے کی لائٹس آن تھیں اور سامنے وہ دشمن جاں اب بھی بیڈ پر سکڑی سمٹی بلینکٹ اوڑھے سسک رہی تھی۔۔ وہ بے تاب سا آگے بڑھتا اپنی شال اتار کر صوفہ پر پھینک چکا تھا۔۔

"مایا۔۔ میری زندگی۔۔ میری شیشے کی گڑیا۔۔"

اسے نرمی سے پکارتا اس تک پہنچا۔۔اس کی آواز پر بلینکٹ چہرے سے ہٹا کر مایا جلدی سے اٹھ بیٹھی۔۔ پورا چہرہ بھیگ کر سرخ ہو چکا تھا۔۔نرم لمبے بال بری طرح سے بکھر کر چہرے پر پھیلے ہوئے تھے۔۔ تہام اس کی حالت دیکھ کر تڑپ گیا۔

"تہام۔۔مجھے اکیلے ڈر لگتا ہے۔۔" وہ اس کی طرف دونوں ہاتھ بڑھا کر روتے ہوئے بولی۔۔یوں جیسے وہ اس کے ہاتھ تھام کر ہی ہر خوف اور ہر پریشانی سے نجات دلوا دے گا۔۔ تہام نے مسکرا کر اس کے

ہاتھ پکڑنے کی بجائے اس کے گرد بازو پھیلا کر اسے سینے سے لگا لیا۔۔ وہ اس کی گردن کے گرد اپنے بازو لپیٹتی اس کے کندھے پر ماتھا ٹکا گئی۔۔

تین دن سے تڑپتے مچلتے دل کو سکون سا مل گیا تھا۔ وہ اسے نرمی سے خود میں سمیٹتا مسکرا دیا۔۔

"اب آ گیا ہوں ناں۔۔ اب اکیلا نہیں چھوڑوں گا۔۔ تم تو میری زندگی ہو۔۔ اب اپنی زندگی کو نہیں رلاؤں گا۔۔" اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتا وہ نرمی سے بول رہا تھا وہ بہت زیادہ رونے کے بعد اب ہچکیاں بھرتی خاموش تھی۔۔ پر سکون تھی۔۔

ناگلہ کیا نا سوال کیا۔۔ بس اس کے لیے اتنا کافی تھا وہ لوٹ آیا ہے اور اب کبھی دور نا جانے کی بات کر رہا ہے۔۔۔ اسے یقین تھا وہ سچ بول رہا ہے۔۔

"کیا تہام کی زندگی تہام کو یاد کرتی رہی ہے۔۔؟"

وہ اس کا چہرہ اپنے سامنے کر کے مسکراہٹ دبا کر پوچھ رہا تھا۔۔ اسے یقین تھا وہ اس بار بھی مکر جائے گی۔۔ مگر وہ غلط تھا۔۔

"جی ہاں۔۔ تینوں دن۔۔ بہت زیادہ یاد کیا تھا۔۔ مجھے رات کو نیند بھی نہیں آتی تھی تہام۔۔"

وہ صاف گوئی سے بول رہی تھی۔۔ وہ اسے دیکھتا رہ گیا۔۔ جب وہ انکار کرتی تھی تب وہ واقعی یاد نہیں کرتی تھی۔ وہ اب عادی ہو گئی تھی۔۔ محبت بھی اب کرنے لگی تھی تو اب مان بھی گئی۔۔ اتنی آسانی سے۔۔ معصومیت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

تہام بے ساختہ اس کے بالوں میں نرمی سے ہاتھ ڈالتا اس پر جھکا اور تپتا لمس اس کے چہرے پر بکھیر نے لگا۔۔اس کے انداز میں نرمی تھی، محبت تھی۔۔ سختی نہیں تھی۔۔وہ اس پر حق رکھتا تھا مگر اسے کسی کانچ کی گڑیا کی طرح سنبھال کر رکھتا تھا۔۔

اسے ویسے ہی خود سے لگائے وہ بیڈ پر لیٹتا بلینکٹ اپنے اوپر لے گیا۔۔مایا سکون سے اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔۔

"بابا صاحب ہمارا ولیمہ کرنا چاہتے ہیں۔۔ کیا تم تیار ہو اس کے لیے۔۔؟" تہام نے اس پر جھک کر اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے سوال کیا۔۔

"جی۔۔۔" وہ غنودگی میں ہی سر ہلا گئی۔۔آنکھیں نیند سے بوجھل ہو رہی تھیں۔۔

"مجھے بھی لگ رہا ہے واقعی تیار ہو۔۔" وہ معنی خیزی سے اس کا چہرہ تک رہا تھا جو بس تین دن کی دوری پر اتنی سہم گئی تھی کہ ہر بات ماننے کو تیار تھی۔۔وہ ہنس کر اس کی ٹھوڑی کو اپنے تپتے لمس سے سرخ کر گیا۔۔ مگر وہ سو چکی تھی۔۔

تین دن سے پوری نا ہونے والی نیند یہی گرم آغوش مانگتی تھی۔۔یہی نرم لمس جو وہ بار بار اس پر نچھاور کرتا اسے گلابی کر رہا تھا۔۔

وہ ابنارمل اور خوف بھری زندگی گزارنے والی لڑکی اب نارمل ہو رہی تھی۔۔اب اس کی دماغی حالت بھی درست ہو رہی تھی۔۔

وہ ایک کانچ کی گڑیا تھی جسے بار بار توڑا جاتا تھا، جس کی حفاظت سہی سے نہیں کی گئی تھی مگر اب وہ اپنے حق دار کے پاس پہنچ چکی تھی۔۔

جو اسے سنبھالنا جانتا تھا۔۔ جو اس کے زخمی وجود پر مرہم تھا۔۔ جو اسے سینچ سینچ کر رکھتا تھا۔۔ تہام اس کے بالوں میں نرمی سے انگلیاں چلا رہا تھا اور وہ اس کے حصار میں سکون سے سو رہی تھی۔۔

بس کچھ اور وقت۔۔ تھوڑا سا انتظار باقی تھا اور پھر وہ ایک مکمل نارمل لڑکی بن جانے والی تھی۔۔

اور تہام یہ انتظار کرنے کو تیار تھا۔۔ وہ ہر قدم اور ہر موڑ پر اس کے تھکنے سے پہلے اسے خود میں سمیٹ لے گا۔۔ اس کے گرنے سے پہلے سنبھال لے گا۔۔

باہر رات دھیرے دھیرے سرکتی اپنے اختتام کو پہنچ رہی تھی۔۔ اندر کمرے میں سوئے وہ دو وجود ایک دوسرے میں اپنا سکون پا چکے تھے۔۔ اب ان کے دل ایک لے پر دھڑک رہے تھے۔۔

نوابوں کی حویلی میں چھوٹے نوابزادہ تہام تیمور کی شادی کا اتنا بڑا اہتمام ہوا کہ دور دور تک لوگوں میں چرچا عام ہو گیا تھا۔

ولیمہ کے انتظام میں لگتا تھا پوری دنیا ہی جمع کر رکھی ہے۔۔ دنیا جہاں کا حسن لیے دلہن بنی مایا نے لائم یلو کلر کی میکسی پہنی ہوئی تھی۔ نواب بیگم نے اس کے سر کا صدقہ اتارا۔

رنگ تو بہت تھے پہنانے کو اور وہ بھی کانچ کا ایسا حسین مجسمہ تو تھی کہ رنگوں سے بھر دیا جائے۔۔

دنیا کے ہر پھول سے سجا دیا جائے بھی کم لگے۔۔

مگر تہام کو اپنی مایا اسی رنگ میں سجی ہوئی چاہیئے تھی۔۔

"یہ وہی رنگ ہے جس میں پہلی بار میں نے مایا کو دیکھا تھا۔۔ اس نے تب میرا دل مجھ سے چھین لیا تھا میں اپنے ہوش حواس گنوا بیٹھا تھا۔۔ مجھے وہ فیلنگز یاد آتی ہیں۔۔ میں وہ سب پھر سے محسوس کرنا چاہتا ہوں۔۔" اس نے نواب بیگم کو ضدی پن سے کہا تھا۔

انہیں ہار ماننا پڑی مگر مایا کا وہ رنگ دیکھ کر منہ بن گیا تھا۔ ایک دلہن کے لیے یہ کیسا رنگ تھا آخر۔۔

آج پھر سے وہی رونق تھی، ویسے ہی وہ دلہن بنی سب کی نظروں کا مرکز بنی بیٹھی تھی۔

مگر اس بار مایا ویسا مسکرا نہیں پا رہی تھی۔ اس کی پریشانی کو تھکن سمجھ کر نواب بیگم نے اسے جلدی کمرے میں پہنچا دیا تھا۔

کمرے میں پھولوں کی سجاوٹ اور بیڈ پر بنی سیج دیکھ کر اس کا دل کپکپا سا گیا تھا۔

پچھلی بار کا منظر آنکھوں میں لہرانے لگا، وہ سر جھٹکتی اس حادثہ کو بھلانے کی کوشش کرنے لگی۔

ایسی ہی خوشیوں بھری رات تھی، ایسے ہی لوگوں میں وہ تعریفیں وصول کر جب سجے ہوئے کمرے میں پہنچی تھی تو کیا ہوا تھا۔۔

مایا وہ سب بھلانا چاہتی تھی مگر دماغ پر سوار ہو رہا تھا سب۔۔دل خوف سے لرزنے لگا تھا۔

تہام کمرے میں آیا تو وہ خوف سے آنکھیں پھیلائے اس کا مسکراتا ہوا چہرہ دیکھنے لگی۔

کیا وہ بھی آج آکر اسی طرح اسے ڈرائے گا اور پھر طلاق دے کر دروازے سے باہر کر دے گا۔۔؟

کیا آج بھی وہ سب رشک بھری نظروں میں ترس دیکھے گی۔۔؟ وہ سوچنا نہیں چاہتی تھی مگر دماغ وہی سب دوہراتا اسے سہما رہا تھا۔

"مایا کیا ہوا۔۔ تم ٹھیک ہو۔۔؟" وہ اسے یوں پتھر کا مجسمہ بنا دیکھ کر پریشان سا اس کے پاس پہنچا۔

"تہام۔۔ م۔۔ مجھے ڈر۔۔ لگ۔۔ رہا ہے۔۔" وہ مہندی بھرے ہاتھ بھاری آنچل میں چھپا رہی تھی۔

تہام نے فکرمندی سے اسے دیکھا۔ اس رنگ میں اور اس سنگھار میں وہ انتہا کی حسین لگ رہی تھی۔

تہام کا دل دھڑک رہی تھی مگر اس کا خوف سمجھ سے باہر تھا۔ اس نے زرتار آنچل میں چھپے اس کے مومی ہاتھوں کو تھاما تو وہ بالکل سرد پڑ رہی تھی۔

"مایا مجھ سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میری جان۔۔ کیا تم تھک گئی ہو؟" اس کے سرد ہاتھ تھام کر اپنے ہاتھوں میں دباتے ہوئے نرمی سے سوال کیا۔

"تہام۔۔ مجھے۔۔ مجھے طلاق نہیں۔۔ دینا۔۔" اس نے بھیگتی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے درخواست کی۔

وہ دھک سے رہ گیا۔ تو کیا وہ داویال سے ہوئی اپنی شادی کے وہ مناظر یاد کر کے سہمی ہوئی ہے۔۔

وہ پل میں سب سمجھا تھا۔ اس کا خوف اور کپکپاہٹ۔۔ اس کے گرد بازو پھیلاتا اپنے حصار میں قید کر گیا۔ اس کے خوف بھرے چہرے کو دیکھا۔

"مایا تم تہام کی زندگی ہو۔۔ تہام اپنی زندگی کے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔ تہام تمہیں ہمیشہ اپنے پاس رکھے گا۔۔

تم رہو گی ناں میرے ساتھ؟ ساری زندگی۔۔؟"

نرمی سے اس کا گال سہلاتے ہوئے سوال کیا۔ مایا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسے اس سے بڑھ کر کیا چاہیئے تھا بھلا۔۔ تہام اسے اپنے پاس رکھے۔۔ اپنے قریب رکھے۔۔ ساری عمر۔۔ مرتے دم تک۔۔ اور کیا چاہیئے تھا بھلا۔۔

تہام اسے خود میں بھینچ کر نرمی سے اس کی نم آنکھوں پر لب رکھتا مایا کی سب پریشانی ختم کر گیا۔

"تہام۔۔" اس کے گال پر لب رکھتے تہام نے اس کی پکار پر سیدھے ہو کر اسے دیکھا۔

"میری مہندی۔۔" وہ قدرے ریلیکس ہوتے ہی اس کے سامنے ہاتھ پھیلا کر خوشی سے دکھا رہی تھی۔

تہام نے سکون بھرا سانس لے کر اس کا مسکراتا چہرہ دیکھا اور پھر اس کے ہاتھوں پر لگی خوں رنگ مہندی۔۔ گلابی ہتھیلیوں پر بنے نقش و نگار تہام نے اتنی توجہ سے دیکھے جیسے خزانہ تلاش رہا ہو۔۔

مایا اس کی توجہ پر خوش ہونے لگی، تہام نے اس کی ہتھیلیوں پر لب رکھ کر مایا کو دیکھا۔ وہ جگمگاتی آنکھوں سے اسے تک رہی تھی۔

"مایا۔۔ تمہارے ہاتھ بہت پیارے لگ رہے ہیں۔۔" اس کے ہاتھوں کو پلٹ کر ہاتھوں کی پشت پر باری باری لب رکھے۔

"تہام یہ چوڑیاں۔۔" وہ بازو اس کے سامنے پھیلائے اس بار چہک کر بولی۔ وہ اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔ کسی بچے کی طرح اسے لمحہ لگتا تھا ڈرنے میں اور لمحہ بھر ہی لیتی تھی نارمل ہونے میں۔۔

"بہت پیاری لگ رہی ہیں۔۔" اس کی چوڑیوں کو چھیڑتے ہوئے وہ دل سے مسکرایا۔

"تم بہت پیاری ہو مایا۔ تم مجھے بہت پیاری لگتی ہو۔" وہ سرتاپا اس کا دیوانگی بھری نظروں سے جائزہ لیتا اس کے ہاتھ تھام کر اپنی طرف کھینچ گیا۔

مایا اس کے سینے سے جا لگی، گھبرا کر تہام کو دیکھا۔

"تم مجھے اچھی لگتی ہو۔۔ بہت زیادہ۔۔ تمہاری آنکھیں۔۔ تمہاری چھوٹی ناک اور یہ پیارے سے گال۔۔" وہ لبوں سے اس کے معصوم نقوش کو چھوتا، اپنے نرم لمس سے مایا کو سمٹنے پر مجبور کر گیا تھا۔ وہ گلابی گال لیے اس کے سینے میں منہ چھپا گئی۔

"مایا مجھ سے کبھی مت ڈرنا۔۔ میں تہام ہوں، مجھے کسی بھی تھرڈ پرسن سے کمپئیر مت کرنا کبھی۔۔ تم مجھے بہت عزیز ہو، میرا قیمتی سرمایہ ہو اور تمہارے لیے تنہا راتوں میں جاگ کر اللہ کے سامنے رویا ہوں۔۔ اتنی منتوں سے ملی ہو تم مجھے۔۔ میں تمہاری ناقدری کبھی کر ہی نہیں سکتا مایا تہام۔۔" اسے سمیٹ کر اپنے سینے میں بھینچتا وہ مدھم لہجے میں سرگوشی میں بولا۔ جیسے اسی لمحے اس کے سارے خوف ختم کرنا چاہتا ہو۔۔

وہ وہی کر رہا تھا جو وہ چاہتا تھا۔۔ اسے اپنے حصار میں سمیٹ کر اس کے سارے خوف دور کر رہا تھا۔

اس کا ہر ڈر اور خوف اپنے اندر اتارتا اسے اپنی محبت سے بھرتا جا رہا تھا۔

وہ ایک عرصے بعد اپنے اندر صرف سکون محسوس کر رہی تھی۔ نا کوئی دردناک ماضی تھا نا کوئی مزید خوف و ہراس۔۔ نا کوئی داویال تھا نا کوئی تیسرا فرد۔۔

تہام کی محفوظ بانہوں میں سمٹی وہ صرف اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ۔۔ اس کا محبت بھرا لمس۔۔ اور اس کا مسکراتا چہرہ سامنے تھا۔ مایا نے باقی دنیا کو کہیں پیچھے چھوڑ دیا۔

اس نے سب بھلا دیا، صرف تہام کو یاد رکھا۔ تہام نے اس سے محبت کی نہیں تھی اسے اپنی محبت میں مبتلا کیا تھا۔ مایا اس کے گرد بازو پھیلا کر اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔ کیا اسے بتانے کی ضرورت بھی تھی کہ اسے تہام کا حصار سکون دیتا ہے۔۔ اس کا قریب ہونا اچھا لگتا ہے۔ شاید تہام دنیا کا واحد مرد تھا جس کا لمس اسے خوف سے نجات دلاتا تھا۔۔

اس کے ماتھے پر لب رکھتے تہام نے مسکرا کر اسے دیکھا۔۔ وہ سب جانتا تھا۔ وہ مایا کی فیلنگز پہچانتا تھا اور یہ بہت بڑا انعام تھا اس کے لیے۔۔

oooooooo

وقت کے ساتھ حویلی والوں کی محبت اور توجہ نے مایا میں بہت بڑی تبدیلیاں پیدا کی تھیں۔

وہ کسی بچے جیسی ضدی اور من مانی کرنے والی بن گئی تھی۔ اس کے لاڈ اٹھائے گئے اسے سر پر بٹھایا گیا۔

تہام کی وہ بری طرح عادی ہو چکی تھی۔ اگر یہ کہا جائے وہ دیوانی تھی اس کی۔۔ تو غلط نا تھا۔۔

اس وقت بھی تہام شہر سے لوٹا تو مایا کمرے میں نہیں تھی۔ اسے حویلی میں ہر جگہ ڈھونڈنے لگا۔

وقت گزرنے کے ساتھ اس کا پاگل پن مایا کے لیے شدت اختیار کر چکا تھا۔ حویلی میں آتے ہی اسے مایا کو دیکھنے کی چاہ ستاتی تھی۔

وہ حویلی کے بیک یارڈ میں پہنچا تو مایا کو دیکھ کر تیر کی طرح اس کے سر پر پہنچا۔

وہ ڈوپٹہ سے بے نیاز درختوں پر موجود پرندوں کو دیکھ رہی تھی۔ وہ خجل سا ہو گیا۔ آنچل قریب چیئر پر پڑا تھا اور اگر ملازمین میں سے کوئی اسے ایسے دیکھ لیتا؟ اس کی لاپروائی تہام کو پریشان کر گئی۔

"مایا ڈوپٹہ اوڑھو۔۔" جلدی سے ڈوپٹہ اٹھا کر اس کے کندھوں پر پھیلانا چاہا لیکن وہ منہ بنا کر اتار گئی۔

"نہیں سنبھال سکتی۔۔ یہ تنگ کرتا ہے۔۔" تہام نے دوبارہ پہنانا چاہا تو وہ ناک چڑھا کر بولی۔

"سہی سے اوڑھو گی تو تنگی نہیں ہو گی۔۔" وہ اسے نرمی سے سمجھاتا اچھے سے اوڑھانے لگا۔ وہ جیسے ہی پیچھے ہوا، مایا نے جھٹکے سے ڈوپٹہ اتار کر چیئر پر پٹخا۔ تہام اسے گھور کر رہ گیا۔

"پھر روم میں چلو۔۔ آئندہ یوں باہر مت نکلنا۔۔" وہ دانت پیستا ڈوپٹہ اٹھا کر مایا کے کندھے پر ڈال کر اس کے ہاتھ پکڑ کر قدم اندر کی طرف بڑھا گیا۔

"نہیں جانا اندر۔۔ یہاں ہوا ہے۔۔" وہ چیخ رہی تھی۔ تہام کا دماغ جھنجھنا اٹھا تھا۔ کمرے میں لا کر اسے بٹھایا اور ونڈوز پوری کھول دیں۔

مایا منہ پھُلائے اسے ناراضگی سے دیکھ رہی تھی۔

وہ نظر انداز کرتا فریش ہونے چلا گیا۔

واپس آیا تو وہ اپنے نیل پینٹ لیے سر جھکائے بیٹھی تھی۔ منہ پھُولا ہوا تھا۔ یعنی ناراضگی ابھی قائم تھی۔

تہام مسکرا کر اس کے پاس جا بیٹھا۔

"مایا ناراض ہو۔۔؟ تہام کی زندگی ناراض کیسے ہو سکتی ہے تہام سے۔۔" وہ نرمی سے اس کے بال سنوارتا محبت بھرے لہجے میں بول رہا تھا۔ مایا نے نا سر اٹھایا نا ہی جواب دیا۔ جب سے ناراض ہونا سیکھی تھی، ایسے ہی گھنٹوں اسے منانے کی پریکٹس کرواتی تھی۔ تہام نے ہنسی دبائی۔ جھک کر اس کے رخساروں پر باری باری لب رکھتا اسے دیکھنے لگا۔

شرم سے چہرہ سرخ کیے وہ مزید سر جھکا گئی۔اس کا شرماتا ہوا روپ تہام کو اندر تک پُر سکون کر جاتا تھا۔وہ کافی زیادہ نارمل ہو گئی تھی اب۔۔

"تم کہتی ہو ناں تم بڑی لڑکی ہو؟ تو پھر بڑی لڑکیاں ایسا نہیں کرتیں۔۔ چادر لے کر رکھتی ہیں۔۔ جو یہاں سب ملازمین ہیں، میرے علاوہ جو بھی مرد ہیں، تمہیں ان کے سامنے بڑی لڑکیوں کی طرح چادر اوڑھ کر رکھنی ہے۔۔ تم ایسا کرو گی ناں۔۔" وہ پیار سے سمجھا رہا تھا۔وہ سر ہلاتی اس کا ہاتھ تھام کر اپنی گود میں رکھتی نیل پینٹ کھول رہی تھی۔

"یہ نیل پینٹ لڑکے نہیں لگاتے میری جان۔۔ یہ لڑکیوں کے لیے ہوتا ہے۔۔"وہ مسکرا کر اسے دیکھنے لگا۔

مایا نے ناراضگی سے اسے دیکھا۔یعنی وہ اس کی خاطر اتنا بھی کرنے کو تیار نہیں تھا۔

تہام آہ بھرتا موبائل پر آتی کال کی طرف متوجہ ہوا۔

مایا نیل پینٹ سے اس کے ہاتھ کی پشت پر نقش و نگار بنانے میں مصروف تھی۔وہ جب کال بند کر کے متوجہ ہوا تو دھک سے رہ گیا۔

سرخ رنگ سے آڑھی ترچھی لکیروں کی صورت بنا ڈیزائن وہ بھی ہاتھ کی پشت پر۔۔

"چھوڑو میرا ہاتھ۔۔ تم نے بدلہ لیا ناں مجھ سے؟ میں نے تمہیں انجوائے نہیں کرنے دیا باہر۔۔ اسی لیے ناں۔۔" وہ تاسف سے بولا۔ اب اسے کافی حد تک سمجھ چکا تھا اور اس روز اپنے ہاتھ صاف کرنے کے لیے اس نے ہاتھ اتنا رگڑا کہ چھیل ڈالا۔

اس کی بے چاری صورت اور سرخ ہوتے ہاتھ دیکھ کر مایا اتنا کھل کر ہنسی کہ وہ ہاتھ کی جلن بھلائے اسے کھلکھلاتا ہوا دیکھتا چلا گیا۔۔

OOOOOOOOO

مایا سب کی توجہ پر بچوں جیسی رونق بن گئی تھی حویلی کی۔۔ خوب من مانی کرتی۔۔ ضد کرتی اور اب تو جھگڑا بھی کرنے لگی تھی۔

طیفور اور انس کے ساتھ مل کر تہام کو اپنی شرارتوں کا نشانہ بنائے رکھتی تھی۔ اسے گھما کر رکھ دیتی تھی۔ ہر وقت الٹی سیدھی حرکتیں اور ہلا گلا۔۔

اور تہام کے لیے اتنا بہت تھا، وہ اس کے علاوہ کسی سے نا شرارت کرتی نا ضد اور نا من مانیاں۔۔

اس کی ہر شرارت کا مرکز تہام ہوتا تھا۔

اس کی شرارتیں اور ہر ضد اسے دل سے قبول تھی۔

"مایا کیا تم حویلی سے باہر نکلنا چاہتی ہو۔۔آج ویلیج دیکھنے چلو گی؟" اسے نارمل ہوتا دیکھ کر ایک روز تہام نے اسے باہر گھمانے کا سوچا۔

مایا پر جوش سی سر ہلانے لگی۔آنکھیں چمک اٹھی تھیں، یوں جیسے کسی قیدی کو رہائی کا پیغام ملا ہو۔

"میں لوگ بھی دیکھوں گی۔ویلیج بھی دیکھوں گی۔۔"

وہ خوش ہو کر بول رہی تھی۔ تہام کو اس کی بات پر شدت سے محسوس ہوا تھا۔وہ کیسے عمر کا ایک بڑا حصہ قید نما تنہائی میں رہی ہو گی۔

"مایا۔۔میری زندگی۔۔" وہ بے ساختہ اسے سینے لگا کر پیار سے بولتا اس کا سر سہلانے لگا۔

"مجھے تیاری کرنی ہے۔۔"مایا اس کے رومینٹک موڈ کا ستیاناس کرتی اسے پیچھے دھکیل گئی۔وہ آہ بھر کر رہ گیا۔مایا تیار ہونے جا چکی تھی۔

تہام مایا کو ان سب سے ملوانے لے گیا تھا، جو اس نے اپنی فیملیز بنائی ہوئی تھیں۔

اس روز مایا نے اپنی زندگی کا سب سے بہترین دن گزارا تھا، کھل کر مستی کی تھی۔

چہکتی، کھلکھلاتی یہاں سے وہاں جاتی وہ جیسے سب خوف بھلا چکی تھی۔وہاں کسی سے کوئی خوف محسوس نہیں ہو رہا تھا۔وہ نوابوں کی چھوٹی بہو تھی۔ جس مرد سے سامنا ہوتا وہ سر جھکا کر راستہ بدل لیتے۔۔تو

ایسی احترام بھری زندگی بھی ہوتی ہے۔۔یوں عزت بھی ملتی ہے۔۔مایا کے لیے یہ نیا تجربہ تھا۔۔ بالکل پہلا تجربہ تھا۔۔

کبھی لڑکیوں کے گروہ میں جا پہنچتی تو کبھی کچے گھروں کے باہر درختوں کے سائے میں بیٹھی عورتوں کے درمیان جا بیٹھتی۔ تہام مسکرا کر اسے دیکھ رہا تھا۔زندگی سے بھرپور اور مسکراتی ہوئی وہ پہلی بار کوئی زندہ لڑکی لگ رہی تھی۔

ایک عورت سر پر لال مہندی لگا رہی تھی، مایا آنکھیں پھیلائے اس کے پاس پہنچی۔

"مجھے بھی لگانی ہے یہ۔۔ سر پر۔۔" وہ ڈوپٹہ سر سے اتار کر عورت کے سامنے سر کیے بول رہی تھی۔

"نہیں مایا۔۔ یہ سفید بالوں پر لگائی جاتی ہے۔۔" تہام بوکھلا گیا۔ لگتا تھا مایا ابھی سب شوق پورے کرے گی۔ جو بھی دیکھے گی، وہی کرے گی۔۔

"نہیں مجھے لگانی ہے یہ۔۔" وہ بضد ہوئی تھی۔

"مایا پلیز۔۔ بال خراب ہو جائیں گے۔۔" وہ بے چارگی سے اس کے سلکی لمبے بال دیکھ رہا تھا۔

"نہیں مجھے لگانی ہے ان کی طرح۔۔" مایا سننے کو تیار نہیں تھی۔ وہ عورت ہونق سی اپنے چھوٹے نواب اور ان کی ضدی بیوی کو دیکھ رہی تھی۔

"اوہ مایا۔۔ یہ دیکھو ان پیارے پیارے ہاتھوں پر یہ مہندی بہت اچھی لگے گی۔۔" وہ پینترا بدل کر اس کے ہاتھ تھام گیا۔ مایا چونک کر اس کی بات سنتی اپنے ہاتھ دیکھنے لگی۔

"مجھے ہاتھ پر مہندی لگوانی ہے۔۔" وہ جوش سے بولتی اس عورت کے سامنے اپنی گلابی ہتھیلیاں پھیلا گئی۔ تہام نے سکون بھرا سانس لیا۔ عورت نے گول چھوٹی چھوٹی ٹکی سی ہتھیلیوں پر لگا دیں۔

وہ مہندی لگا کر ایسی خوش ہوئی جیسے خزانہ مل گیا ہو۔۔ ہتھیلیاں سیدھی رکھے گھومتی رہی۔۔ مٹی سے بنے کچے چھوٹے چھوٹے گھروں میں گھومتی رہی۔۔ ایک گھر۔۔ پھر اور گھر۔۔ پھر اور۔۔۔

اسے سب نے ویلکم کیا اور وہ اسی بات پر خوش تھی۔

"مجھے یہ دھونا ہے۔۔" وہ کچھ ہی دیر میں تہام کے سر پر پہنچ گئی تھی۔ وہ اسے ٹیوب ویل پر لے جا کر ہاتھ دھلوانے لگا۔ گلابی نازک سی ہتھیلیوں پر سرخ رنگ بہت پر کشش لگ رہا تھا۔ وہ اس کے ہاتھ تھامے کتنی دیر دیکھتا رہ گیا۔

بے اختیار ہوتا اس کی ہتھیلیوں پر وہ جھکنے ہی لگا تھا کہ دور ایک جگہ پر گھاس کٹتا دیکھ کر وہ پر جوش سی ہاتھ اس کی گرفت سے کھینچ کر نکالتی اس طرف بھاگ گئی۔ وہ خالی ہاتھ دیکھتا رہ گیا۔

وہ کبھی گھاس کاٹتی کبھی مدھانی میں لسّی بنانے کی کوشش کرتی، جیسے زندگی مسکرا اٹھی تھی۔

تہام اسے پھرکی کی طرح گھومتا دیکھ کر ہی چکرا گیا تھا۔ دور مردوں کے درمیان تہام کے لیے الگ سے بڑی چارپائی رکھی ہوئی تھی جس پر پھولوں والی چادر پھیلا کر گاؤ تکیے لگا رکھے تھے، وہ اسی چارپائی پر تھکن زدہ سا جا کر بیٹھ گیا۔

مایا لڑکیوں سے ملتی آگے بڑھ کر روڈ کے پاس پہنچی اور حویلی کی طرف جاتے انس کی گاڑی دیکھ کر خوشی سے چیختے ہوئے گاڑی رکوائی۔

"مایا تم یہاں ؟اکیلی آئی ہو کیا یہاں۔۔" وہ حیران ہوا تھا۔مایا نے گاڑی میں بیٹھ کر سر ہلا دیا۔وہ اسے لے کر حویلی پہنچ گیا اور پیچھے تھکن اتار کر اٹھتے تہام نے مایا کو جب کہیں نا پایا تو اس کے ہوش اڑ گئے۔

پاگلوں کی طرح ہر جگہ اسے ڈھونڈتا خوفزدہ سا ہو گیا۔شام گئے جب تھک کر اس نے حویلی میں کال کی تو پتا چلا کہ مایا بیگم دن ڈھلے ہی حویلی پہنچ چکی تھی۔

تہام بکھرا ہوا حلیہ لیے پریشان صورت گھر پہنچا تو حویلی میں اس کے بھائیوں نے خوب درگت بنائی۔

"تہام کی زندگی تو اچھی خاصی شیطان بن چکی ہے۔۔

کوئی پچھتاوا تو نہیں ناں اب کوئی۔۔اپنی زندگی کو پا کر خوش تو ہو ناں تہام۔۔" وہ بھائیوں کی چھیڑ چھاڑ اور بھابھیوں کے ہنسنے پر دانت پیستا مایا کے سر پر پہنچا۔

"مایا تم بتائے بغیر چلی آئیں۔۔اندازہ بھی ہے کتنا پریشان تھا میں۔۔" اسے گھور کر بولا جو ایزی ڈریسنگ کیے سکون سے بستر پر بے جان گڑیا کی طرح پھیل کر لیٹی ہوئی تھی۔

"میں تھک گئی تھی تہام۔۔" وہ رونی صورت بنائے کچھ اس انداز میں بولی کہ وہ غصہ بھول گیا۔

"سوری۔۔مجھے یہ بات سوچنی چاہئیے۔۔" وہ فکرمند سا اس کے پاس بیٹھتا جھک کر اس کے بال سمیٹنے لگا۔وہ اس کی گود میں سر رکھ کر آنکھیں موند گئی۔

تہام محبت بھری نظروں سے اس کا چہرہ تکتا اس کے بالوں میں انگلیاں چلا رہا تھا۔

وہ دو تین گھنٹے پاگلوں کی طرح اس کے لیے بھاگا تھا، تھکا ہوا تھا اور وہ غصہ بھی تھا مگر اس وقت وہ سب بھول گیا۔ مایا اس کی آنکھوں میں بے دھڑک بس جانے والا خواب تھی۔ اس کے قریب ہو کر وہ سب بھول جاتا تھا۔ اس وقت بھی وہ کسی قیمتی چیز کی طرح اسے یک ٹک دیکھ رہا تھا۔۔

○○○○○○○○○○○

مایا نے گاؤں کی عورتوں سے ملتے ہوئے اکثر کو پراندہ باندھے دیکھا تھا۔ اسے بالوں کے ساتھ لٹکتے وہ رنگین ریشمی لمبے دھاگوں کے ساتھ موتیوں میں پروئے شیشے بہت اچھے لگے تھے۔

اس کی فرمائش پر نواب بیگم نے اس کے لیے پراندہ بنوا لیا تھا۔ ایک ملازمہ نے اس کے سلکی بالوں کو گوندھ کر پراندہ باندھ دیا مگر وہ ایسا بھاری تھا کہ مایا کی آنکھیں کھل گئیں۔

وہ بھاگ کر کمرے میں بیٹھے تہام کے سر پر پہنچی۔

"تہام میں اچھی لگ رہی ہوں؟" اس سے سوال کیا۔ یعنی اگر وہ سنگھار کرے اور تہام تعریف نا کرے تو سب ادھورا تھا۔ یہ بات مایا بھی جانتی تھی اور تہام بھی۔۔ وہ نظر اٹھا کر اسے دیکھتا مسکرایا۔

"واؤ مایا۔۔ تم بہت کیوٹ لگ رہی ہو۔۔" وہ تعریف کرتا سر ہلا رہا تھا۔ آنکھوں میں محبت بھری تھی۔

"یہ بہت بھاری ہے۔۔ میرے بال گر جائیں گے تہام۔۔" تعریف کرواتے ہی وہ رونی صورت بنا کر بولتی منہ بسور رہی تھی۔ وہ مسکراہٹ دبا گیا۔۔

"پاگل لڑکی۔۔ یہ پیارا لگ رہا ہے، اس سے بال بھی لمبے ہوں گے۔۔" اس نے پشت پر لہراتا بھاری پراندہ اٹھا کر اس کے کندھے پر رکھتے ہوئے سر سے وزن کم کیا۔

"آپ کو اچھا لگتا ہے؟" وہ رک کر اس سے پوچھنے لگی۔

"بہت زیادہ۔۔ تم بہت کیوٹ لگ رہی ہو، مجھے پسند ہے۔۔" وہ اس کی خواہش جانتا تھا تبھی دل کھول کر تعریف کی۔ وہ سوچ میں مبتلا باہر نکل گئی۔

تہام کو گڑبڑ کا احساس ہوا تو تیزی سے اٹھ کر اس کے پیچھے گیا۔ رات کا وقت تھا سب باہر بیٹھے تھے

"بی جان۔۔" مایا نے زور سے نواب بیگم کو پکارا۔ سب متوجہ ہوئے۔ تہام چوکنا سا مایا کو تکنے لگا۔

"ان کو بھی پراندہ چاہئیے۔۔ تہام نے کہا میں کیوٹ لگ رہی ہوں اور انہیں پراندہ پسند ہے۔۔" اس نے سب کے درمیان اعلان کیا۔ تہام خفت زدہ ہو گیا۔ سب کی دبی دبی ہنسی پر پلٹ کر بہانے سے کمرے میں چلا گیا۔

"یہ صرف لڑکیوں کے لیے ہوتا ہے مایا۔۔" نواب بیگم نے ہنس کر اسے سمجھایا۔ وہ پلٹ کر کمرے میں چلی گئی۔

"مایا آر یو میڈ۔۔۔ ایک ڈائلاگ بولا اور تم نے جا کر پورے گھر کو سنا دیا۔ حد ہوتی ہے۔۔" وہ بھرا بیٹھا تھا، اس کے آتے ہی خفگی سے گھورا۔

"یہ ڈائلاگ تھا۔۔" وہ سٹپٹا کر اسے دیکھنے لگی۔

''نہیں حلوہ تھا۔۔ کھالو۔۔'' وہ جل بھن گیا۔

''تہام۔۔ آئم سوری۔۔'' وہ سر جھکا کر بولی تو تہام نے جھٹکے سے پلٹ کر اسے دیکھا۔ مایا نے سوری کہا تھا۔۔ پہلی بار۔۔ کچھ ہٹ کر بی ہیو کیا تھا۔۔

''کیا کہا تم نے ابھی۔۔؟'' آنکھوں میں شوخی سموئے قدم اٹھاتا عین اس کے سامنے جا کھڑا ہوا۔

''سوری اب نہیں بتاؤں گی آپ کو پراندہ چاہیئے۔۔'' وہ بات بدل گئی تھی۔ تہام نے گھورا۔

''مجھے نہیں چاہیئے۔۔ مجھے پسند ہے پاگل۔۔'' وہ شرارت سے مسکرایا اور اس کی ناک دبا کر بولا۔

''کون پاگل پسند ہے۔۔'' مایا نے حیرت سے آنکھیں پھیلائیں۔

''تم پاگل ہو ناں۔۔ تم پسند ہو مجھے۔۔'' ہاتھوں کے پیالے میں اس کا چہرہ تھام کر وارفتگی سے بولا۔

''بی جان کو بتاؤں یہ بات۔۔؟'' وہ شرارت پر مائل ہوئی۔

''خبردار جو ایک لفظ بھی کسی کو بتایا۔'' اس نے وارن کرتے ہوئے اس کے رخسار کھینچے۔

''کس کو نہیں بتانا۔'' وہ اس کے ہاتھ پیچھے کر کے بولی۔ تہام نے گہرا سانس بھرا۔

''بی جان کو مت بتانا مایا۔'' وہ تنگ ہو کر بولا۔

''بی جان کو کیا نہیں بتانا۔'' ایک اور سوال حاضر تھا۔ وہ اپنے بال کھینچتا پیچھے صوفے پر جا بیٹھا۔

''مایا۔ مایا۔ تمہارے عقلمند ہونے تک میں پاگل ہو جاؤں گا یار۔۔'' وہ بے چارگی سے بولتا سر ہاتھوں میں ڈال بیٹھا۔ مایا کی شرارت بھاپ بن کر اڑی۔

اس کے پاس پہنچی، جھجکتے ہوئے اس کے قریب کھسک کر ساتھ جڑ کر بیٹھ گئی۔

تہام نے سر اٹھا کر اسے دیکھا، مایا نے جھجک کر اس کے کندھے پر سر رکھ دیا۔

"تہام اب کبھی پاگل نہیں کروں گی۔۔ پرامس۔۔" اس کے سینے میں چہرہ چھپا کر بولتی وہ بالکل نارمل لگ رہی تھی۔ شرماتی، جھجکتی، آہستگی سے بولتی ہوئی۔۔

تہام سارے کا سارا اس کی طرف پلٹا اور ایک بازو اس کے گرد پھیلا کر اس کا چہرہ اوپر کیا۔

گھبرایا، شرمایا گلابی ہوتا معصوم سا چہرہ۔۔ تہام سے نظریں ملتے ہی وہ جھینپ کر نظر جھکا گئی۔

"اب تم پاگل کر سکتی ہو۔۔ اب تمہیں سب اجازت ہے میری جان۔۔ تہام تمہارا ہے، جو چاہے کرو۔۔" وہ دیوانہ سا اسے سینے سے لگاتا والہانہ پن سے اس کی پیشانی پر لب رکھ گیا۔

✓ تیری معصوم نگاہوں کے ___ تقدس کی قسم

دل تو کیا روح نے بھی تجھ سے محبت کی ہے

تہام کی سرگوشی پر وہ ایک عرصے بعد شاید پہلی بار دل سے مسکرائی تھی۔ وہ بدلی نہیں تھی، بچگانہ انداز بھی سلامت تھا اور معصومیت بھی۔۔ مگر اب وہ ایک مکمل اور نارمل لڑکی تھی، جو محبت پہچانتی تھی، جو رشتہ بھی پہچانتی تھی۔۔

اب اس کے ساتھ کوئی ماضی کا خوف نہیں تھا۔ اب اسے کوئی ڈر نہیں ستاتا تھا۔۔

اب اسے یقین تھا اسے ساری عمر تہام جیسے مضبوط ساتھی کے ہمراہ رہنا ہے جو اسے کسی بھی پریشانی میں اکیلا نہیں چھوڑنے والا تھا۔۔

تہام کی محبت نے اسے نارمل لڑکی بنایا تھا اور تہام کی محبت میں ہی وہ مکمل لڑکی بن گئی تھی۔

اور اگر وہ اس کے پاس رہا تو مایا دوبارہ کبھی نہیں بکھرنے والی تھی۔۔

✓ تیرا رابطہ______میری ہر دوا۔۔

یہ دوا ملے تو میں ٹھیک ہوں۔۔

❤❤𝕋𝕙𝕖 𝔼𝕟𝕕. 𝕊𝕥𝕒𝕪 ℍ𝕒𝕡𝕡𝕪 𝔸𝕝𝕝❤❤